صدائے اِنقلاب

مجموعۂ خطابات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

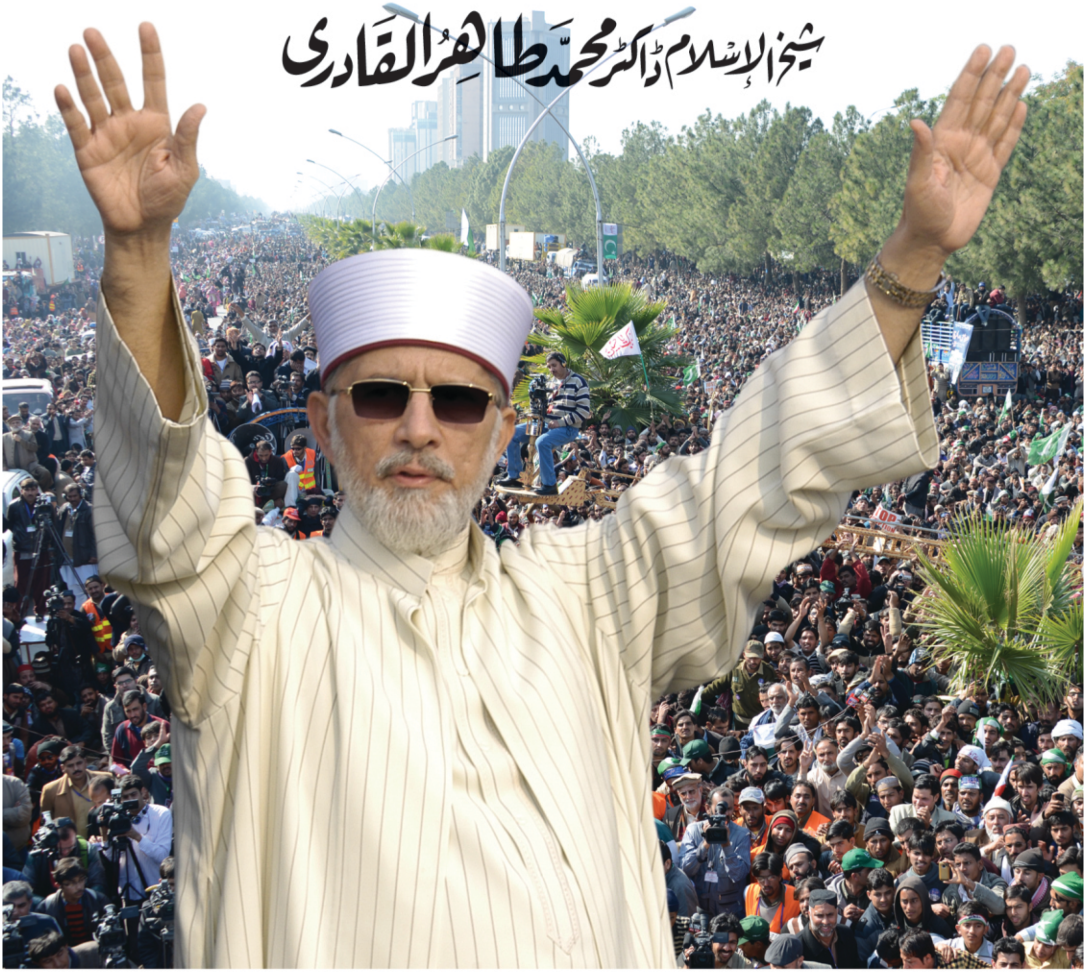

- 23 دسمبر 2012ء: عوامی اِستقبال، مینارِ پاکستان لاہور
- 13 تا 17 جنوری 2013ء: اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنا
- 15، 17، 22 فروری اور 17 مارچ 2013ء: اِنقلاب مارچز اور عوامی اجتماعات

پاکستان عوامی تحریک

صدائے اِنقلاب

(مجموعۂ خطابات)

☆ 23 دسمبر 2012ء: عوامی اِستقبال، مینارِ پاکستان لاہور

☆ 13 تا 17 جنوری 2013ء: اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنا

☆ 15، 17، 22 فروری اور 17 مارچ 2013ء:

اِنقلاب مارچز اور عوامی اِجتماعات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

صدائے اِنقلاب

(مجموعۂ خطابات)

☆ 23 دسمبر 2012ء عوامی اِستقبال، مینارِ پاکستان

☆ 14 تا 17 جنوری 2013ء، اِسلام آباد لانگ مارچ

☆ 15، 17، 22 فروری اور 17 مارچ 2013ء
اِنقلاب مارچز و جلسہ ہائے عام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

صدائے اِنقلاب

خطابات: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تدوین: جلیل اَحمد ہاشمی

نظرِ ثانی: شیخ عبدالعزیز دباغ، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

زیرِ اِہتمام: پاکستان عوامی تحریک

اِشاعت اَوّل: اگست 2013ء (5,000)

عنوانات

☆ پیش لفظ 11

باب اَوّل

خطاب عوامی اِستقبال 13

(23 دسمبر 2012ء، مینارِ پاکستان)

۱۔ اِبتدائیہ 15

پہلا حلف: آج کا پروگرام کسی خارجی یا داخلی ایجنسی کا ایجنڈا نہیں 15

دوسرا حلف: آج کے پروگرام کے لیے مالی معاونت تحریکی کارکنان نے کی ہے 16

تیسرا حلف: اِس عوامی اجتماع کا مقصد فوجی اقتدار لانا یا سیاسی بساط کو لپیٹنا نہیں 16

شرکاء اجتماع کا حلف 17

۲۔ آج کے اجتماع کے وسائل 18

۳۔ مقصدِ اجتماع - استقبال یا حقیقی تبدیلی؟ 19

۴۔ پُراَمن جد و جہد کا آغاز 19
۵۔ دنیا کے سامنے پُرعزم کارکنان کے ولولوں کا اِظہار 20
۶۔ ہرفرد کی معاشرتی عزتِ نفس کی بحالی 21
۷۔ عدلیہ کی آزادی وخودمختاری کی حمایت 22
۸۔ وطنِ پاکستان کے ساتھ وفاداری کا اِظہار 22
۹۔ انتہا پسند طبقات کوملکی فلاح و بہبود میں شامل ہونے کی دعوت 23
۱۰۔ دہشت گردی و کرپشن کے خلاف اعلانِ جنگ 24
۱۱۔ آمریت نہیں ...... سیاستِ محمدی 24
اُصولوں پرمبنی سیاست 25
کیا یہ سیاست ہے؟ 25
نعرہ ’سیاست نہیں...... ریاست بچاؤ‘ سے مراد 27
۱۲۔ ایجنڈا انتخابات رکوانا نہیں بلکہ انہیں درست کروانا ہے 28
قانون کی بالادستی کا فقدان 28
کرپشن اور بددیانتی کی انتہا 30
ملک کے غریب ومزدور کی حالتِ زار 31
فوج کی مداخلت روکنے کا طریقہ 32
۱۳۔ آئینِ پاکستان کیسے انتخابات چاہتا ہے؟ 32
(ا) انتخابات میں اِستحصال کا خاتمہ 33

(۲) اُمیدوار اور سپورٹرز کی جان کی حفاظت 34
(۳) معاشرتی انصاف کی دستیابی اور برائیوں کا خاتمہ 35
(۴) لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر کرنے کی ضمانت 35
(۵) کمزور و طاقتور کے مابین توازن فراہم کرنے کی ضمانت 36
(۶) بنیادی ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کی ضمانت 36
(۷) ذرائع آمدنی اور وسائل میں غیر معمولی فرق کا خاتمہ 37
(۸) ووٹرز کی آزادیِ رائے کا تحفظ 37
۱۴۔ الیکشن کے لئے آئین کی شرائط 38
۱۵۔ عدالتی فیصلہ اور حکومت کا آئینی جواز 39
۱۶۔ انتخابات اور ریاستی اداروں کی جانبداری 40
۱۷۔ حکومتی سطح پر کرپشن کا اعتراف 41
ٹیکس چور ممبران پارلیمنٹ 42
جعلی ڈگریوں کے حامل اراکین پارلیمنٹ 43
۱۸۔ آئینِ پاکستان کے مطابق ممبر پارلیمنٹ کی شرائط 45
۱۹۔ حقیقی جمہوریت 50
۲۰۔ ہم کیسا نظام چاہتے ہیں؟ 51
۲۱۔ انتخابی اصلاحات کی ناگزیریت 54
۲۲۔ اعلانِ 'لانگ مارچ' 55

باب دوم

اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنے کے شرکاء سے خطابات (13 تا 17 جنوری 2013ء) 57

ا۔عظیم الشان تاریخی لانگ مارچ پر مبارک باد 59

۲۔ انقلابی کارکنوں کو پرامن رہنے کی ہدایات 60

۳۔ جمہوری اُصولوں کے مطابق پرامن لانگ مارچ 62

۴۔ ہماری جد و جہد کسی خاص شخصیت کے خلاف نہیں 63

۵۔ ہم پرامن انقلاب کے داعی ہیں 64

۶۔ آئین کے تحت قیامِ امن ریاست کی ذمہ داری ہے 65

۷۔ حکمران عوام کو اور باہر کی دنیا کو امن دینے سے قاصر ہیں 66

۸۔ آئین کی رُو سے معیارِ قیادت 67

۹۔ ارکانِ اسمبلی اور آئین کی پامالی 69

۱۰۔عوام کے حقوق سے حکمرانوں کی بے اعتنائی 71

ا۱۔ سازشی اور بد دیانت امیدواروں کی کامیابی سے کبھی تبدیلی نہیں آئے گی 72

۱۲۔ قانون شکن کو قانون سازی کا کوئی حق نہیں 75

قانون شکنوں کو پارلیمنٹ سے باہر کیوں رکھا جائے؟ 76

ہم لٹیروں کو پاکستان کے ایوانِ اقتدار میں نہیں دیکھنا چاہتے 79
۱۳۔ لانگ مارچ کے مطالبات 86
پہلا مطالبہ: انتخابی اصلاحات کا نفاذ 87
دوسرا مطالبہ: الیکشن کمیشن آف پاکستان کی تشکیلِ نو 91
تیسرا مطالبہ: نگران حکومتیں دو جماعتوں کے مک مکا سے نہیں ہوں گی 95
چوتھا مطالبہ: قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کی تحلیل 97
۱۴۔ انگلش خطاب 104

باب سوم

گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی کے عوامی اجتماعات سے خطابات 109

۱۔ لانگ مارچ کا پس منظر 112
۲۔ موجودہ سیاسی و جمہوری صورت حال 116
۳۔ عوام کی حالتِ زار 116
۴۔ غیر جمہوری رویوں کے حامل 'لیڈر' 118
۵۔ الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل کے مکروہ مقاصد 120
۶۔ قوم کو اعتماد دینے کی ضرورت ہے 122

۷۔ دورِ جدید کے انقلابات 123

۸۔ ایک نظام، مختلف چہرے 124

۹۔ نگران حکومت کا قیام...... ایک ڈرامہ 126

۱۰۔ مہنگائی اور دہشت گردی کا گراف 127

۱۱۔ مسائل و مشکلات کا حل 129

۱۲۔ ریاست کے ستونوں کی کارکردگی 133

۱۳۔ پاکستانی باصلاحیت قوم ہیں 134

۱۴۔ غلطی کہاں ہوئی؟ 135

۱۵۔ تباہی کا ذمہ دار کون؟ 137

۱۶۔ آئین کی پاسداری 139

۱۷۔ مسلم معاشرے کے خدوخال 143

۱۸۔ پیغمبرانہ انقلاب کی راہ میں حائل رکاوٹیں 146

(۱) حضرت نوح علیہ السلام 148

(۲) حضرت شعیب علیہ السلام 150

(۳) حضرت ھود علیہ السلام 150

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام 151

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام 151

(۶) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ 152

۱۹۔ میری جد و جُہد 154
۲۰۔ میں کیسا پاکستان چاہتا ہوں! 158
۲۱۔ ایسے پاکستان کے لیے کیسا نظامِ حکومت درکار ہے؟ 162
۲۲۔ یہ جدوجہد کب تک جاری رہے گی؟ 167

پیش لفظ

مملکتِ خدا داد پاکستان میں فروغِ شعور و آگہی کی تحریک کا آغاز شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 32 سال قبل تحریک منہاج القرآن کے قیام کے ساتھ ہی کر دیا تھا، تاہم قریباً آٹھ سال قبل اِس تحریکِ بیداریِ شعور کو اَز سرِنو منظّم کیا گیا۔ گزشتہ سال 23 دسمبر 2012ء کو مینارِ پاکستان کے تاریخی سبزہ زار میں آپ کا فقید المثال عوامی اِستقبال - جو '**سیاست نہیں ...... ریاست بچاؤ**' کے نعرے کے تحت منعقد کیا گیا - بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ بعد ازاں جنوری 2013ء میں ہونے والا اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنا بھی ریاستی جبر، انسانی حقوق کی پامالی اور جمہوریت دشمن قوتوں کے خلاف آئینی جدوجہد کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ اِس کے بعد مختلف شہروں میں عوامی اِجتماعات منعقد کیے گئے تاکہ عوام میں اِس ملک کے اَبتر حالات اور اِس میں مروّج اُس فرسودہ نظام کو بدلنے کے لیے شعور بیدار کیا جائے جو سراسر دجل وفریب، ظلم و نااِنصافی، خیانت و بددیانتی، کرپشن ولوٹ مار اور غریبوں کو اُن کے حقوق سے محروم رکھنے پر قائم ہے۔

ان اجتماعات سے خطابات کرتے ہوئے جہاں شیخ الاسلام نے پاکستان کو درپیش مسائل کی اصل وجہ (root cause) سے عوام کو آشنا کیا وہیں انہوں نے پاکستان کے روشن و مستحکم اور خود مختار مستقبل کے لیے اپنا اِنقلابی ویژن پیش کیا۔ آج اگر پاکستانی قوم واقعی اپنے حالات بدلنے میں سنجیدہ ہے؛ مہنگائی، لوڈ شیڈنگ، دہشت گردی اور بے روزگاری اور پسماندگی جیسے عذابوں سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے؛ اور پاکستان کو اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں مقام دلانا چاہتی ہے تو اِسے شیخ الاسلام کے ویژن پر عمل کرنا ہوگا۔

پاکستان میں تبدیلی کے راستے میں کیا کیا رکاوٹیں ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے؟ مزید برآں اس حوالے سے شیخ الاسلام کا وژن کیا ہے اور اُن کی 23 دسمبر 2012ء سے 11

مئی 2013ء تک کی عوامی جد و جہد کا اصل مدعا کیا ہے؟ آپ نے 23 دسمبر 2012ء سے 17 مارچ 2013ء کے اجتماعات سے خطابات میں اِس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

زیرِ نظر کتاب آپ کے انہی خطابات کی مرتبہ شکل ہے جو پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے افادۂ عام کے لیے شائع کی جا رہی ہے۔ وطنِ عزیز میں 'حقیقی تبدیلی' کے خواہش مند جملہ اَربابِ دانش اور صاحبانِ فکر و نظر سے درخواست ہے کہ اِس حیات بخش ویژن کو ہر خاص و عام تک پہنچائیں تاکہ وطنِ عزیز میں صرف 'تبدیلی' نہیں بلکہ 'حقیقی تبدیلی (change)' کا خواب اپنی روح کے ساتھ شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

(ڈاکٹر رحیق اَحمد عباسی)

مرکزی صدر، پاکستان عوامی تحریک

باب اَوّل

خطاب عوامی اِستقبال

(23 دسمبر 2012ء، مینارِ پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ا۔ اِبتدائیہ

یہ ہماری قومی اور معاشرتی و سماجی بدقسمتی ہے کہ یہاں ہم ہر بات کو شک سے سننے کا آغاز کرتے ہیں قطع نظر اس کے کہ کہنے والا کتنے اخلاص اور دردِ دل سے بات کہہ رہا ہے، ہر بات کو شک و شبہ سے ہی سنا جاتا ہے۔ میں آج قوم کے سامنے نظام کی اصلاح کا جو ایجنڈا رکھ رہا ہوں میں نہیں چاہتا کہ یہ بھی کسی شک و شبے یا غلط فہمی کی نظر ہو جائے۔ اس لئے میں اپنی گفتگو کا آغاز تین حلفوں سے کروں گا۔

آج کے اجتماع میں بڑے فیصلے ہوں گے۔ یہ فیصلے ملک کے مستقبل کو سنوارنے، اس کی تقدیر کو بدلنے۔ غریبوں کے چہروں پر خوشیاں لوٹانے اور تاریکی کو روشنی میں بدلنے کے لیے ہوں گے۔ اس لیے میں خطاب سے قبل چاہتا ہوں کہ غلط فہمیاں اور بدگمانیاں ختم ہو جائیں۔ اس کے بعد لوگ میرے ایجنڈے، منشور اور بات کو سنیں۔ اتفاق کریں یا اختلاف وہ merits پہ کریں، دلیل کے ساتھ کریں مگر نیت میں شک و شبہ نہ رہے۔

پہلا حلف: آج کا پروگرام کسی خارجی یا داخلی ایجنسی کا ایجنڈا نہیں

تو یہ کہ آج ۲۳ دسمبر کے اجتماع میں آپ شریک ہیں؛ میں نے جس اجتماع کا اعلان کیا اور خود حاضر ہوں، میں اللہ رب العزت کو گواہ بنا کر، اللہ کے حضور قرآن کا حلف دے رہا ہوں اور شفاعتِ محمدی کا حلف دے رہا ہوں کہ اس اجتماع کے منعقد کرنے کے پیچھے دنیا کا کوئی ملک، کوئی ادارہ، کوئی اندرونی یا بیرونی ایجنسی نہیں ہے یہ نہ کسی کی خواہش

ہے، نہ کسی کا ارادہ ہے اور نہ اس کی کسی کو خبر تھی۔ میں اللہ کی ذات کو گواہ بنا کر یوں سمجھیں جیسے تاجدارِ گنبد خضریٰ ﷺ کی بارگاہ میں ایک غلام کے طور پر کھڑا ہو کر قسم کھا رہا ہوں کہ میرا آج کا پروگرام کسی ملک کی خارجی اور داخلی ایجنسی کا ایجنڈا نہیں ہے۔ مسلمان کلمہ گو کے لیے میرا یہ حلف بحیثیت مسلمان کافی ہے۔

دوسرا حلف: آج کے پروگرام کے لیے مالی معاونت تحریکی کارکنان نے کی ہے

میں اللہ رب العزت کو گواہ بنا کر اس کے حضور اس کی مقدس کتاب قرآنِ مجید کا حلف دے رہا ہوں کہ اس پورے اجتماع - جس میں آپ کے کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں - کے جملہ انتظامات، لوگوں کا بسوں اور ریل گاڑیوں پر آنا، اس پروگرام کی دنیا بھر میں تشہیر اور دیگر مدّات پر کیے گئے جتنے اخراجات بھی ہوئے ان میں دنیا کے کسی ملک کا، کسی ادارے کا، کسی بیرونی یا اندرونی ایجنسی کا، یا کسی کے نمائندے کا بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی بھی شکل میں ایک پیسہ بھی شامل نہیں۔ تمام انتظامات کی مالی قربانی سو فیصد تحریک منہاج القرآن کے کارکنان نے دی ہے اور ان کے ساتھ پاکستان کے عوام، تاجر، علماء، عامۃ الناس جو اس ملک کی تقدیر کو بدلتا دیکھنا چاہتے ہیں انہوں نے حسبِ توفیق ان کارکنان کے ساتھ معاونت کی ہے۔ اس کے سوا روئے زمین کی کسی طاقت کا ایک پیسہ اس پورے انتظام میں شامل نہیں۔ اس پر میرا اللہ گواہ ہے۔

تیسرا حلف: اِس عوامی اجتماع کا مقصد فوجی اقتدار لانا یا سیاسی بساط کو لپیٹنا نہیں

اللہ کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ اس اجتماع کی غرض و غایت ہرگز ہرگز آئینِ پاکستان کی خلاف ورزی نہیں ہے، نہ جمہوریت کا خاتمہ ہے۔ ان ساری بدگمانیوں کو ذہن

سے نکال دیں اور مسلمان ہو کر مسلمان بھائی کی بات کو میرٹ پر سنیں، دلیل سے قبول کریں اور دلیل سے رد کریں۔ اور اس پوری جد و جہد اور آج کے اجتماع اور اس تحریک کے مقصد میں اللہ رب العزت گواہ ہے، اس پر قطعی طور پر کسی فوجی اقتدار و قبضے کی طرف کوئی ارادہ نہیں ہے۔ رب ذوالجلال گواہ ہے کہ کسی فوجی اقتدار و قبضے کا راستہ ہموار کرنا ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔ اور اگر آرمی نے اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو میں سیاسی لیڈروں سے پہلے اس دھرتی میں اس غیر آئینی کارروائی کو روکنے کے لیے آگے بڑھوں گا۔

آج کے اس اجتماع کا مقصد اس ملک میں سیاسی عمل کی بساط کو لپیٹنا نہیں اور نہ ہی اس کا مقصد ملک کو جمہوریت سے ہٹانا ہے بلکہ اس اجتماع کا مقصود سیاست کو غلاظت سے پاک کرنا ہے۔ سیاست کو اجارہ داریوں سے پاک کرنا ہے۔ سیاست کو جاگیرداروں، سرمایہ داروں، وڈیروں، ظالموں اور جابروں کے ظلم سے، استحصال سے اور جبر کے نظام سے پاک کرنا ہے۔ سیاست میں اٹھارہ کروڑ غریبوں کو اُن کا حق دلانا ہے۔ ملک کے نظامِ انتخاب اور نظامِ سیاست کی درستگی ہے۔ اس ملک سے سیاسی اور معاشی استحصال کا خاتمہ ہے اور خطرات میں گھری ریاستِ پاکستان کو گرداب سے نکال کر محفوظ و مامون کرنا ہے۔

شرکاء اجتماع کا حلف

اے لاکھوں کی تعداد میں اس ارضِ مقدس کے فرزندو! بھائیو اور بیٹیو! آؤ اب میرے ساتھ مل کر تم بھی ایک حلف اٹھاؤ۔ آؤ ہم سب حلف اٹھائیں، دایاں ہاتھ اونچا کر کے:

☆ ہم سب اس ملک پاکستان کی وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں،

☆ ہم قومی سلامتی کا حلف اٹھاتے ہیں،

☆ ہم بلا رنگ و نسل، فرقہ واریت کے خاتمے کا حلف اٹھاتے ہیں،

☆ ہم اس بات کا حلف اٹھاتے ہیں کہ پاکستان سب کے لیے ہے اور پاکستان سب کا ہے۔ یہ پاکستان ہر غریب کے لیے اتنا ہی ہے جتنا امیر کا ہے۔ یہ ہر ہاری، کسان، محنت کش، مزدور کے لیے اتنا ہی ہے جتنا جاگیردار اور سرمایہ دار کا ہے،

☆ ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ پاکستان میں امن کا راج ہو،

☆ ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ پاکستان میں عدل و انصاف کے دور کا آغاز ہو،

☆ ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ پاکستان میں آئین اور جمہوریت کی اصل حکمرانی ہو،

☆ ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ پاکستان کی سیاست اور معیشت میں شفافیت ہو،

☆ ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم ایک ملک اور ایک قوم کی حیثیت سے مل کر پاکستان کو ایک مضبوط اور ناقابل شکست وحدت بنا دیں گے اور انتہاء پسندی کو چھوڑ کر دلیل اور برداشت کا کلچر قائم کریں گے۔ ہم اُصولوں کی سیاست کریں گے، لوٹ کھسوٹ کی نہیں اور ایک ایسی مثبت جد و جہد کریں گے جس کے ذریعے پاکستان اقوامِ عالم میں سربلند ہو سکے۔

۲۔ آج کے اجتماع کے وسائل

اگلی بات، میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج کے اجتماع میں شریک لوگوں کو MNAs نہیں لائے، MPAs نہیں لائے، LDA کے ملازم نہیں لائے، تھانیدار اور پٹواری نہیں لائے، پولیس والے نہیں لائے؛ اسکولز، کالجز، یونی ورسٹیاں بند کر کے بچوں کو نہیں لایا گیا، اس پر سرکار کے، ریاستوں کے یا حکومتوں کے پیسے خرچ نہیں ہوئے۔ یہ لوگ اپنے گھروں کے زیور بیچ کے آئے ہیں۔ اپنے سائیکل، موٹر سائیکل، گاڑیاں بیچ کے آئے ہیں۔ اپنے پلاٹ بیچ کے آئے ہیں۔ اللہ کی عزت کی قسم! مجھے علم ہے۔ یہ غریب

لوگ جن کے پاس کھانے کا لقمہ نہ تھا، انہوں نے بھوک برداشت کی ہے مگر اس وطن سے بھوک کو ختم کرنے کے لیے قربانیاں دے کر آئے ہیں۔ میں پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کو سلام کرتا ہوں اور لاکھوں کی تعداد میں آج کے اتنے بڑے اجتماع نے میرے سوال کا جواب دے دیا کہ ہم نے سیاست کو بچانا ہے یا ریاست کو۔ آج کا اجتماع بتا چکا ہے کہ اٹھارہ کروڑ عوام ریاست کو بچانا چاہتے ہیں، لوٹ کھسوٹ اور بددیانتی کی سیاست کو نہیں بچانا چاہتے۔

۳۔ مقصدِ اِجتماع - اِستقبال یا حقیقی تبدیلی؟

اس موقع پر اپنی گفتگو اور ایجنڈا شروع کرنے سے پہلے آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا آج آپ صرف میرے استقبال کے لیے اور میرا خطاب سننے کے لیے آئے ہیں یا اس ملک کے استحصالی نظام کو بدلنے کے لیے آئے ہیں؟ جواب دیں۔ کیا آپ صرف خطاب سن کر جانا چاہتے ہیں یا اس ملک کے استحصالی نظام کو بدلنا چاہتے ہیں؟ پوری قوم ہاتھ اٹھا کر جواب دے۔ (عوام یک زبان ہو کر نعرے بلند کرتے ہیں: We want change)

سنیے:

If you want Change I am also here to bring the Change.

سنیں! مقدر بدلنے کے لیے، قوموں کی تقدیر بدلنے کے لیے، ریاستوں اور ملکوں کا مستقبل اور تاریخ بدلنے کے لیے جد و جہد پھولوں کی سیج نہیں ہوتی اس کے لیے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

۴۔ پُراَمن جد و جہد کا آغاز

ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ یہ میری جد و جہد - جس کا آج آغاز ہو رہا ہے

- اول دن سے آخر دن تک پُرامن رہے گی۔ آؤ! ہاتھ اٹھا کر میرے ساتھ عہد کرو کہ ہم تشدد کو مسترد کرتے ہیں، ہم توڑ پھوڑ کو مسترد کرتے ہیں۔ میں گوارا نہیں کرسکتا کہ میرے وطن کی ایک کھڑکی کا شیشہ بھی پتھر سے ٹوٹ جائے۔ اس سے بہتر ہے کہ پتھر سے میرا سر پھوڑ دو۔ میرے وطن کا گھر نہ ٹوٹے۔ تشدد نہیں ہوگا، دہشت گردی نہیں ہوگی، گولی نہیں چلے گی، پتھر نہیں چلے گا۔ پرامن جد و جہد کے ذریعے نظام کو بدلیں گے۔

۵۔ دنیا کے سامنے پُرعزم کارکنان کے ولولوں کا اِظہار

میرے عظیم کارکنو! اگر آپ نظام بدلنا چاہتے ہیں تو مجھے دو سوالوں کا جواب دیں۔ اگر آپ نظام بدلنا چاہتے ہیں تو جو فیصلہ میں کروں گا میرا ساتھ دیں گے؟ سوچ کر جواب دیں۔ پچیس پچیس میل تک اجتماع میں ساؤنڈ سسٹم جا رہا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ اس استحصالی نظام کے بدلنے تک یہ بیس لاکھ افراد کا اجتماع جہاں جہاں تک پھیلا ہوا ہے، تمام لوگ نظام بدلنے تک مینار پاکستان کے سبزہ زار میں بیٹھے رہیں گے اور یہ ساری دھرتی بلاک رہے گی، گھر نہیں جائیں گے۔ عمل کریں گے؟ بھوک آئے گی، پیاس آئے گی، سردی کی سخت راتیں آئیں گی؛ بیٹھے رہیں گے، جب تک کہوں؟

(شرکاء اجتماع یک زبان ہوکر جواب دیتے ہیں: آپ کی بات پر عمل کریں گے اور یہیں بیٹھے رہیں گے۔)

اب میرے اگلے سوال کا جواب دیں: نظام کو بدلنے کے لیے ایک اور راستہ بھی میرے پاس ہے۔ اگر میں اپنے خطاب کے آخر میں آپ سے یہ کہوں کہ گھر نہیں جائیں گے بلکہ اسلام آباد کی طرف مارچ ہو گا اور میں سب سے آگے چلوں گا، تو کیا تم سب میرے ساتھ اسلام آباد چلو گے؟ مریدکے سے لے کر گوجرانوالہ، گجرات، دینہ، راولپنڈی تک کے لوگ سنیں! کہ انہیں ان لاکھوں لوگوں کے لیے راستے میں کھانا دینا ہوگا، پانی دینا

ہو گا، استقبال کرنے ہوں گے، مارچ پرامن ہو گا۔ جاپان سے لے کے امریکہ تک دنیا دیکھے گی کہ لاکھوں کا مارچ ایک پتھر چلائے بغیر جا رہا ہے۔ چلو گے یا پلٹ کے واپس گھر چلے جائیں گے؟ جن کے گھر بچے رہ گئے، مشکلات ہیں، چھٹی تھوڑی ہے، گھر کے مسائل ہیں، جنہوں نے واپس چلے جانا ہے ان کو اجازت ہے وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں عاشورہ کی رات چراغ بجھا کے فرمایا تھا کہ صبح معرکہ شروع ہونے والا ہے، جو لوگ جانا چاہتے ہیں میں چراغ بجھاتا ہوں وہ چلے جائیں۔ میں قیامت کے دن اپنے نانا کو شکایت نہیں کروں گا۔ خدا کی عزت کی قسم! جن کے گھروں کی مجبوری ہے، ان کو اجازت ہے کہ چلے جائیں میں شکوہ نہیں کروں گا، جنہوں نے گھر واپس جانا ہے ہاتھ کھڑے کریں۔ اور اگر میں آخر میں کہوں کہ جنہوں نے اسلام آباد کی طرف مارچ کرنا ہے تو وہ ہاتھ کھڑے کر کے بتائیں۔

(شرکاء اجتماع یک زبان ہوکر جواب دیتے ہیں: ہم نظام بدلنے کے لیے مارچ کریں گے۔)

اب انتظار کریں۔ اب میں اپنا کیس سمجھانا چاہتا ہوں اور انتظار کریں، گفتگو کے آخر پر کیا اعلان ہوتا ہے۔ اب اس اعلان کا انتظار کریں اور جو بات اور کیس سمجھانا چاہتا ہوں پوری توجہ سے اسے سنیں اور سمجھیں اور اس فیصلے کا اعلان اپنی گفتگو کے آخر پر اٹھنے سے پہلے کر دوں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۶۔ ہر فرد کی معاشرتی عزتِ نفس کی بحالی

ہماری جد و جہد کا مقصد معاشرے کے ہر فرد کی عزتِ نفس کی بحالی ہے۔ میں پولیس کے افسروں کو بھی سیاسی لیڈروں کی قید سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔ میں ہر ایک کی عزت و غیرت بحال کرانا چاہتا ہوں۔ ہر غریب کے چہرے پر مسکراہٹ اور مسرت کا چراغ جلتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہر غریب کے منہ میں لقمہ دیکھنا چاہتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ

کوئی ماں اپنے بچے کی میت کو لے کر آئے کہ اسے علاج کے لیے پیسے میسر نہ تھے۔ یہ پاکستان چند ہزار یا چند سو وڈیروں اور لٹیروں کے لیے نہیں بنا تھا بلکہ یہ اٹھارہ کروڑ غریبوں کے لیے بنا تھا۔ ہم پاکستان غاصبوں اور لٹیروں سے چھین کر غریبوں کو دیں گے۔ یہ ایجنڈا اس لیے دے رہا ہوں کہ کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ:

حاکم شہر کی اس بند گلی کے پیچھے
آج اک شخص کو ہے خون اُگلتے دیکھا
تم تو کہتے تھے کہ ہوتے ہیں درندے ظالم
میں نے انسان کو انسان نگلتے دیکھا

۷۔ عدلیہ کی آزادی و خودمختاری کی حمایت

حاضرینِ محترم! اب میرا ایجنڈا شروع ہوگیا ہے، فیصلے کا انتظار کریں اور گفتگو سنیں۔ ہم اس ملک میں آئینیت کی، صاف ستھرے سیاسی عمل کی اور حقیقی جمہوریت کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ ہم اس ملک میں عدلیہ کی آزادی، اس کی خودمختاری اور عدالتی انصاف کی قوت اور اس کے آئینی کردار کی حمایت کرتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ عدل و انصاف کے مضبوط، اعلیٰ اور وسیع نظام کے بغیر ریاست پرامن طریقے سے نہیں چل سکتی اور عوام بھی ترقی نہیں کرسکتے۔ جدید جمہوری دور میں عدلیہ کا مضبوط، مستحکم اور آزاد ہونا ریاست کے بچاؤ کے لیے اشد ضروری ہے۔

۸۔ وطنِ پاکستان کے ساتھ وفاداری کا اِظہار

اسی طرح ہم پاکستان کی سلامتی کے لیے، پاکستان کی بقا کے لیے، پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے، اس کی آزادی اور خودمختاری کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ پاکستان سے بڑی اس ملک میں کوئی اور شے نہیں، اس ملک کی خاطر اس

دھرتی کا بچہ بچہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کو تیار ہے۔ ہم پاکستان کو اس خطے کا اہم ترین ملک سمجھتے ہیں، ہمیں اپنے نظام کو درست کرنا ہوگا، ہمیں اپنے قومی کردار کو مثبت بنا کر مستقبل کی قومی، علاقائی اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کو نبھانا ہوگا۔ ہمیں اپنے معاشرے سے بدامنی، انتہاء پسندی اور دہشت گردی کو ختم کرنا ہوگا۔

۹۔ انتہا پسند طبقات کو ملکی فلاح و بہبود میں شامل ہونے کی دعوت

جو لوگ انتہا پسندی کی راہ پہ غلط فہمی کی بنا پہ چل نکلے ہیں میں ان سے خطاب کر رہا ہوں۔ جو انتہا پسندی کی راہ پہ چل پڑے اور انہوں نے گولہ بارود اٹھا لیا ہے وہ میری اسی دھرتی کے بیٹے ہیں، ہمارے بھائی ہیں۔ میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس ملک میں عدل و انصاف کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اگر اس ملک میں ناانصافی کے خاتمے کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر اس ملک میں قومی، آئینی، معاشرتی آزادیوں کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر اس ملک میں حقیقی اسلامی اَقدار کی بحالی کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر اس ملک سے ڈرون حملوں کے خاتمے کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر غیر ملکی مداخلت کو ختم کرنے کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر غیر ملکی آقاؤں کی غلامی سے نجات پانے کی بات ہوگی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر نہتے، معصوم، بے گناہ انسانوں کی جان بچانے کی بات ہوگی تو تم میرے ساتھ ہوگے؟ مسجدوں، امام بارگاہوں کی حفاظت کی بات ہوگی تو تم میرا ساتھ دو گے؟ اس ملک کو پرامن معاشرہ بنانے کی بات ہوگی تو تم میرا ساتھ دو گے؟ اس ملک میں خیر، ترقی اور خوش حالی لانے کی بات ہوگی تو تم میرا ساتھ دینے کی بات کرو۔ اس ملک کے غریبوں کے حقوق واپس دلانے کی بات ہوگی تو تم میرا ساتھ دو۔ اس ملک کو غیر ملکی طاقتوں کے ایجنڈے اور ان کی زنجیر سے آزادی دلانے کی بات ہوگی تو

تم میرا ساتھ دو، میں تمہارا ساتھ دوں گا۔

۱۰۔ دہشت گردی و کرپشن کے خلاف اعلانِ جنگ

آ ؤ! ہم سب مل کر اس دھرتی کو دہشت گردی اور قتل و غارت گری سے پاک کر دیں اور اس دھرتی کو ڈرون حملوں سے پاک کر دیں کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے ملک کی سرحدوں میں داخلے کی جرأت نہ کر سکے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہماری سرزمین میں مداخلت کا تصور نہ کرے۔ یہ ملک بے حساب قدرتی اور افرادی وسائل سے مالا مال ہے مگر اس کی معاشی بربادی کا سبب کرپشن ہے، نا اہل لیڈرشپ ہے اور استحصالی و کرپٹ انتخابی و سیاسی نظام ہے، جسے ہم نے بدلنا ہے۔ ہم اپنے وطن کی معیشت کو تباہ نہیں ہونے دیں گے۔ اس ملک کی صلاحیت کو ختم نہیں ہونے دیں گے اور ہم اس ملک کی آزادی کو اپنی ذاتی آزادی سمجھیں گے۔

۱۱۔ آمریت نہیں ...... سیاستِ محمدی

یہ بھی واضح کر دوں کہ بعض لوگوں کو 'سیاست نہیں ...... ریاست بچاؤ' کے نعرہ سے یہ بھی غلط فہمی ہوئی کہ شاید میری جد و جہد سیاست کے خاتمے کے لیے ہے۔ ...... نہیں! میں سیاست پہ ایمان رکھتا ہوں۔ ریاستِ مدینہ کا قیام سیاستِ محمدی کا نتیجہ تھا۔ یہود اور مسلمانوں کو ملا کر ریاستِ مدینہ کا آئین تیار کیا گیا۔ میں ہر قسم کی آمریت کے خلاف ہوں، ہر قسم کی بادشاہت کے خلاف ہوں، فوجی ہو یا سیاسی، خاندانی ہو یا انتخابی ہر غیر جمہوری اور آمرانہ طرزِ حکومت کو اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ ہر قسم کی آمریت کو میں اپنے عقیدے کی بنیاد پہ مسترد کرتا ہوں۔ میں اول تا آخر صاف ستھرے سیاسی عمل اور حقیقی جمہوریت اور جمہوری نظام کا قائل ہوں اور اسی کی بحالی کی جنگ لڑ رہا ہوں۔

اُصولوں پر مبنی سیاست

مگر جس سیاست کا میں قائل ہوں یہ وہ سیاست ہے جو اصولوں پر قائم ہو۔ ہم جس سیاست کو اس مقدس سرزمین پاکستان میں رواج دینا چاہتے ہیں وہ سیاست ان اصولوں پر قائم ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا عہدِ خلافت تھا اور سیدنا فاروقِ اعظم ﷺ اس دور کے چیف جسٹس تھے۔ ایک صحابی کو ایک غیر آباد زمین کا قطعہ دیا کیا گیا اور آقا ﷺ کا فرمان تھا کہ جو مقررہ وقت میں زمین کو آباد نہ کر سکے اس کی الاٹمنٹ منسوخ کر دی جائے۔

سیدنا فاروق اعظم ﷺ جو کہ ریاست کے چیف جسٹس تھے، ان کی عدالت میں درخواست دائر کی گئی۔ انہوں نے اس الاٹمنٹ کو منسوخ کر دیا کہ مقررہ مدت میں زمین آباد نہیں ہوسکی۔ وہ صحابی خلیفۂ وقت اور خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے پاس چیف جسٹس کے خلاف اپیل لے کر گئے۔ آپ نے فرمایا:

وَاللهِ! لَا أُجَدِّدُ شَيْئاً رَدَّهُ عُمَرُ. (1)

بخدا! جس کیس کو (چیف جسٹس حضرت) عمر نے ردّ کر دیا ہے، خلیفہ وقت اس کی سماعت کا اختیار نہیں رکھتا۔

میں اس سیاست کا نظام ملک میں لانا چاہتا ہوں۔

عہد فاروقی ہے۔ ایک جنگ کے نتیجے میں مالِ غنیمت میں چادریں آئیں، ہر ایک کو ایک چادر ملی۔ اس سے بڑا جبہ اور قمیض نہیں بن سکتا تھا۔ سیدنا فاروقِ اعظم ﷺ نے مالِ غنیمت کی دو چادروں سے جبہ سلوایا، پارلیمنٹ میں آئے تو عام صحابی کھڑا ہو گیا۔ اس نے سربراہِ مملکت کا محاسبہ کیا اور کہا کہ اس چادر سے ہمارا قمیض نہیں سلا، آپ کا کس طرح

(1) ۱۔ ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال: ۳۵۲، رقم: ۶۸۸
۲۔ ابن قدامة، المغنی، ۵:۳۳۷
۳۔ ہندی، کنز العمال، ۱۲:۲۴۵، رقم:۳۵۷۳۷

سل گیا؟ سیدنا فاروقِ اعظم ﷺ کے دفاع میں اُن کے بیٹے عبد اللہ بن عمر ﷺ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اپنی چادر بھی بابا کو دے دی تھے۔ ہم اصولوں پر مبنی اس سیاست کو پاکستان کے معاشرے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ (۱)

سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ امیر المؤمنین ہیں۔ ان کی زِرہ ایک یہودی نے چوری کر لی، بحیثیتِ سربراہِ مملکت اُسے گرفتار کر کے اپنی زِرہ واپس نہیں لی بلکہ عدالت میں گئے۔ قاضی شریح جج تھے، انہوں نے گواہی مانگی تو ان کے پاس گواہی نہیں تھی۔ یا ایک روایت کے مطابق سیدنا حسن مجتبیٰ ﷺ کی گواہی تھی۔ جج نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول نہیں۔ مولیٰ علی شیر خدا ﷺ کا کیس مسترد ہو گیا، یہودی کے حق میں عدالت نے فیصلہ کر دیا۔ جب یہودی باہر نکلا تو اس نے کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور کہا کہ میں اسلام کا نظامِ عدل دیکھنا چاہتا تھا۔ زِرہ مولیٰ علی کی ہے لے لیں۔ فرمایا: نہیں جو فیصلہ عدالت نے کیا، اس پر عمل ہوگا میں زرہ واپس نہیں لوں گا۔ (۲)

کیا یہ سیاست ہے؟

میں اس ملک میں اِن اصولوں پر مبنی نظامِ سیاست وحکومت دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر ہمارا نظامِ سیاست اور نظامِ انتخاب ان اصولوں پر قائم ہو جائے تو یہ سیاست ریاست کو بچا سکتی ہے۔ مگر جس لوٹ مار، کرپشن، اجارہ داری، دھن، دھونس اور دھاندلی کا نام ہم نے سیاست بنا رکھا ہے، اس سیاست سے ریاست کو نہیں بچایا جا سکتا، آج ریاست کمزوری کے آخری مقام تک جا پہنچی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا سیاست اس عمل کا نام ہے کہ اس ملک کے کروڑوں غریب بھوک، غربت اور افلاس کی آگ میں جلیں اور پانچ پانچ سال تک پارلیمنٹ میں بیٹھنے والی سیاسی حکومتیں ان کی غربت و اَفلاس کے خاتمے کا ایجنڈا تیار نہ کر

(۱) ۱۔ ابن جوزی، صفة الصفوة، ۱:۵۳۵
۲۔ ابن قیم، اعلام الموقعین، ۲:۱۸۰
(۲) أبو نعیم، حلیة الأولیاء، ۴:۱۳۹

سکیں۔ کیا یہ سیاست ہے؟ کیا یہ سیاست ہے کہ خود تو سیاسی لیڈر سیکڑوں کنال پر مشتمل گھروں اور محلات میں رہیں اور اربوں کھربوں روپے روزانہ ان کے محلات پر خرچ ہوں اور کروڑوں غریبوں کو اس ملک میں کھانے کے لیے لقمہ نہ ملے؟ تن ڈھانپنے کے لیے لباس نہ ملے اور سر چھپانے کے لیے گھر نہ ملے، کیا اس کا نام سیاست ہے؟ میں اس کو مسترد کرتا ہوں۔ ہم اُس سیاست کو مسترد کرتے ہیں جس نے ملک پاکستان کی ترقی و استحکام کا کوئی منصوبہ نہیں دیا۔ ہم اُس سیاست کو مسترد کرتے ہیں جس میں ملک کی سالمیت، آزادی اور خودمختاری کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی۔ جس میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پانچ سال تک پارلیمنٹ میں کوئی قانون نہیں بنایا جا سکا۔ ہم اُس سیاست کو نہیں مانتے جو پاکستان کی شہ رگ کراچی - جو امن و آشتی کا گہوارہ تھا - وہاں ہر روز لاشیں گر رہی ہیں، مگر اُس شہر کو امن نہ مل سکا۔ ہم اُس سیاست کو مسترد کرتے ہیں۔

ہم اُس سیاست کو نہیں مانتے جس میں قتل و غارت گری ہو۔ جس میں اغوا ہو، دہشت گردی ہو اور لوگ خود تاوان دے کر اغواء کاروں سے چھوٹ کر آئیں اور انہیں ملک میں کوئی تحفظ دینے والا نہ ہو۔ ہم اِس سیاست کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم اُس سیاست کو نہیں مانتے جس میں کروڑوں لوگوں کو پانی، بجلی، سوئی گیس کی فراہمی کا بندوبست نہ کیا جا سکے۔ ہم اُس سیاست کو نہیں مانتے جس میں بھوک کے مارے ہوئے لوگوں کو خودکشیوں اور تن سوزیوں سے روکنے کی گنجائش نہ ہو۔ ہم اس سیاست کو نہیں مانتے جس میں لوگ اپنی بیٹیوں کی عزت بیچ کر کھانا حرام کا کھا رہے ہوں۔ ہم اُس سیاست کو نہیں مانتے جس میں نوجوان نسل کا مستقبل تاریک ہو رہا ہو۔

نعرہ 'سیاست نہیں...... ریاست بچاؤ' سے مراد

میں جب کہتا ہوں کہ 'سیاست نہیں ...... ریاست بچاؤ' تو سیاست کے لفظ سے میری مراد یہ گھناؤنا کھیل ہے جو اٹھارہ کروڑ غریبوں کی غربت کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ اور میں بھی ایک سیاست کو بچانا چاہتا ہوں، اُس سیاست کو جو ریاست کو بچاتی ہے اور وہ

سیاست قائد اعظم کی سیاست ہے جو اتحاد کی سیاست ہے، جو یقین کی سیاست ہے، جو تنظیم کی سیاست ہے، جو محبت کی سیاست ہے، جو اُخوت کی سیاست ہے، جو وحدت کی سیاست ہے۔ میں اُس سیاست کو بچانا چاہتا ہوں جو ملک سے نفرتوں کو ختم کر دے اور جو ملک کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی بجائے ایک اکائی بنا دے۔

۱۲۔ ایجنڈا انتخابات رکوانا نہیں بلکہ انہیں درست کروانا ہے

ہمیں ضرورت ہے کہ اس وقت ہم اصل مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میرا ایجنڈا پاکستان سے انتخابات کو ختم کروانا نہیں ہے۔ کسی کو یہ مغالطہ ہے تو خدا کے لیے نکال دیں۔ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میرا ایجنڈا انتخابات ختم کروانا نہیں بلکہ انتخابات کو درست کروانا ہے، نظامِ انتخابات کی اصلاح کروانا ہے تا کہ وہ انتخابات اس ملک کو صحیح قیادت دے سکیں۔ وہ انتخابات لانا ہے جس میں پانچ پانچ کروڑ کے ساتھ پارٹیاں ٹکٹ نہ بیچ سکیں۔ میں اُن پارٹیوں کے ہاتھ کاٹنا چاہتا ہوں جو پانچ پانچ کروڑ کے ساتھ ٹکٹیں بیچتی ہیں۔ میں دیکھوں گا جب عوام کھڑے ہوں گے تو کون سی پارٹی پانچ دس کروڑ کے ساتھ نمائندوں کو ٹکٹ بیچتی ہے، یہ قوم ان کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالے گی۔ اِس نظامِ سیاست میں اور نظامِ انتخاب میں آئینیت اور دستوریت کا فقدان ہو چکا ہے، اس کو بحال کروانا چاہتے ہیں۔ آئین کی بالادستی نہیں رہی، قانون کی بالادستی نہیں رہی، ہم اُس کو بحال کرانا چاہتے ہیں۔

قانون کی بالادستی کا فقدان

اِس ملک سے قانون کی حکمرانی (rule of law) ختم ہو چکی ہے، ہم اُس کو بحال کرانا چاہتے ہیں۔ عدالتوں کے فیصلوں کا نفاذ ختم ہو گیا ہے، ہم اُس کی بحالی آئین کے مطابق کرانا چاہتے ہیں۔ اِس ملک کا طرزِ حکمرانی کرپشن پر مبنی ہو گیا ہے، گورننس مایوس کُن حد تک معطل ہے، ہم اُسے اچھی حکومت میں بدلنا چاہتے ہیں۔ ہماری معیشت

تباہ ہو رہی ہے، ہم معیشت کو سنبھالا دینا چاہتے ہیں۔ ہر سطح سے کرپشن کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا اِس ملک میں کوئی تھانیدار اور کانسٹیبل کسی غریب سے پیسے مانگے۔ میں پولیس کی تنخواہوں کو دو گنا یا چار گنا بھی کرنا پڑے تو کرنا چاہتا ہوں تا کہ غریب کا کام رشوت کے بغیر ہو۔

میں اِس ملک میں امن و امان کو بحال دیکھنا چاہتا ہوں۔ اِس ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ چاہتا ہوں۔ ہم نہ صرف خود غیر محفوظ ہو گئے ہیں بلکہ دہشت گردی کے ایکسپورٹر بھی بن گئے ہیں۔ دنیا کو ہم سے خوف اور عدم تحفظ لاحق ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ انڈونیشیا کا پالی بامبر بھی پاکستان سے پکڑا جاتا ہے۔ انتہا ہے! چار دن پہلے پشاور ایئربیس پر حملہ کرنے والے غیر ملکی نظر آتے ہیں، جن کے جسم پر tattoos بنے ہوئے ہیں۔ اور آپ کیا سمجھتے ہیں جو کھیل کراچی میں کھیلا جا رہا ہے اُس میں غیر ملکی ہاتھ نہیں ہیں؟ جو اس ملک کو توڑنا چاہتے ہیں۔ میرا اِس ملک کی سیاسی جماعتوں اور عدالتوں سے اور اَفواجِ پاکستان سے، پارلیمنٹ سے، میڈیا سے اور اٹھارہ کروڑ عوام سے سوال ہے کہ اگر حکومتیں منتخب ہو کر اپنے ملک کے عوام کی جان و مال اور عزت و آبرو کو تحفظ نہیں دے سکتیں، اگر اپنے ملک کے شہروں کا امن بحال نہیں کر سکتیں، لوگوں کو اغوا ہونے سے بچا نہیں سکتیں، اُن کو روٹی، کپڑا، مکان، علاج، صحت، تعلیم، روزگار مہیا نہیں کر سکتیں، لاء اینڈ آرڈر بحال نہیں کر سکتیں تو یہ حکومتیں اور نظام غیر آئینی بھی ہے، غیر قانونی بھی ہے اور غیر اخلاقی بھی۔ہم ایسے نظام کو ہرگز قبول کرنے کو تیار نہیں۔

خیبر پختونخواہ وہ خطہ ہے جس کا امن دنیا میں مثالی تھا، اس کے بالائی سرحدی علاقوں پر حکومتِ پاکستان کی رِٹ ختم ہو چکی ہے۔پھر اس بات کا کیا جواز ہے کہ آپ کہیں کہ ہماری حکومت آئینی حکومت ہے، ہمارے پاس آئینی اتھارٹی ہے؟

بلوچستان کے حالات سنبھالنے میں اور سنوارنے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ بیرونی عناصر خون کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ آپ کا اقتدار میں

رہنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے اور ایسے بیرونی عناصر کیوں نہیں آئیں گے۔جب ریاست اندر سے خود کمزور ہو جائے تو باہر سے دشمن مداخلت ضرور کرے گا۔ دشمن تو ہماری حفاظت نہیں کرے گا۔ اگر ہم کمزور ہیں تو دشمن تو آئے گا۔ اگر ہم اندر سے طاقت ور ہوں تو کسی کو مداخلت کی جرأت نہیں ہوگی۔

کرپشن اور بددیانتی کی انتہا

ایک وقت تھا کہ پوری اُمتِ مسلمہ کی واحد نیوکلیئر پاور ہونے کے ناطے ہم دنیائے اسلام کا فخر تھے، مگر اب ہم اپنوں اور بیگانوں سب کے ہاں نشانِ تضحیک بن گئے ہیں۔ ہر جگہ اپنا وقار کھو چکے ہیں۔ دنیا ہمیں کرپٹ اور ناکام ریاست کے طور پر دیکھتی ہے، ہمارا طرزِ حکمرانی ناکام، ہماری سیاست ناکام، معیشت ناکام، ملکی استحکام کمزور، تعلیم پسماندہ، صحت ناکام، سالمیت خطرے میں، آزادی خطرے میں، خود مختاری خطرے میں، عوام کی اخلاقی، سماجی حالت تباہ کُن، نظام کے اندر شفافیت ختم، میرٹ کا نظام ختم۔ کسی غریب کے بچے کو MBBS یا انجینئر نگ کرنے کے باوجود رشوت کے بغیر جاب نہیں ملتا۔ انسانی حقوق ختم، امن و سلامتی ختم، لوگوں کی بنیادی ضروریات ختم، جان و مال کی حفاظت ختم، مستقبل ہمارا ختم، علم اور ہنر مندی کا مستقبل ختم، مجھے کوئی ایک شعبہ گِن کر بتایئے جس کا کوئی پہلو قابلِ تعریف ہو، حوصلہ افزاء ہو، رُوبہ ترقی ہو، اس میں روشنی کی کرن نظر آئے، عوام مطمئن ہوں اور ہمارا ضمیر مطمئن ہو۔

آج ہم اجتماعی طور پر ناکام ہو رہے ہیں، سسٹم تباہ ہو رہا ہے۔ ہماری سیاست نام ہے صرف جوڑ توڑ کا، گالی گلوچ کا، اگلا الیکشن جیتنے کا، سازشی منصوبہ بندی کا، اس کے سوا ہماری کوئی ترجیح قومی سطح پر نہیں رہی۔ اگر سیاسی لیڈر اور حکمران ان کاموں میں مصروف ہیں اور اٹھارہ کروڑ عوام کی مدد کرنے اور ان کو حق پہنچانے کی فرصت اُن کے پاس نہیں تو سن لو میں اب اختتام پر اعلان کرنے والا ہوں کہ اٹھارہ کروڑ عوام اپنا حق لینے کے لیے خود اٹھیں گے اور میرا پیغام ہے کہ زندگی بھیک سے نہیں ملتی، زندگی بڑھ کے چھینی

جاتی ہے اور لوگو!

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امراء کے در و دیوار ہلا دو
سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

ملک کے غریب و مزدور کی حالتِ زار

اس ملک میں غریب کے لئے کبھی کسی نے فکر کیا؟ جاؤ کراچی کی چھوٹی آبادیوں میں، ایک چھوٹے گھر میں کتنے درجنوں لوگ جانوروں کی طرح رہ رہے ہیں۔ سندھ میں جا کے دیکھئے، بلوچستان میں جا کے دیکھئے، پنجاب میں، لاہور کی بڑی شاہراہیں نہ لیں۔ پنجاب کے اندر جایئے، جنوبی پنجاب میں جایئے، خیبرپختونخواہ میں جایئے، غربت کی آگ میں لوگ جل رہے ہیں، عزتیں بیچ رہے ہیں، ایمان بیچ رہے ہیں، ضمیر بیچ رہے ہیں، ووٹ بیچ رہے ہیں، اس حالت میں ہونے والے انتخابات آپ سمجھتے ہیں کہ آزادئ رائے ہے؟ یہ جمہوریت ہے؟ یہ آئینی انتخاب ہے؟ ہمیں اس کا جائزہ لینا ہے کہ غریب مزدور کو تو مال دار کھا گئے، ان کو نظام سے نکال دیا گیا، وہ خود کو کیسے بچائیں، کسی نے کہا تھا:

ملیں اِسی لیے ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں
چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اُس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

پانچ سال لُوٹ مار کا بازار گرم رہتا ہے، ادارے ٹکراتے ہیں، لاشیں گرتی ہیں،

خون بہتا ہے، لوگ جلتے مرتے ہیں، کوئی کسی کا پرسانِ حال نہیں۔ جب پانچ سال ختم ہونے کو آتے ہیں تو پھر ایک نیا سیاست کا بازار گرم کرنے کا شور مچتا ہے کہ نہیں، اِس ٹائم کے اندر پھر الیکشن ہونے چاہئیں۔ اب action replay نہیں ہوگا۔ استحصال، کرپشن اور دھاندلی کا الیکشن نہیں ہوگا۔ الیکشن ہوگا، ضرور ہوگا مگر عدل و انصاف کا، آزادیِ رائے کا، استحصال سے پاک کرنے کے بعد۔ اب یہ بات جو میں نے کہی، ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ نظام deliver نہیں کر رہا، کرپشن تیزی سے بڑھ رہی ہے، شفافیت ختم ہے، خود احتسابی نظام میں موجود نہیں، آئین کی پاس داری نہیں، دستوریت کا وجود نہیں، حکومت کی کارکردگی گرتی جا رہی ہے اور پاکستان کرپشن میں 139ویں پر چلا گیا ہے اور ورلڈ اکنامک فورم کے انڈیکس کے مطابق صرف چار سال کے اندر پاکستان کی ریاستی صلاحیت 22 ڈگری گر گئی ہے۔ پاکستان کی بقاء خطرے میں ہے۔

فوج کی مداخلت روکنے کا طریقہ

اگر یہ صورتحال رہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ فوج مداخلت نہ کرے! ہم بھی فوج کی مداخلت کے خلاف ہیں۔ فوج کا یہ کام نہیں۔ اس کا کام ہے کہ وہ سرحدوں کی حفاظت کرے، اگر فوج کی مداخلت کو روکنا ہے تو ہمیں اپنی حکومت آئین کے مطابق چلانا ہوگی۔

فوج کی مداخلت کو روکنا ہے تو ہمیں قانون کی حکمرانی (rule of law) لانا ہوگا، ہمیں پارلیمنٹ کو مؤثر بنانا ہوگا۔ انتخابی نظام کو صاف و شفاف بنانا ہوگا، حکومت کی کارکردگی کو بہتر کرنا ہوگا، جمہوریت کا صحیح کلچر لانا ہوگا، عدل و انصاف کا بول بالا کرنا ہوگا۔ اگر نظام از خود صحیح چلے تو اس ملک میں فوج کبھی مداخلت کی جرأت نہیں کر سکتی اور جب آپ کا نظام مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہو تو پھر آپ فوج کی مداخلت کو روک نہیں سکتے۔

۱۳۔ آئینِ پاکستان کیسے انتخابات چاہتا ہے؟

اب میں آئین کی طرف آ رہا ہوں۔ یہ میری گفتگو کا بڑا اہم حصہ ہے اور فیصلہ

کُن حصہ ہے۔ میں جو agenda، proposal اور plan دینے جا رہا ہوں وہ آئینِ پاکستان کے مطابق ہے اور پاکستان کے آئین کی ایک شق بھی اس سے الگ نہیں۔ اب میں پاکستان کا آئین آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ انتخابات کی بات ہوتی ہے مگر بتانا چاہتا ہوں کہ آئینِ پاکستان کس طرح کے انتخابات چاہتا ہے۔

میرا آج کا پورا ایجنڈا پاکستان کے آئین کے مطابق ہے۔ میں خود بھی پابند ہوں۔ یہ آئینِ پاکستان میرے ہاتھ میں ہے اور اب یہ فیصلہ ہو گا کہ اس آئین کے خلاف کسی کو چلنے نہیں دیں گے۔ اب ملک کی سیاست کو اس آئین کے تابع کریں گے، ملک کے نظامِ انتخاب کو اس آئین کے تابع کریں گے۔ اس آئین کو حکمران بنائیں گے اور اس آئین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو اٹھا کر سمندر میں ڈبو کے رکھ دیں گے۔

(ا) انتخابات میں اِستحصال کا خاتمہ

سنیے! آئین کیا چاہتا ہے، الیکشن کے لیے آئین کا آرٹیکل نمبر 3۔ یاد رکھیں میں آپ کو آئین کا حافظ بنانا چاہتا ہوں آئین کا آرٹیکل 3 کہتا ہے کہ:

> The State shall ensure the elimination of all forms of exploitation.

یہ دستور کا آرٹیکل نمبر 3 ہے۔

آپ الیکشن میں جا رہے ہیں، آئین کہتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری اور فرض ہے کہ وہ ہر قسم کا استحصال ختم کرے۔ میں عدالتِ عظمٰی سے پوچھتا ہوں، میں افواجِ پاکستان سے پوچھتا ہوں، میں پاکستان کے چیف الیکشن کمشنر سے پوچھتا ہوں، میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں اور پارلیمنٹ سے پوچھتا ہوں اور میں عوامِ پاکستان سے پوچھتا ہوں کہ نئے انتخابات میں جا رہے ہیں، کیا انتخابی عمل میں جو استحصال ہوتا ہے غریبوں کی غربت کا، تھانے اور کچہری کا، دھن، دھونس، دھاندلی کا، پوری برادریوں کا سودا ہوتا ہے۔

یہ جو استحصال کے سارے طریقے ہیں، جھوٹے مقدمے، غنڈہ گردی، دہشت گردی، جیل۔ استحصال کے یہ سارے طریقے، کیا آپ نے الیکشن سے پہلے ان کے ختم کرنے کی ضمانت حاصل کر لی ہے؟

ایک طرف نہتا غریب، ہاری، مزارع اور دوسری طرف اس کا جاگیردار۔ وہ الیکشن استحصال کا الیکشن ہوگا یا آزادیِ رائے کا ہوگا؟ آئین کہتا ہے کہ

Every form of exploitation should be eliminated. This is the responsibility of the state.

میں آئین کے آرٹیکل 3 پر عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہوں۔

(۲) اُمیدوار اور سپورٹرز کی جان کی حفاظت

آگے آئین کا آرٹیکل نمبر نو security of person کے بارے میں کہتا ہے کہ کسی شخص کی جان کو خطرہ ہوگا نہ آزادی کو خطرہ ہوگا۔ اب مجھے بتایئے موجودہ نظام کے تحت الیکشن میں لوگ جائیں تو کمزور مخالف امیدوار اور ان کے سپورٹرز کی جان اور آزادی کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا؟ انہیں arrest نہیں کیا جائے گا؟ ان پر مقدمے نہیں ہوں گے؟ الیکشن کمشنر کے پاس قانون سازی کی اتھارٹی ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے الیکشن کمیشن کو آزاد بنا دیا، ایک چیف الیکشن کمشنر دیانت دار شخص مقرر کیا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ بڑا قابل سرجن متعین کر دیں اور آپریشن تھیٹر میں اس کے پاس آپریشن کا سرے سے سامان ہی کوئی نہ ہو، تو وہ سرجری کیا کرے گا۔ ہسپتال کا MS لگا دیں اور عملے کو ردّ و بدل کرنے کا اس کے پاس قانونی اختیار ہی نہ ہو۔ قانون بنانے کا اختیار پارلیمنٹ میں ہے اور چیف الیکشن کمشنر ایماندار بندہ تنہا بٹھا دیا ہے۔ بے بس، بے یار و مددگار۔ ان کے پاس اپنا عملہ بھی کوئی نہیں۔ وہ کس طرح لوگوں کی جان و مال اور آزادی رائے کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرے گا۔ جہاں بھتے بھی چل رہے ہوں، تاوان بھی چل رہے ہوں، مقدمے بھی چل رہے ہوں۔

(۳) معاشرتی انصاف کی دستیابی اور برائیوں کا خاتمہ

آئین کا آرٹیکل نمبر 37 کہتا ہے:

Promotion of social justice and eradication of social evils.

The State shall ... do this.

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو معاشرتی انصاف مہیا کرے اور ہر قسم کی ایسی برائیاں جو آزادیِ رائے پہ اثر انداز ہوسکتی ہیں، جو الیکشن میں لوگوں کے فیصلے کو متاثر کرسکتی ہیں، ان ساری خرابیوں کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

میں قومی اداروں اور سیاسی جماعتوں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ان برائیوں کے خاتمے کی سو فیصد ضمانت مہیا کر لی گئی ہے؟ کیا جواب ہے؟ نہیں۔ جب یہ مہیا نہیں کی گئی تو وہ الیکشن کس اعتبار سے آئینِ پاکستان کے مطابق ہے؟ ان میں سے ایک شق پر عمل نہیں ہو رہا تو کیا یہ حکومت آئینی ہے؟ صرف 90 دن کے اندر الیکشن ہونا چاہیے۔ آئین کا صرف ایک آرٹیکل سب کو یاد ہے جب کہ آئین کے دیگر پچاس آرٹیکل بھی اتنے ہی محترم ہیں لیکن وہ کسی کو یاد نہیں۔ ان پر عمل کون کرائے گا؟

(۴) لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر کرنے کی ضمانت

آئین کا یہی آرٹیکل 38 کہتا ہے:

The State shall secure the well-being of the people.

یعنی ریاست پر فرض اور لازم ہے کہ لوگوں کی زندگی اور معاشی حالات کو بہتر بنائے تاکہ طاقت ور لوگ عوام کا استحصال نہ کرسکیں اور وہ بغیر خوف اور ڈر کے اپنی رائے کو آزادانہ استعمال کر سکے۔ کیا یہ well-being لوگوں کو مہیا کر دی گئی ہے؟

اے اٹھارہ کروڑ عوام! آپ کا بھی پاکستان ہے۔ میرے میڈیا کے معزز بھائیو!

آپ کا بھی پاکستان ہے۔ سیاسی پارٹیوں کے لیڈرو اور کارکنو! آپ کا بھی پاکستان ہے۔ ملک کو عدل فراہم کرنے والے ادارو! آپ کا بھی پاکستان ہے اور پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والو! آپ کا بھی پاکستان ہے۔ میرا سوال سب سے ہے کہ کیا آئین کے آرٹیکل 38 کے تحت یہ ضمانت مہیا کر دی گئی ہے کہ غریب و امیر کے اس فرق کو اتنا مٹا دیا جائے گا کہ کوئی امیر اور طاقت ورغریب اور کمزور کی رائے لینے میں اس پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

(۵) کمزور و طاقتور کے مابین توازن فراہم کرنے کی ضمانت

آئین کا آرٹیکل (a) 38 کہتا ہے کہ:

> By preventing the concentration of wealth and means of production and distribution in the hands of a few to the detriment of general interest and by ensuring equitable adjustment of rights between employers and employees, and landlords and tenants.

آئین کہتا ہے کہ زمیندار اور کسانوں کے درمیان توازن قائم کیا جائے۔ سرمایہ دار اور مزدور کی آمدن کے درمیان توازن قائم کیا جائے۔ خدا کا نام لے کر بتاؤ! اس دھرتی پہ توازن نظر آ رہا ہے آپ کو؟ فیکٹری کا مالک کھڑا ہو تو مزدور آزادی رائے سے ووٹ دے سکے گا؟ جاگیردار کا بیٹا کھڑا ہو تو وہاں ہاری اور کسان آزادی رائے سے ووٹ دے گا؟ مجھے بتایئے: کہ اگر اس آئین کی ایک شق پر بھی عمل نہ ہو اور رٹ لگائی جائے صرف 90 دن کی، تو یہ الیکشن آئینی الیکشن نہیں ہوگا۔

(٦) بنیادی ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کی ضمانت

اس کے بعد آرٹیکل 38 کی clause (d) دیکھیں۔ وہ کہتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں پر دباؤ نہ پڑے، استحصال نہ ہو، بلیک میل نہ ہوں، influence نہ

ہو، ان کی آزادئ رائے پر طاقت ور لوگ دباؤ نہ ڈالیں۔ تو کیا کریں؟ آئین کہتا ہے:

Provide basic necessities of life, such as food, clothing, housing, education and medical relief, for all such citizens.

آئین کے آرٹیکل 38 کی (d) clause کہتی ہے کہ ہر شہری کو خوراک، روٹی دی جائے۔ کیا یہ ہر شہری کو میسر ہے؟ آئین کہتا ہے کہ ہر شہری کو لباس مہیا ہو، ہر شہری کے پاس گھر ہو، ہر شہری کے پاس تعلیم ہو اور ہر شہری کے پاس بنیادی علاج کی سہولت ہو۔ اور اگر وہ بے روزگار ہے، بیمار ہے یا کمزور ہے تو اسے اتنا بہتر کیا جائے کہ اس کے نتیجے میں کوئی اس پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

آئین تو یہ شرط عائد کرتا ہے۔ اگر یہ شرائط پوری کی جائیں تو انتخابات آئینی ہوں گے اور اگر یہ شرائط پوری نہ کی جائیں تو ہونے والا الیکشن کبھی آئینی نہیں ہو گا اور یہ قوم غیر آئینی الیکشن کو مسترد کر دے گی۔

(۷) ذرائع آمدنی اور وسائل میں غیر معمولی فرق کا خاتمہ

اور پھر آئین کے آرٹیکل 38 کی (e) clause کہتی ہے:

To reduce disparity in the income and earnings of individuals.

لوگوں کی آمدنی، ذرائع اور وسائل میں غیر معمولی فرق کو ختم کیا جائے۔ کیوں ختم کیا جائے؟ اس لیے کہ اگر بے پناہ غربت ہو گی اور بے پناہ جہالت ہو گی تو اس صورت میں لوگ آزادانہ ووٹ کا استعمال نہیں کر سکیں گے۔ ان پر طاقت ور لوگ اثر انداز ہوں گے۔

(۸) ووٹرز کی آزادیِ رائے کا تحفظ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ چند مہینوں میں اور تھوڑے عرصے میں یہ سارے حالات تو نہیں بدل سکتے تو اس کا جواب یہ ہے لوگ کمزور ہوں اور خود اگر اپنے گھر کی

حفاظت نہ کر سکیں تو کم سے کم Law Enforcing Agencies انہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے تو بچا سکتی ہیں۔ اگر لوگ خود اتنے طاقتور نہیں بنے تو الیکشن سے پہلے یہ نظام وضع کیا جائے کہ کوئی جاگیردار اور کوئی زمیندار اپنے مزارع کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کے اپنے حق میں ووٹ نہ ڈلوا سکے۔ کوئی سرمایہ دار اور کوئی غنڈہ اور کوئی طاقتور غریب لوگوں کو اور برادریوں کو ہانک کے ووٹ نہ ڈلوا سکے۔ پولیس کے ذریعے، فوج کے ذریعے، Law Enforcing Agencies کے ذریعے، جب تک لوگوں کو کامل تحفظ اور ان کی آزادیِ رائے کے تحفظ کی ضمانت نہ ہو وہ الیکشن غیر آئینی الیکشن ہوگا۔ اس کے لیے Legal Arrangements کرنے ہوں گے اور وہ چند مہینوں کی بات ہے۔ اس عمل کے لیے چند مہینے کافی ہیں مگر اس کا کوئی اہتمام نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ دو پارٹیاں صرف اکیلے بیٹھ کر مک مکا کرنا چاہتی ہیں تاکہ وہ آپس میں دھاندلی نہ کر سکیں۔ وہ اپنی دھاندلی کو بچا رہی ہیں مگر اٹھارہ کروڑ عوام سے جو دھاندلی ہو رہی ہے اس کو کون بچائے گا۔

۱۴۔ الیکشن کے لئے آئین کی شرائط

پھر پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 218 کی تیسری شق الیکشن کمیشن کے لیے بہت خاص ہے۔ اس کے مطابق:

> It shall be the duty of the Election Commission constituted in relation to an election to organize and conduct the election and to make such arrangements as are necessary to ensure that the election is conducted Honestly, Justly, Fairly and in Accordance with law, and that Corrupt practices are guarded against.

آئین نے الیکشن کے لیے پانچ شرائط لگائی ہیں کہ الیکشن کلیتًا اس طریقے سے ہوں کہ ہر لحاظ سے وہ الیکشن دیانت دارانہ ہوں۔ دوسری شرط کہ وہ الیکشن سو فیصد منصفانہ ہوں، پھر آئین کہتا ہے کہ اس میں کوئی نا جائز طریقہ استعمال نہ کیا جائے اور ساری corrupt practices اور طریقے ختم کر دیے جائیں اور کرپشن کا کوئی امکان باقی نہ

رہے۔

آرٹیکل 218 کی clause 3 کے تحت یہ پانچ شرائط اگر پوری ہوں تو الیکشن آئینِ پاکستان کے مطابق ہوں گے اور اب تک ان پانچوں شرائط میں سے کسی ایک شرط کے پورا کرنے کی ضمانت فراہم نہیں کی گئی۔ آئین چیخ رہا ہے، مگر قانون بنانے والے مفادات کی خاطر اس طرح کا الیکشن نہیں کروانا چاہتے۔ وہ صرف دھن دھونس دھاندلی سے پرچیاں ڈلوانا چاہتے ہیں، وہ ووٹ خریدنا چاہتے ہیں اور دوبارہ منتخب ہوکر جلدی اسمبلیوں میں پہنچنا چاہتے ہیں تاکہ لوٹ مار کا بازار جلد ہی گرم کیا جا سکے۔ ہم لوٹ مار کا بازار گرم نہیں ہونے دیں گے اور وہ الیکشن قبول کریں گے جو پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 218 کی کلاز 3 کے تحت ہوں گے۔

میرا مطالبہ صرف آئین پاکستان ہے۔ ہم آئین پر عمل درآمد چاہتے ہیں اور جو آئین کو پامال کر کے آئین کے خلاف الیکشن کروانا چاہے گا، اٹھارہ کروڑ عوام اس کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ بولو: بنو گے یا نہیں؟

(شرکاء اجتماع یک زبان ہوکر جواب دیتے ہیں: بنیں گے۔)

آج اس ملک کی طرزِ حکمرانی تباہی کے دھانے پر ہے۔ ہم جب 90 دن کی بات کرتے ہیں تو آئین یاد آتا ہے اور یہ سارا آئین جو میں پڑھ کے سنا رہا ہوں، کیا یہ شقیں معتبر اور محترم نہیں؟ جو شرائط عائد کی گئی ہیں کہ یہ پوری نہ ہوں تو الیکشن آئینی نہیں ہوگا۔

۱۵۔ عدالتی فیصلہ اور حکومت کا آئینی جواز

اب عدلیہ کی طرف آیئے۔ سپریم کورٹ نے بلوچستان کیس میں law and order کیس میں فیصلہ دیا، صرف میں لفظ بول رہا ہوں، پڑھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ بلوچستان گورنمنٹ لوگوں کی جان اور مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوگئی لہٰذا

It had lost its constitutional authority to govern the province۔ لہٰذا اس کے پاس آئینی جواز نہیں رہا کہ وہ صوبے پر حکومت کرے۔ یہ سپریم کورٹ آف پاکستان کی judgment ہے۔

میں سوال کرتا ہوں: اگر ایک صوبے کی گورنمنٹ لوگوں کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہوگئی تو ان کے پاس آئینی جواز نہیں رہا اور اگر سارے ملک یا چاروں صوبوں میں حکومت لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کی فراہمی میں ناکام ہوگئی تو ان کا جواز آئینی طور پہ کیسے باقی رہ گیا ہے؟ اس کے بعد کراچی killing cases میں بھی سپریم کورٹ نے کہا کہ سندھ حکومت کے ساتھ ساتھ فیڈرل گورنمنٹ بھی لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو گئی ہے ۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا کہ Provincial government and executive authority and this failure has made the lives and property of the citizens insecure as much as the federal government has also not protected the province.۔ وفاقی حکومت بھی ناکام ہوگئی۔ تو جب سپریم کورٹ آف پاکستان یہ کہہ رہی ہے کہ وفاقی حکومت بھی ناکام ہوگئی اور constitutional authority نہیں رہی تو کیا جواز ہے انہیں آئینی طاقت دینے کا؟

۱۶۔ انتخابات اور ریاستی اداروں کی جانبداری

اِس طرح اصغر خان کیس میں سپریم کورٹ نے کہا کہ صدرِ پاکستان کسی کے ساتھ سیاسی ہمدردی نہیں رکھیں گے، لیکن اگر وہ تمام لوگوں اور پارٹیوں سے یکساں سلوک کرنے میں ناکام رہے تو آئین کہتا ہے کہ پھر وہ اپنے منصب سے ہاتھ دھوبیٹھیں گے۔

سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ آئین کی وضاحت میں دیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ملک کے ادارے صدر پاکستان یا آرمی چیف یا DG ISI اور ملک کے دیگر ادارے اگر سیاسی طور پر کسی کو سپورٹ کریں اور کسی کے ساتھ تعاون کریں تو پھر یہ الیکشن honest,

free اور fair نہیں ہوسکتے۔ اور یہ constitutional mandate کو negate کرنے کے مترادف ہوگا، آئین کی نفی ہوگی۔ میں سوال کرتا ہوں کہ کیا سپریم کورٹ کے ان سارے فیصلوں پر عملدرآمد ہوا ہے؟ جب عملدرآمد نہیں ہوا تو کیا اس ملک میں آئین کی حکمرانی ہے؟ کیا نظامِ حکومت آئین کے مطابق چل رہا ہے؟ حکومت کے اپنے ادارے NAB میں گورنمنٹ کے اپنے appoint کیے ہوئے افسر نے بیان دیا کہ ہر روز پاکستان میں دس سے بارہ ارب روپے کی کرپشن ہو رہی ہے اور پانچ ہزار ارب روپے کی کرپشن سالانہ ہو رہی ہے۔

۱۷۔ حکومتی سطح پر کرپشن کا اعتراف

یہ حکومت پاکستان کا اپنا مقرر کردہ چیئرمین NAB ایڈمرل ریٹائرڈ فصیح بخاری کہتا ہے کہ پانچ ہزار ارب روپے کی سالانہ direct اور indirect کرپشن ہو رہی ہے۔ گویا دس سے بارہ ارب روپے یومیہ کرپشن ہو رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کرپشن میں ہر MNA شریک ہے، ایسی بات نہیں ہے۔ جو ایسا کہے گا وہ غلط ہے، ہر جگہ اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔ مگر میرا سوال ہے کہ ان کی بھاری اکثریت ان لوگوں کی ہے یا نہیں؟

فصیح بخاری کے مطابق پاکستان میں روزانہ 10 سے 12 ارب روپے کی کرپشن ہوتی ہے جو 5 ہزار ارب روپے سالانہ بنتی ہے۔

ٹیکس چور ممبران پارلیمنٹ

ستم ظریفی کا یہ عالم ہے کہ ملک کے قانون بنانے والوں کی اکثریت نے خود اس پاکستان کو ٹیکس ادا نہیں کیا۔ نیشنل اسمبلی کے 342 اراکین میں سے صرف 90 افراد نے tax returns فائل کئے ہیں اور تقریباً 70 فیصد MNAs نے اپنی tax returns فائل تک نہیں کیں۔ اور قانون یہ ہے کہ آمدنی اگر 42,000 یا اس سے زیادہ ہو یا پانچ لاکھ سالانہ ہو تو انکم ٹیکس ریٹرن فائل کرنا واجب ہوتا ہے۔

Updated Laws of Income Tax Ordinance برائے 2010-2011ء
کے مطابق جو آدمی اپنی income چھپائے اور بیان نہ کرے اسے دو سال تک کی سزائے قید ہے۔ Income Tax Act 2011 تک updated ہے، اس کی کلاز 192-A کہتی ہے کہ اگر اس کی انکم سال کی پانچ لاکھ یا اس سے زیادہ یعنی مہینے کی 42 ہزار تھی اور وہ چھپا دے تو اس کی دو سال تک سزائے قید ہے یا جرمانہ ہے، یا دونوں چیزیں ہیں۔ اب میں یہ سوال کرتا ہوں، مجھے جواب دیجئے کہ یہ جو Law Maker ہیں، Are these law makers or law beakers? یہ قانون بنانے والے خود قانون توڑ رہے ہیں۔ جب یہ ٹیکس جمع نہیں کروائیں گے تو کیا انہیں حق پہنچتا ہے پاکستان کی پارلیمنٹ کا ممبر ہو کر بیٹھنے کا؟ ہاتھ اٹھا کر جواب دو۔

(شرکاء اجتماع یک زبان ہوکر جواب دیتے ہیں: نہیں۔)

کیا یہ کھلی کرپشن نہیں ہے؟ کیا یہ کھلا جرم نہیں ہے؟ کیا یہ punishable crime نہیں ہے؟ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 63 کی شق نمبر 1 کے مطابق: وہ شخص MNA یا سینیٹر اور ممبر پارلیمنٹ بننے کے لیے اہل نہیں ہے جو اپنی بجلی کے بل ادا نہ کرے، گیس کے بل ادا نہ کرے، پانی کے بل ادا نہ کرے، یوٹیلٹی بلز ادا نہ کرے۔ یہ بلز اگر دس ہزار روپے سے بڑھ جائیں اور nomination papers فائل کرنے تک اگر چھ ماہ تک کے پانی، سوئی گیس اور بجلی کے بل ادا نہ کئے ہوں۔ وہ شخص پارلیمنٹ کا الیکشن لڑنے کا اہل نہیں ہے۔

اب میں قومی اداروں سے سوال کرتا ہوں۔ اب میں پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ سے سوال کرتا ہوں، اب میں پاکستان کی سرحدوں کے محافظوں سے سوال کرتا ہوں، اب میں پاکستان کے میڈیا سے الیکٹرانک میڈیا کے بھائیوں سے جن کی آزادی خدا کی قسم اس ملک کو بچائے ہوئے ہے، اس میڈیا سے سوال کرتا ہوں، اٹھارہ کروڑ عوام سے سوال کرتا ہوں کہ آئین تو یہ کہے کہ اگر پیپر فائل کرنے سے قبل چھ ماہ تک پانی، بجلی، سوئی گیس کا

بل ادا نہ کیا ہو، تو وہ ایم۔این۔اے کا الیکشن لڑنے کا اہل نہیں ہے۔ اور یہاں تم سارے کے سارے اس پاکستان کا ٹیکس ادا نہیں کرتے، کہاں اہل ہیں یہ الیکشن لڑنے کے؟ جواب دیں اور میں سوال کرتا ہوں کہ اگر اس ایجنڈے پر عمل کئے بغیر، جو پوری قوم کا ایجنڈا ہے، اٹھارہ کروڑ عوام کے ایجنڈے پر عمل کئے بغیر انتخابی نظام کو بدلے بغیر اور آئین پاکستان پر عمل کئے بغیر، میں پھر کہہ رہا ہوں پاکستان کا آئین میرے ہاتھ میں ہے، اس آئین پر عمل کئے بغیر یہ جو کہتا ہے کہ پانی، بجلی، سوئی گیس کے بل ادا نہ کرنے والا MNA نہیں بن سکتا تو ٹیکس ادا نہ کرنے والا کیسے MNA بن سکتا ہے؟ اگر اس آئین پر عمل کئے بغیر الیکشن کرائے گئے تو یہ آئین کو توڑنا ہوگا، آئین کی خلاف ورزی ہوگی، اٹھارہ کروڑ عوام اس کو مسترد کر دیں گے اور ہم ایسے لٹیروں کو پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔

جعلی ڈگریوں کے حامل اراکین پارلیمنٹ

ابھی کل کی بات ہے، سپریم کورٹ آف پاکستان نے 91 ایسے ممبر پارلیمنٹ MNAs، MPAs اور Senators پکڑے جنہوں نے مدرسوں اور مختلف علاقوں سے جعلی ڈگریاں لے لیں۔ جنہیں اَلْحَمْد پڑھنا نہیں آتی تھی وہ دورۂ حدیث کی ڈگریاں لے کر MNA بنے۔ (شرکاء اجتماع بھی بزبان واحد کہتے ہیں: shame, shame۔) ان ڈگریاں لینے والوں پر بھی افسوس اور ان کو ڈگریاں دینے والے مدرسوں پر بھی جو دین بیچتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے 91 MNAs، MPAs اور سینیٹرز کی ڈگریاں جعلی پکڑیں، انہوں نے اقرار کیا، سپریم کورٹ نے ان کو برطرف کر دیا، برطرف ہو گئے تو اس دوران BA کی ڈگری والی شرط پارلیمنٹ نے ختم کر دی تھی۔ پارلیمنٹ ہر وہ کام کرتی ہے جو ان کے مفاد میں ہے اور ہر وہ کام نہیں کرتی جو اٹھارہ کروڑ عوام کے مفاد میں ہو۔ ڈگری کی شرط ختم ہو گئی تھی۔ جنہیں بددیانتی اور جھوٹی جعلی ڈگریوں کی بنیاد پر خائن اور بددیانت ثابت کر کے نکال دیا گیا وہ تین مہینے کے اندر ضمنی الیکشن لڑ کے پھر پاکستان کی اسمبلی میں آ گئے۔ آئے یا نہیں

آئے؟ بولئے۔ (شرکاء اجتماع یک زبان ہوکر جواب دیتے ہیں: آئے۔) کیا آپ اسی مذاق کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ اس اجتماع میں بیس لاکھ افراد، بیس کروڑ کے نمائندہ بیٹھے ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ ایسے خائن، بددیانت، جھوٹے، عیار، مکار، چور اور لٹیرے پھر آپ کے لیڈر بن کے اسمبلیوں میں بیٹھیں؟ اور قانون توڑنے والے پھر قانون بنائیں؟ میں ایک سوال کرتا ہوں۔ سیاسی لوگ اس کا جواب دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جی کوئی بات نہیں، انہوں نے ڈگریاں لی تھیں اس وقت BA کی شرط پرویز مشرف نے لگائی تھی۔ جب وہ نکال دیئے گئے تو نئی پارلیمنٹ نے BA کی شرط ختم کر دی تھی، لہٰذا اب پابندی نہیں تھی۔ میں مانتا ہوں کہ پابندی نہیں رہی، پابندی تو ختم ہوگئی مگر کیا خیانت بھی ختم ہو گئی؟ میرا سوال پابندی کے ہونے یا نہ ہونے پر نہیں ہے، میرا سوال یہ ہے کہ جو شخص اَن پڑھ ہے، تعلیم پوری نہیں اور جھوٹی ڈگری لے کر خیانت کر کے MNA بنتا ہے، اس خائن اور بددیانت شخص کو پاکستان کا آئین MNA بننے کی اجازت نہیں دیتا اور اگر یہ ان انقلابی تبدیلیوں کے بغیر الیکشن ہوئے تو سیاسی جماعتوں نے پھر انہی گھوڑوں کو الیکشن کی سیٹیں دینی ہیں، وہی گھوڑے تیار ہیں، ان پر سیٹیں رکھی ہوئی ہیں وہ Elect ہو کے آئیں گے اور اس طرح اٹھارہ کروڑ عوام کی تقدیر کے ساتھ مذاق چلتا رہے گا۔ ارے لاکھوں لوگوں کا سمندر جمع ہے، آج فیصلہ کرو۔ کیا خائن، بددیانت لوگوں اور کرپٹ لٹیروں سے اس ملک کی جان چھڑانی ہے یا ملک انہی کے ہاتھ میں گروی رکھنا ہے؟

۱۸۔ آئینِ پاکستان کے مطابق ممبر پارلیمنٹ کی شرائط

اب میں آپ کی توجہ آئین کے اس آرٹیکل کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جو اس بات کی تفصیل اور وضاحت پیش کرتا ہے کہ کوئی شخص رکن پارلیمنٹ بننے کا اہل ہے۔ ایم این اے بننے کی شرائط کیا ہیں جنہیں پورا کیے بغیر کوئی بھی فرد اس منصب کے لئے اہل نہیں۔

آئین کا آرٹیکل 62 اور اس کی کلاز F کے مطابق He is sagacious, righteous and non-profligate, honest and 'ameen'. یہ پانچ شرائط اگر پوری نہ ہوں تو کوئی شخص پاکستان کی اسمبلی اور سینٹ کا ممبر نہیں بن سکتا، یہ پاکستان کا آئین ہے۔ اس کا آرٹیکل 62 کہتا ہے:

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ دانا اور قابل ہو، میں چیلنج نہیں کرتا کسی کی دانائی اور قابلیت کو، کئی ہیں کئی نہیں۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نیک سیرت ہو۔ ایمان سے کہیے سارے elect ہونے والے، کچھ لوگوں کو چھوڑ کر، کیا نیک سیرت ہیں؟ کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ ان میں شرابی نہیں ہیں؟ ان میں قاتل نہیں ہیں؟ ان میں غنڈے اور دہشت گرد نہیں ہیں؟ ان میں ٹیکس چور نہیں ہیں؟ ان میں قوم کا خزانہ لوٹنے والے نہیں ہیں؟ آئین کہتا ہے: نیک سیرت ہو۔

۳۔ تیسری شرط ہے کہ فضول خرچ نہ ہو، عیاش اور کرپٹ نہ ہو۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ ایماندار ہو۔ اور

۵۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ امانتدار ہو۔

میں اب آپ سے سوال کرتا ہوں، یہ پانچ شرائط الیکشن میں کھڑے ہونے کے لیے آئین نے عائد کی ہیں کہ اگر یہ پوری نہ ہوں تو کوئی امیدوار MNA کا ٹکٹ بھی نہیں لے سکتا، contest نہیں کر سکتا، وہ نا اہل ہے۔ اب ایمان سے کہیے الا ماشاء اللہ کچھ لوگوں کو چھوڑ کر، آنے والے انتخابات میں ان خوبیوں والے کسی ایک شخص کو بھی ٹکٹ ملے گا؟ اگر الیکشن نظامِ انتخاب کی تبدیلی کے بغیر ہوئے تو آئین کی خلاف ورزی ہوگی، وہی لوگ پلٹ کر آئیں گے۔ لہٰذا میرا مطالبہ فقط یہ ہے الیکشن ہوں مگر آئین کی شرائط کے مطابق ہوں۔ سن لو! لوگوں کو مغالطہ تھا کہ میں الیکشن ملتوی کروانے آ رہا ہوں، میں

elections منسوخ کروانے آ رہا ہوں۔ نہیں! میں الیکشن کو پاکستان کے آئین کے تابع کرانے آیا ہوں۔

الیکشن ضرور ہوں مگر ان سے پہلے جتنا بھی وقت لگے، آئین کی شرائط پوری کی جائیں۔ چاہے یہ شرائط 90 دنوں میں پوری کر لی جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آئین کہتا ہے اگر 90 دنوں سے زیادہ وقت بھی لگ جائے تو تب بھی کوئی اعتراض نہیں۔ یاد رکھیں! صرف 90 دن کا نام ہی سارا آئین پاکستان نہیں۔ اور بھی شرائط ہیں۔ میرا مطالبہ الیکشن ملتوی کروانا نہیں ہے، الیکشن کو آئین کے مطابق کروانا ہے، الیکشن کو غنڈہ گردی اور دھاندلی سے پاک کروانا ہے۔ الیکشن سے لٹیروں کو نکلوانا، نیک سیرت اور آئین کی شرائط کے مطابق اہل لوگوں کو لانا ہے۔ خواہ 90 دن میں کرا لیں خواہ اس سے وقت زیادہ لگ جائے، چونکہ آئین اجازت دیتا ہے۔

میڈیا خاص طور پر توجہ کرے۔ ایک نئی بات کہہ رہا ہوں۔ آج جو آرٹیکل پڑھ کر سنا رہا ہوں کسی نے discuss ہی نہیں کیے، نہ کسی کالم نگار نے، نہ کسی anchor نے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے پڑھا، کانوں سے سنا۔ اس ایجنڈے اور اس تقریر میں بیان کی جانے والی آئین کی ان ساری شرائط کو پورا کرنے کی خاطر اگر 90 دن سے کچھ زائد عرصہ بھی لگ جائے تو آئین اجازت دیتا ہے۔ آپ پوچھیں گے: کہاں؟ نوٹ کر لیجئے: میں دو بار پڑھوں گا تا کہ مغالطہ نہ رہے۔

آرٹیکل 254 کے الفاظ ہیں:

> When any act or thing is required by the Constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason only that it was not done within that period.

آئین کہتا ہے کہ اگر کوئی کام اتنی مدت کے اندر اندر ہونا چاہئے جیسے اسمبلیوں

کے خاتمے کے بعد 90 دنوں میں interim government اور elections ہوتے ہیں۔ آ ئین کہتا ہے کہ کوئی کام جس کے لئے آ ئین تقاضا کرے کہ مقررہ ٹائم کے اندر اندر اسے ہونا چاہئے یعنی within a particular period and it is not done within that period اور کسی وجہ سے وہ اس period کے اندر نہ ہو سکے تو آ ئین کے الفاظ ہیں کہ the doing of the act or thing shall not be invalid۔ تب بھی وہ act خلافِ قانون اور خلافِ آ ئین نہیں ہو گا۔

آ ئین کی شرائط کو پورا کرنے اور انتخابات کو شفاف بنانے کی خاطر اگر اس پیریڈ سے زیادہ عرصہ بھی لگ جائے اور 90 دن سے زائد وقت بھی گزر جائے تو آ ئین کہتا ہے کہ the doing of the act or thing shall not be invalid، وہ کام غیر آ ئینی اور غیر قانونی نہیں ہوگا۔ only that it was not done within that period۔ اور یہ وجہ قابل قبول نہیں ہو گی کہ یہ مقررہ مدت کے اندر نہیں کرایا گیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ انتخابات 90 دن میں ہوں۔ لیکن اگر کسی ضروری امور کی انجام دہی کی وجہ سے 90 دن کے اس عرصے میں انتخابات نہ ہو سکیں اور کچھ عرصے کے بعد ہو جائیں تب بھی یہ اقدام آ ئینی اور قانونی ہو گا۔

آ ئین کے آرٹیکل 254 کو پڑھیں، میں پاکستان کی عدالت عظمیٰ سے سوال کرتا ہوں، میں میڈیا سے سوال کرتا ہوں، میں پاکستان کی سیاسی پارٹیوں سے سوال کرتا ہوں، پارلیمنٹ سے سوال کرتا ہوں کہ جب آ ئین خود انتخابات کے لیے ایک جگہ 90 دن کا عرصہ مقرر کرتا ہے اور دوسری جگہ خود کہتا ہے کہ اگر بوجوہ اس عرصے میں نہ ہو سکیں اور بعد میں ہوں تو تب بھی وہ آ ئینی اور قانونی ہیں، آ ئین خود بتا رہا ہے۔ تو پھر بتایئے، فقط 90 دن کی رٹ لگانا ضروری ہے یا پورے آ ئین کی شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے؟ میری اس بات کو تھوڑی دیر صبر سے سنئے، ممکن ہے بین الاقوامی طور پر بھی بعض قوتیں غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ میں شاید جمہوریت کے خلاف بات کر رہا ہوں اور میرا ایجنڈا آ ئین اور جمہوریت

کے منافی ہے۔ میں پوری بین الاقوامی برادری کا ذہن بھی کلیئر کرنا چاہتا ہوں۔

I want to make it very clear. I would like to make it clear that where we stand? Pakistan is a sinking ship now and we want to save it. I am not here to derail Pakistan from the democracy. In order to save our state, in order to save democracy, in order to save our political process from collapse, we need world class structural renewel and we need Change. It is too late for patch work and peace reforms. Incrementalism is no longer an option now because Pakistan has already come within a desaster zone. Our country, our democracy, our state, our economy, our entire political and govermental system has become derailed. We need a legal procedure to bring about electroral reforms according to the demands of the Constitution of Pakistan. We want to bring substantial reforms and Change and through reforms we need to create an environment condusive to sustainable economic growth and socail development. Through change and reforms, we need to remove the opportunities for corruption to occur in electroral process and political process of our state. Through reforms and change, we need to empower and enable the people to become true democratic citizens and through change and reforms, we need to fight against terrorism and extremism and we want to bring back peace and scurity. And through change and reforms we need to create an atmosphere of safety, stability and prosperity and through change and reforms we need to restrucure our political and electroral system for the sake of true democracy. Now is the true time to change and now is the true real time for reforms. Otherwise nothing would be left to change.

And I would like to say: O my brother political leaders! How long will we deprive our country or nations and our people and other people of Pakistan from a prosperous and peaceful

future? How long will we deprive them from civil liberties and freedom? How long will we deprive them from basic necessities of life? How long will we deprive them from the rule of low? How long will we deprive them from speedy justice and social equality? How long will we deprive them from real education and health facilities? How long will we deprive them from job opportunities? We are already living in desprate times. Millions of people of Pakistan are living in the chains of poverty. They have no meal and clean water. They have no food to eat. Their clothes are torn. They have no homes to live. Millions of the people of Pakistan are destitute. They have no jobs, no business, no money to support themselves and they have no money to treat their sick children and they die in the arms and laps of their mothers. They cannot get their children to the hospital and get medical treatment. We are living, by God, a life of pain. We are living a life of anguish. We are living a life of misery. We are living a life of deprivation. We want to come out of the state of fear and terror. We want to develope our future sustainabl, peaceful, progessive, developmental and peaceful and democratic. We want terrorism to eliminate from our country. We want killings to eliminate. We want to provide protection to the citizens of Pakistan. There is no protection, no life, no liberty, no business, no job. Even people going to school in school busess like Malala, nobody is safe in this country. And the govt has totally failed to provide protection to the life of their people, to the job of their people, to the freedom of their people, to the liberties of their people. They have failed to provide them job opportunities. They have failed to eliminate the opportunities of corruption from society. They are just looting Pakistan. The poor are becoming poorer and the rich becoming richer. At this stage and in this condition, it is absolutely impossible to sustain. For the last four five years,

our socio-economic conditions and society is facing survival situation. The divide between the rich and the poor and the powerful and the weak and the divide between the ruler and the ruled and between the leaders and the citizens is rapidly increasing. I want to tell international community right from west to east. They should know what is our position and what are our conditions. There is no political will to eliminate and minimize this situation. We want real democracy.

۱۹۔ حقیقی جمہوریت

ہم حقیقی جمہوریت چاہتے ہیں۔ وہ حقیقی جمہوریت کیا ہے؟ حقیقی جمہوریت جن ملکوں میں ہے وہاں حقیقی جمہوریت اس نظام کا نام ہے جہاں ایک MNA یا MPA اگر کرائے کا فارم غلط پُر کر دے تو اس کی رکنیت ختم کر دی جاتی ہے اور وہ اٹھارہ مہینے جیل جاتا ہے۔ جمہوریت اس نظام کا نام ہے کہ کوئی رکن پارلیمنٹ سٹیشنری، قلم اور کاپیوں کا بل اگر غلط جمع کروا دے تو سولہ مہینے قید کر دیا جاتا ہے۔ اس کی رکنیت ختم ہو جاتی ہے، جمہوریت اس نظام کا نام ہے کہ کوئی شخص چالیس پیسے اگر غلط دعویٰ کر دے تو گورنمنٹ پکڑ کر اس سے چالیس پیسے واپس لے۔ جمہوری ملکوں میں لوگ طاقتور ہیں، وہاں ادارے ہیں۔ اگر کوئی MNA ہو تو انٹرنیٹ پر ہر ایک کی ویب سائٹ پر اس کی ساری کارکردگی ملکی ہوتی ہے۔ ہر شخص کو پتہ ہے کہ میرا منتخب ممبر کیا کر رہا ہے۔ پاکستان میں کچھ نہیں ہے، لوگ جل جائیں، لوگ مر جائیں، خودسوزی کر لیں یا زہر کھا لیں، قتل ہو جائیں، غصے سے باہر نکل آئیں، ٹائر جلائیں، سینہ کوبی کریں، یہاں کوئی شخص استعفیٰ نہیں دیتا۔ Millions روپے ہڑپ ہو جاتے ہیں، لوگ اپنے نمائندے کو تبدیل کرنے میں بے بس ہیں۔ Millions ووٹ جعلی ڈالے جاتے ہیں، بلیک میلنگ، قتل و غارت، غنڈہ گردی، فائرنگ، فیملی پریشر اور غربت کی وجہ سے کوئی کیسے آزادانہ رائے دہی کا حق استعمال کرسکتا ہے۔ I just want to ask, can anybody have honest, fair and free elections

in this atmosphere? یہاں الیکشن کے نام پر عوام سے ایک مذاق برپا ہے۔ یہاں تو لوٹ مار مچی ہے۔ کسی غریب کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے MNA کا محاسبہ کر سکے۔ ایران میں لوگ اٹھے تھے وہاں ایک شہنشاہ تھا۔ مصر میں لوگ اٹھے تھے وہاں ایک فوجی آمر تھا۔ لیبیا میں لوگ اٹھے تھے ایک آمر تھا یہاں تو ہر حلقے میں آمریت ہے الا ما شاء اللہ کچھ کو چھوڑ کر میں بار بار کہتا ہوں کہ میں ہر ایک کو تہمت نہیں دیتا، اچھے لائق لوگ بھی میری نظر میں ہیں مگر اکثریت کا حال آپ کے سامنے ہے۔ یہاں تو ہر شخص بادشاہ ہے، شہنشاہ ہے، غریبوں کی جان کا مالک ہے، ان کی بیٹی اٹھوا لے، ان کی عزت لوٹ لے، گھر مسمار کر دے، جو چاہے کرے، کسی کو حق نہیں کہ اس کے خلاف آواز بلند کرے۔ اس معاشرے میں غریب کے پاس طاقتور کے خلاف آزادی سے رائے دینے کا اختیار کب ہے؟

یہ تمام خرافات اس کرپٹ نظام کی پیداوار ہیں۔ اگر پاکستان میں حقیقی جمہوریت چاہتے ہو تو اس نظام کے خلاف بغاوت کرنی ہوگی اور اس کو اٹھا کر پھینکنا ہوگا۔ ارے نظام بدلو، تب پاکستان کی تقدیر بدلے گی۔

۲۰۔ ہم کیسا نظام چاہتے ہیں؟

اب آخری حصے کی طرف آ رہا ہوں۔ ہم اس ملک میں ایسا نظام چاہتے ہیں جس سے غریب کے حالات بدلیں، اور یہ ناممکن نہیں ہے، میں نے پاکستان کے مسائل کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میں مبالغہ کرنے والا آدمی نہیں ہوں، مطالعہ کر کے بتا رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے بہت سے مسائل ہیں، لیکن ان مسائل کا حل بھی ہے۔ اگر ہم کرپشن کے پانچ ہزار ارب روپے بچا لیں تو پاکستان کے ہر غریب کو گھر مل جائے گا۔ ہم ہر غریب شخص کو گھر دینا چاہتے ہیں۔ ہر ضرورت مند کو خوراک دینا چاہتے ہیں، ہر ایک کو لباس دینا ہمارا فرض ہے، بنیادی ضروری علاج مفت فراہم کرنا چاہتے ہیں، مفت بنیادی تعلیم دینا چاہتے ہیں، یکساں نظام تعلیم فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک کو روزگار دینا چاہتے ہیں اور عدل و

انصاف سستا کرنا چاہتے ہیں۔ بہت سے لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ سب کس طرح ممکن ہے؟ میں پوری ذمہ داری سے بتا رہا ہوں، خدا کی قسم! یہ سب کچھ ممکن ہے۔ اس ملک میں عدلیہ اور عدالتوں کا یہ حال ہے کہ بیس بیس سال تک لوگوں کے مقدموں کے فیصلے نہیں ہوتے۔ ہم وہ نظام چاہتے ہیں کہ جس کے ذریعے دیوانی مقدمات کا فیصلہ صرف ایک مہینے میں ہو جائے اور فوجداری مقدموں کا فیصلہ پندرہ دنوں یا مہینے میں ہو جائے۔ پندرہ دنوں، ایک مہینے میں یا زیادہ سے زیادہ دو مہینوں میں ہر مقدمے کا فیصلہ سنا دیا جائے۔ مزید اپیل کا فیصلہ ایک ماہ میں ہو جائے۔ اس طرح لوگوں کو سستا اور فوری انصاف مل سکے گا۔ ہاری اور کسان با اختیار ہوں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'جو شخص مردہ زمین آباد کرے وہی اس کا مالک ہے'۔ ہم ہاریوں اور کسانوں میں اراضی کی تقسیم چاہتے ہیں کہ جو آباد کرتے ہیں وہ مالک بنیں۔ دہشت گردی کا خاتمہ چاہتے ہیں، ڈرون حملوں کا خاتمہ چاہتے ہیں، آئین اور جمہوریت اور اسلامی اخلاق و روایات کا فروغ چاہتے ہیں۔ تمام طبقات مسلمان ہوں یا غیر مسلم انہیں یکساں تحفظ دینا چاہتے ہیں اور پاکستان کے سارے بیرونی قرضے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

آج لاکھوں لوگ کسی سے کوئی پیسہ لیے بغیر ملک کا نظام بدلنے کے لیے خود قربانی دے کر یہاں آئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اگر پاکستانی قوم سے اور بیرون ملک، جاپان سے امریکہ تک آباد پاکستانیوں سے اپیل کروں تو پاکستانی قوم اتنی غیور، اتنی جانثار، اتنی قربانی دینے والی ہے کہ تین مہینے یا چھ مہینے محنت کر کے پاکستان کا IMF اور ورلڈ بینک کا سارا قرضہ اتار سکتی ہے۔ میں پاکستانی قوم کے ذریعے پاکستان کا سارا قرض تین ماہ سے چھ ماہ کے عرصے میں ادا کروا سکتا ہوں۔ پاکستان قدموں پر کھڑا ہو سکتا ہے، ہم بے غیرتی کی زندگی نہیں چاہتے، ہم غیرت و حمیت کی زندگی چاہتے ہیں۔ نظام انتخاب کو آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا شفاف پارٹی سسٹم لانا چاہتے ہیں کہ غلط کردار کے لوگوں کے لیے کوئی موقع نہ رہے۔ صنعتکاروں، تاجروں، زمیندراوں، کسانوں،

قانون دانوں، ڈاکٹرز، انجینئرز، صحافی الغرض ہر طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لیے کوٹا مقرر کرنا چاہتے ہیں تاکہ کسان بھی خود منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں بیٹھے۔ مزدور بھی پارلیمنٹ میں بیٹھے، زمیندار، تاجر، پارلیمنٹ میں بیٹھے، صحافی، قانون دان بھی پارلیمنٹ میں بیٹھے۔ میری قوم کے پڑھے لکھے جوانوں کا جرم کیا ہے، یہ کیوں نہ پارلیمنٹ میں جائیں؟ اعلیٰ ذہن کیوں نہ پارلیمنٹ میں جائیں؟ یہ کوٹہ سسٹم ہوگا۔ ہم ٹکٹوں کا بیچنا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ الیکشن اور الیکشن مہم میں بڑے بڑے جلسوں اور ریلیوں پر پابندی لگانا چاہتے ہیں، الیکشن مہم صرف کارنر میٹنگز تک محدود ہو گی، پولنگ اسٹیشن پر امیدواروں اور ان کے نمائندوں کو جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ ان کے کیمپ نہیں لگیں گے۔ تھانہ کچہری کا داخلہ ختم ہو جائے گا اور تین مہینے کے لیے پولیس افسران کو دوسرے اضلاع میں ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔ گولی اور بندوق کلچر کا خاتمہ ہوگا۔ برادریوں کا دباؤ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے یورپ نے ایک قدم اٹھایا ہے جو ہمارے لئے ایک مثال بن سکتا ہے۔

جب یورپ کی عدالت انصاف (European Court of Justice) نے اٹلی میں ہونے والی کرپشن کا نوٹس لیا، ان کے بجٹ میں خسارے کی وجہ سے معاشی حالات سنور نہیں رہے تھے، بگاڑ تھا، گورننس اچھی نہیں تھی تو یورپین سنٹرل بینک نے اصلاحات کا مطالبہ کیا۔ اس پر یورپ نے Treaty on Stability Coordination and Governance قائم کی۔ اس کے آرٹیکل 8 کے تحت یورپ کی عدالت عظمیٰ (European Court of Justice) نے آرڈر کر کے اٹلی کی منتخب حکومت کو برطرف کر دیا۔ پھر یورپ کی کورٹ آف جسٹس نے ان لوگوں کو حکومت دی کہ وہ ملک کو خسارے سے نکالیں، کرپشن ختم کریں اور ملک کو مضبوط معاشی استحکام (sustainable economic growth) پر لے آئیں۔ انہوں نے دو سال کا وقت دیا مگر انہوں نے ایک سال میں کام ختم کر دیا اور پرسوں اس وزیر اعظم نے استعفیٰ دے دیا ہے اور نئے الیکشن کا عمل شروع کیا ہے۔

یورپ جمہوریت کا گڑھ ہے۔ اگر وہ اپنے احوال کو درست کرنے کے لیے یہ

اقدام کر سکتا ہے تو ہم اپنے احوال کو درست کرنے کے لیے ایسے اقدامات کیوں نہ کریں۔ ہم نے تو آج تک اپنے انتخابی عمل میں تبدیلیاں نہیں کیں۔

۲۱۔ انتخابی اصلاحات کی ناگزیریت

میری گفتگو کے آخری جملے دھیان سے سن لیں اب میرے اعلان کا وقت آ رہا ہے۔ ہمہ تن گوش ہو جائیں۔ میرا یہ مطالبہ نہیں ہے کہ الیکشن منسوخ کئے جائیں۔ مجھے اس سے غرض نہیں، مجھے غرض ہے تو بس آئین پاکستان کے ساتھ۔ میری غرض ہے کہ الیکشن جب بھی ہوں آئین پاکستان کے مطابق ہوں۔ آئین کی ساری شرائط پر عمل ہو اور آئین پاکستان کے مطابق نمائندے منتخب کیے جائیں۔ آئین پاکستان کے مطابق انتخابی نظام کا ماحول دیا جائے اور آئین پاکستان کے مطابق دیانتدارانہ، ایمان دارانہ، منصفانہ اور حقیقی الیکشن کی ضمانت مہیا کی جائے۔ مجھے آئین پاکستان سے غرض ہے، نظام انتخاب بدلے بغیر اور انتخابی اصلاحات (electoral reforms) کے بغیر اگر اگلے انتخابات کرا دیے گئے تو عوام ان غیر آئینی انتخابات کو قبول نہیں کریں گے۔ وہ انتخابات آئین کے خلاف ہوں گے۔ اگر پھر وہی خائن، جعلی ڈگریوں والے اور آئین کو پامال کرنے والے لوگ الیکشن میں گئے تو قوم اس الیکشن کو قبول نہیں کرے گی۔ قوم فوجی مارشل لاء کے خلاف لڑتی رہی ہے تو قوم سیاسی مارشل لاء کے خلاف بھی لڑے گی۔ ہم ڈرائنگ رومز کے اندر دو پارٹیوں کا آپس کا مک مکا قبول نہیں کریں گے۔ نگران حکومت کی تشکیل کے حوالے سے دو پارٹیاں بیٹھ کر فیصلہ نہیں کر سکتیں۔ درست ہے کہ آئین کی بیسویں ترمیم کے مطابق وہ بیٹھیں اور معاہدہ کریں مگر آئین یہ تو منع نہیں کرتا کہ اور نہ بیٹھیں۔

نگران حکومت کی تشکیل میں پاکستان کی عدلیہ بھی بیٹھے کہ جنہوں نے عدل فراہم کرنا ہے، اس میں افواج پاکستان بھی بیٹھے کہ جنہوں نے امن و امان کی ضمانت فراہم کرنی ہے، اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر سارے سٹیک ہولڈرز بیٹھیں اور مل کر ایسے لوگوں

کو مقرر کریں جو انتخابات صرف کروائیں ہی نہیں بلکہ پہلے آئین کے مطابق نظام درست کریں اور پھر آئین کے مطابق انتخابات کرائیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو عوام ایسی سازش کو مسترد کر دے گی اور ایسے الیکشن کو غیر آئینی سمجھا جائے گا۔

۲۲۔ اعلانِ ’لانگ مارچ‘

اب سن لیجئے: میں نے پوری قوم کی آواز میڈیا کو بھی سنا دی، مقتدر حلقوں کو بھی سنا دی، عدلیہ کو بھی سنا دی، اٹھارہ کروڑ عوام کو بھی سنا دی اور پوری عالمی برادری کو بھی سنا دی کہ ہم الیکشن صرف آئین کے مطابق ان شرائط کے تحت چاہتے ہیں۔ آئین کی خلاف ورزی کا الیکشن قبول نہیں ہوگا۔ اس نظام کو درست کرنے کے لیے میں اسلام آباد کو صرف 10 جنوری 2013ء بروز جمعرات تک کی مہلت دیتا ہوں۔ میں تین ہفتوں کی مہلت دے رہا ہوں۔ آج 23 دسمبر ہے، 10 جنوری تک مہلت دے رہا ہوں۔ یہ کوئی 18 دن بن جاتے ہیں۔ تین ہفتوں کی مہلت دے رہا ہوں۔ 10 جنوری جمعرات کو مہلت ختم ہو جائے گی۔ اگر 10 جنوری سے پہلے آئین کے مطابق اس سارے نظام کو درست نہ کیا گیا اور دو پارٹیوں کے مک مکا کو روک کر تمام اسٹیک ہولڈرز کو ملا کر ایک متفقہ طریقے سے اچھے لوگوں کو نہ لایا گیا، جن کے اندر یہ جرأت ہو، طاقت ہو، قابلیت ہو، political will ہو اور اہلیت ہو کہ وہ اس نظام کو آئین کے مطابق بنا سکیں؛ اگر ایسے لوگوں کو نہ لایا گیا تو 14 جنوری کو پیر کے دن یہ دوملین کا اجتماع اسلام آباد میں چار ملین کا اجتماع بن جائے گا۔ 14 جنوری کو پاکستان بھر کے عوام اسلام آباد پہنچیں گے۔ بولیے: چلو گے؟ چلو گے یا بے وفائی کرو گے؟ ہر شخص چلے گا؟ (شرکاء اجتماع یک زبان ہوکر جواب دیتے ہیں: ہم سب چلیں گے، ضرور چلیں گے۔)

زندگی تمہیں بھیک میں کوئی نہیں دے گا۔ اگر تبدیلی چاہتے ہیں تو نکلنا ہوگا اور اپنا حق چھیننا ہوگا۔ باقی ملکوں میں لوگوں نے جانیں دی ہیں، خون بہائے ہیں، مگر ہم خون

خرابہ نہیں چاہتے، ہم بدامنی نہیں چاہتے۔ یہ اجتماع بھی پُر امن ہے اور اسلام آباد کا مارچ بھی پر امن ہوگا۔ 14 جنوری کو میں نے اسلام آباد میں پاکستانی عوام کی پارلیمنٹ کا اجلاس بلا لیا ہے۔ اسلام آباد میں عوامی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا اور فیصلے پھر اسلام آباد میں 14 جنوری کو ہوں گے۔ اس سے پہلے اس ملک کے اٹھارہ کروڑ لوگوں کی بہتری کا سامان کر لیا جائے۔ اللہ آپ کا، ہمارا اور پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔ جو لوگ گھروں میں ٹی وی پر سن رہے ہیں وہ بھی لانگ مارچ میں شرکت کے لیے گھروں سے نکل پڑیں۔ آپ کو مزید کسی اعلان کی ضرورت نہیں۔ گھروں کو بیچنا پڑے تب بھی نکلو۔ کپڑے بیچ کر بھی آنا پڑے تو آؤ۔ اٹھارہ کروڑ غریبوں کا مقدر سنوارنا ہے۔ 14 جنوری کو اسلام آباد میں عوام کی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگا۔ اس دن سارے فیصلے اسلام آباد میں عوام کی پارلیمنٹ کا اجلاس میں ہوں گے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

باب دوم

اِسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنے کے شرکاء سے خطابات

(13 تا 17 جنوری 2013ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام آباد لانگ مارچ کے عظیم شرکاء! علماء و مشائخ، اسکالرز، ڈاکٹرز، انجینئرز، طلباء، تاجر، کسان، مرد و خواتین اور ہر شعبہ زندگی سے اس مارچ میں شرکت کرنے والے عظیم سپاہیو! آج کا یہ اجتماع تحریک منہاج القرآن کا اجتماع نہیں ہے، یہ پوری قوم کا اجتماع ہے۔ اس عظیم مارچ کے خلاف پراپیگنڈا کرنے والے کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے اسٹیبلشمنٹ کا ہاتھ ہے۔ کیا لاکھوں لوگ صرف اسٹیبلشمنٹ کے کہنے پر اپنی جان، مال اور سر دھڑ کی قربانی دینے کے لیے یوں نکل آتے ہیں۔ یہ وہی غیور عوام ہیں جو کل عدلیہ کی آزادی بحال کروانے کے لئے نکلے تھے آج یہ عوام عدلیہ کے فیصلوں اور اس ملک کے آئین پر عمل درآمد کروانے کے لئے نکلے ہیں۔

سن لو! میرے پیچھے کوئی اسٹیبلشمنٹ یا ایجنسی نہیں ہے بلکہ صرف اللہ کا فضل ہے۔ مصطفیٰ کا کرم ہے اور اس ملک کے کروڑوں مرد و خواتین، بزرگ اور نوجوان ہیں۔

ا۔ عظیم الشان تاریخی لانگ مارچ پر مبارک باد

پاکستان کے عظیم عوامی، جمہوری انقلاب کے بیٹو اور بیٹیو، جملہ مشائخ، علماء، بزرگ، اساتذہ، طلباء، سیاست دان، تاجر کمیونٹی، کسان، افسران، ملازمین اور پاکستانی سوسائٹی کے تمام طبقات کے نمائندگان!

سب سے پہلے میں آپ سب کو اور 18 کروڑ پاکستانی عوام کو آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی اور ملک میں حقیقی عوامی جمہوریت کے قیام کے سلسلے میں ظلم و جبر، رشوت ستانی، دھاندلی، ناانصافی کے خاتمے کے لیے اور عوام کے چھینے ہوئے حقوق کو اشرافیہ، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، دہشت گردوں، لٹیروں، ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھوں سے

چھین کر انہیں واپس دلانے کے لیے جو عظیم الشان تاریخی لانگ مارچ 13 جنوری سے شروع ہوا تھا، آج تقریباً 38 گھنٹے کے بعد مسلسل سفر طے کرکے 15 مارچ کو صبح 2:15 بجے اسلام آباد پہنچ گیا، آپ کو مبارکباد ہو۔ میں نے تاریخ پڑھی ہے اور عالم اسلام کے بڑے بڑے انقلابات اور لوگوں کے مارچ دیکھے ہیں۔ اللہ رب العزت گواہ ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ یہ لانگ مارچ صرف پاکستان کی تاریخ کا نہیں بلکہ اقوامِ عالم اور دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا لانگ مارچ ہے۔ آج منگل کی صبح 2:15 بجے اسلام آباد میں لانگ مارچ ختم ہوا اور اب سے انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس قوم کے بوڑھے، مرد، جوان، بیٹے، مائیں، بہنیں، بیٹیاں اس دھرتی پر انقلاب دیکھنے کے لیے سیکڑوں میلوں کا سفر کر رہے ہیں، ان انقلاب کے پروانوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کے لئے وقت کے فرعونوں ،نمرودوں، یزیدوں اور ظالموں و جابروں نے ان کی بسیں چھین لیں مگر وہ ان سے پاؤں اور ٹانگیں نہیں چھین سکتے۔

۲۔ انقلابی کارکنوں کو پر امن رہنے کی ہدایات

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مارچ کے آغاز سے پہلے رحمٰن ملک جب مجھے ملنے اور اسلام آباد میں مارچ کی جگہ کے تعین کے بارے بات کرنے لاہور آئے تھے تو ان کے ساتھ یہ طے ہوا تھا کہ مارچ D چوک میں ہوگا۔ میں نے خود انہیں کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ سفارت خانوں اور سپریم کورٹ کا کام متاثر نہ ہو۔ سو ان سے طے ہو چکا اب میرا خطاب D چوک میں ہوگا۔

میرے انقلاب کے سپاہیو! میرے انقلاب کے کارکنو! اس ارضِ وطن اور دھرتی کے مجاہدو، بیٹو، بیٹیو! تم خود سکیورٹی بن جاؤ، تم خود پولیس بن جاؤ، تم خود رینجرز بن جاؤ، اپنی حفاظت خود کرو، اپنے بھائیوں، بہنوں، بیٹے بیٹیوں کی حفاظت خود کرو، اسلام آباد کی ایک ایک بلڈنگ کی حفاظت خود کرو۔ میرا وعدہ ہے کہ میرے چالیس لاکھ کے مارچ میں

ایک پتہ نہیں ٹوٹے گا۔ 38 گھنٹے گزرے، الحمد للہ! ایک پتہ نہیں ٹوٹا۔ میرا وعدہ ہے ایک گملا نہیں ٹوٹے گا، ایک شیشہ نہیں ٹوٹے گا، ایک پتھر نہیں لگے گا۔ نہ کوئی پتھر چلے، نہ کوئی شیشہ ٹوٹے، نہ کسی بلڈنگ کو نقصان ہو، امن کے پیکر بن کر جاؤ۔

پاکستانیو! میرے بھائیو! میری بہنو! میرے بزرگو! میری ماؤں! میرے بیٹو! میری بیٹیو! میں سمجھتا تھا کہ پاکستانی قوم کو بے حس کر دیا گیا ہے، یہ ذبح ہو جائے گی، مر جائے گی مگر انقلاب کے لیے نہیں اٹھے گی۔ میں یہ سمجھ رہا تھا لیکن رب ذوالجلال کی عزت کی قسم! اپنے حقوق کی باز یافت اور قومی وقار کی بحالی کے لئے پاکستانی قوم دنیا کی ہر قوم سے آگے نکل گئی ہے۔

سن لو! میں حسینی مشن لے کے آیا ہوں؛ ہم نے آئین، قانون اور عدلیہ کی طاقت کے ساتھ کامیابی حاصل کرنی ہے۔ بیٹیاں سیدہ زینب کا کردار ادا کریں، بیٹے سیدنا علی اکبر کا کردار ادا کریں اور سارے حسینی مشن کے ساتھ وابستہ رہیں۔ مجھ سے وعدہ کرو ایک دن لگ جائے، دو دن لگ جائیں، تین دن لگ جائیں، جب تک میں یہاں ہوں آپ جم کر یہیں رہیں گے۔ سردی ہوگی، بھوک ہوگی، پیاس ہوگی، جو کچھ بندوبست ہے ہوتا رہے گا۔ اب کسی کو گھر جانے کی اجازت نہیں، ہرگز نہیں ہے؟ اب جینا بھی یہاں ہوگا اور مرنا بھی یہاں۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آپ نے اب جانا نہیں، یہیں رہنا ہے۔ پولیس ان کی تھی وہ لے گئے، آج سے آپ میری پولیس ہیں، آپ سیکورٹی ہیں، اسلام آباد کی حفاظت آپ نے کرنی ہے۔ اسلام آباد کی گلی گلی، کوچہ کوچہ، پتہ پتہ، عمارت کی ایک ایک اینٹ کی حفاظت آپ نے کرنی ہے۔

۳۔ جمہوری اُصولوں کے مطابق پر امن لانگ مارچ

یاد رکھیے! ہمارا جمہوری انقلاب، عوامی انقلاب آئینی نظریہ اور جمہوری اصولوں

کے مطابق ہے۔ ہماری جدو جہد انسانی حقوق کے مطابق ہے۔ ہم اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی اقدار پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو ذریعہ عزت و وقار سمجھتے ہیں۔ یہ لانگ مارچ اور آج کا یہ انقلابی احتجاج Millions افراد کی موجودگی، Millions پاکستانی عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، سراسر پرامن (totally peacefull)، جمہوری (absolutely democratic,)، آئینی (completely constitutional) اور قانونی(strictly lawful)ہے۔ اس میں کسی قسم کی بدامنی کا شائبہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔ ہم بدامنی پھیلانے والوں کا خاتمہ کرنے آئے ہیں خود بدامنی پھیلانے نہیں آئے۔ لاکھوں افراد کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا یہ سمندر، بے قابو جذباتی سمندر نہیں ہے۔ الحمد للہ اس طرح ان کے جذبات میری مٹھی کے اندر ہیں۔ اگر میں انہیں کہوں تو یہ ایک گھنٹے کے اندر ایوانوں پر قبضہ کر لیں، اگر میں غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر قانونی طریقوں پر یقین رکھتا تو میں انہیں آج ایوان ہائے اقتدار پہ قبضہ کرنے اور ان میں داخل ہونے کا حکم دے دیتا اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو نہ روک سکتی۔ مگر نہ میں غیر آئینی شخص ہوں نہ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا پاکستانیوں کا سمندر غیر آئینی ہے، ہم آئین کی بالادستی کے لیے آئے ہیں۔ پاکستان کے لاکھوں افراد کی حکمرانی کے لیے آئے ہیں، آئین کی بالادستی کے لیے آئے ہیں، حقیقی جمہوریت کے نظام (enforcment of true democracy) کے لیے آئے ہیں۔ یہ لوگ اس ملک سے بدامنی اور تباہی و بربادی کے خاتمے کے لیے آئے ہیں۔

حکومت کی بے پناہ زیادتیوں کے باوجود ہم اشتعال میں نہیں آئیں گے۔ انتقام نہیں لیں گے۔ یہ پورا mob ملینز مارچ کا mob امن پسند ہے، عدل پسند ہے، انصاف پسند ہے اور یہ ظلم، بدعنوانی اور بدامنی کا دشمن ہے۔ ہم ملک میں انارکی اور بدامنی نہیں پھیلانا چاہتے۔ ہم آپ کو آئین کے تابع کرنا چاہتے ہیں، حقیقی جمہوریت کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ ہماری جد و جہد کسی خاص شخصیت کے خلاف نہیں

ہماری یہ انقلابی جد و جہد افراد کے خلاف نہیں نظام کے خلاف ہے۔ محترم آصف علی زرداری صاحب سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ محترم نواز شریف صاحب سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسفند یار ولی خان صاحب سے، ایم کیو ایم کے لوگوں سے، کسی پولیٹیکل پارٹی سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میری جد و جہد اس ظالم نظام کے خلاف ہے۔ میں غریبوں کے لئے اٹھا ہوں۔ میں اس قوم کی قانونی جنگ لڑ رہا ہوں۔ مجھے تو ذاتی طور پر ایسی اتنی پریشانی نہیں ہے، میرا کام بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ اللہ نے مجھے عزت کی زندگی عطا کی ہے۔ میں قوم کی بیٹیوں کے سروں کے دوپٹے کے لئے لڑ رہا ہوں، ان کے بچوں کے منہ میں دودھ کے فیڈر دینے کے لیے لڑ رہا ہوں، ان کی جان ومال کے تحفظ کے لئے لڑ رہا ہوں، نوجوان نسل کے مستقبل کے لئے لڑ رہا ہوں۔ اس جنگ میں ساری قوم میرے ساتھ پر امن طریقے سے شریک ہو جائے۔ میری زندگی کی تاریخ پوری کائنات میں امن کی تاریخ ہے۔ میں کوئی گولی بندوق سے تختہ الٹنے نہیں آیا، میں آئینی، قانونی، جمہوری آدمی ہوں۔ پر امن ہوں اور امن کا داعی ہوں، پوری کائنات انسانیت میں عالم مغرب بھی اور عالم مشرق بھی، مجھے امن کے حوالے سے پہچانتا ہے۔

لوگوں کے ذہنوں میں یہ شبہ اور شک ڈالا جاتا ہے کہ پہلے ڈاکٹر طاہر القادری کہاں تھے، اچانک اس وقت کیوں، یہ آواز بلند کی؟ تو سن لیں! اگر یہ آواز آج سے ایک سال پہلے بلند ہوتی تو آپ یہ کہتے کہ اس کے پیچھے کوئی سازش ہے اور ہمیں اپنی ٹرم مکمل نہیں کرنے دی۔ ہمارا مینڈیٹ پانچ سال کا تھا اور ہمارا مینڈیٹ مکمل ہونے سے پہلے کسی سازش کے تحت ہمارے خاتمے کے لئے مارچ شروع ہوگئے ہیں۔ اگر پہلے آتا تو تم یہ کہتے۔ہم نے اس لئے پہلے اقدام نہیں کیا کہ تم اپنے پانچ سال کی مدت کم وبیش پوری کر لو، جو اب پوری ہونے کو ہے۔ تاکہ آپ کے پاس جو اہلیت اور صلاحیت ہے وہ بے نقاب ہوکر دنیا کے سامنے آجائے۔ اگر کچھ ڈیلیور کر سکتے ہیں، اگر قوم کو rule of law

دے سکتے ہیں، اگر قوم کو آئینیت دے سکتے ہیں، اگر قوم کو بنیادی حقوق مہیا کر سکتے ہیں، اگر اس ملک سے بدامنی دہشت گردی کا خاتمہ کر سکتے ہیں، اگر لاء اینڈ آرڈر بحال کر سکتے ہیں، اگر لوگوں کو بجلی گیس پانی دے سکتے ہیں، اگر لوگوں کو روزگار اور ان کی ضروریات کی فراہمی کر سکتے ہیں، اگر ملک کے نظام میں شفافیت اور accountability لا سکتے ہیں، اگر اس ملک میں عدل و انصاف اور قانون کا بول بالا کر سکتے ہیں، اگر اس ملک میں مختلف اداروں کی عزت اور احترام کو بحال کر سکتے ہیں، اس ملک میں حقیقی جمہوریت لا سکتے ہیں، اس ملک کی آزادی، بقا، سالمیت اور خودمختاری کا تحفظ کر سکتے ہیں، اگر آپ میں کسی شے کی بھی صلاحیت ہے تو پورے پانچ سال ہیں، جب فوج نے بھی مداخلت نہیں کی۔ میں افواجِ پاکستان کو مبارک دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک جمہوری حکومت کو پورا موقع دیا اور جمہوری نظام کو ڈی ریل نہیں کیا۔

۵۔ ہم پُراَمن انقلاب کے داعی ہیں

اب یہاں میں پہلا Point of National Agenda دے رہا ہوں۔

My first point of National Agenda of reforms, the democractic reforms and a national agenda of electoral reforms:

وہ یہ ہے:

We want peace at home and peace abroad. This is my first point.

ہم گھر کے اندر بھی امن چاہتے ہیں اور ملک کے باہر بھی امن چاہتے ہیں۔ ہم نہ اپنے ملک کو دہشت گردوں کی پناہ گاہ بنانے کی اجازت دیتے ہیں کہ Tattoos والے لوگ یہاں سے پکڑے جائیں، اور کچھ بعید نہیں کہ اگر وفاقی حکومت کے بعض وزراء اور پنجاب حکومت کے بعض وزراء کے کوٹ اور قمیض اتار کر دیکھنے کا موقع ملے تو شاید دو ایک آدمی ایسے ملیں جن کے جسم پر Tattoos بنے ہوں۔ یہ دہشت گردی کے importers

ہیں، دہشت گردی کے exporters ہیں، یہ دہشت گردی کے founders ہیں، دہشت گردی کے promoters ہیں، دہشت گردی کو strengthen کرنے والے ہیں۔ جبکہ امت مسلمہ کا اور پاکستانی قوم کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ حضور ﷺ کو peace maker اور merciful مانتے ہیں۔ وہی امن، رحمت اور سکون جو تاجدار کائنات ﷺ نے عالم انسانیت کو عطاء کیا، ہم اپنے معاشرے میں دیکھنا چاہتے ہیں سب کچھ کرپٹ اور نا اہل حکمران مہیا نہیں کر سکتے۔ ہم اپنی سوسائٹی کو باقی دنیا کے لیے بھی امن، رحمت اور آشتی کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے ملک میں peace اور سیکورٹی کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے ملک سے پوری دنیا کو امن کا پیغام propagate کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے ملک میں برداشت کا کلچر چاہتے ہیں۔ ہم اپنی سوسائٹی کو moderate دیکھنا چاہتے ہیں۔

There should be no place of any kind of extremism, radicalism and terrorism. We want a moderate, peaceful and progressive democratic society in our country.

۶۔ آئین کے تحت قیامِ امن ریاست کی ذمہ داری ہے

پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 40 میں لکھا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ یہ اندر اور باہر پوری دنیا میں امن کو promote کرے۔ یہ ہمارا حق ہے۔ ہمیں اپنے ملک خطے اور علاقے میں تعمیری کردار ادا کرنا ہے، مگر بدقسمتی سے ہمارے حکمران اور لیڈر اوپر سے نیچے تک کرپشن میں گھرے ہوئے ہیں، یہ غریبوں کا خون چوسنے والے ہیں، یہ ایسا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ ہمیں سوسائٹی میں peacemaker اور استحکام قائم کرنے والا ہونا چاہیے اور یہ کردار افواجِ پاکستان اور پاکستان کی سوسائٹی بڑے اچھے طریقے سے ادا کر سکتی ہے مگر پولیٹیکل حکمران نے اپنی نااہلیت کی وجہ سے پاکستان کو اس کردار سے محروم کر دیا ہے۔ ہم اپنے عوام کو اور باہر کی دنیا کو امن دینے میں ناکام ہوئے

ہیں۔ ہم تمام مذاہب کے لیے خیر خواہی کے جذبات رکھتے ہیں۔ ہم ڈائیلاگ پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم جمہوریت پر، اصولوں پر، آئینی قوانین پر، دلیل پر، ideology پر، یقین رکھتے ہیں۔ اور یہ یقین پوری سوسائٹی اور سارے نظام میں نافذ العمل دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے امن کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ ہم war on terror کے خلاف فرنٹ لائن سٹیٹ کے طور پر پچھلے دس بارہ سال سے لڑ رہے ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے ہماری معیشت تباہ ہو گئی۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ اتنی قربانیوں کے باوجود جس میں ہزاروں جانیں گئیں، ہمارا امیج کیوں خراب ہے۔ ہمیں پھر بھی دہشتگرد ملک دیکھا جا رہا ہے۔ ہمیں پر امن سوسائٹی نہیں دیکھا جاتا۔ سوچنا ہوگا، اس کی ذمہ داری کس پر ہو گی؟ بارہ سال تک افواجِ پاکستان کی قربانیاں، مسجدوں کی قربانیاں، امام بارگاہوں کی قربانیاں، جی ایچ کیو کی قربانیاں، کامرہ بیس کی قربانیاں، پشاور بیس کی قربانیاں، عوام کی قربانیاں، میڈیا کی قربانیاں، میڈیا کے لوگ شہید ہوتے رہے ہیں، ابھی بلوچستان میں اتنی قربانیوں کے باوجود آج بھی ہمیں دہشت گرد سوسائٹی تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے ذمہ دار یہ نا اہل سیاسی لیڈرز ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ جتنے بھی غیر مسلم مذاہب ہیں، خواہ وہ مسیحی ہوں، ہندو ہوں، سکھ ہوں، پارسی ہوں، یا جو بھی غیر مسلم ہیں، ان کا حق بھی پاکستان میں مسلمان شہریوں کے برابر ہے۔ ان کی عبادت گاہیں بھی ہماری مساجد کی طرح حفاظت کا برابر حق رکھتیں ہیں۔ کیونکہ یہ برابر کے شہری اور اس ملک کے فرزند ہیں۔

۷۔ حکمران عوام کو اور باہر کی دنیا کو امن دینے سے قاصر ہیں

پاکستان کے عوام کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کا وعدہ قائداعظم نے کیا تھا۔ مگر ہماری قیادت قائدِاعظم کے اس وعدے کو اور آئینِ پاکستان کے وعدے کو بھی پورا کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہ گئی ہے۔ ملک میں Law and Order Situation یہ ہے کہ جو شخص گھر سے نکلتا ہے اسے یقین نہیں کہ شام کو سلامت واپس آئے گا کہ نہیں۔ جو بچہ سکول کے لئے جاتا ہے اس کے ماں باپ کو اطمینان نہیں کہ بیٹا بیٹی واپس آئیں

گے یا نہیں، میڈیا کے لوگ جب اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے جاتے ہیں تو انہیں یقین نہیں کہ دہشت گردی کے حملوں سے بچیں گے یا نہیں، ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہونے والی ہزارہ برادری کے لوگ کوئٹہ بلوچستان میں سوا سو لاشیں لے کر چار دن بیٹھے رہے! بولو، اس کا نام حکومت ہے؟ اس کا نام آئین ہے؟ اس کا نام جمہوریت ہے؟ اس کا نام اخلاق و شرافت ہے؟ پھر کراچی کی قتل و غارت گری دیکھیے! اُس کی تباہی ختم ہونے کو نہیں آ رہی۔ وجہ کیا ہے؟ حکومتی گماشتوں نے خود دہشت گرد پال رکھے ہیں اور وہ دہشت گرد بعض حکومتی گماشتوں کی مونچھ کے بال ہیں۔ انہیں تکلیف ہوتی ہے، وہ انہیں چھپاتے ہیں، ہر وقت ان کے چہروں پر کپڑا ڈال کر دکھاتے، ان کی شناخت نہیں ہونے دیتے، چونکہ یہ ان کا نیٹ ورک ہے اور اس دہشت گردی کی آڑ میں یہ مال و دولت لیتے ہیں، مدد لیتے ہیں، قرضے لیتے ہیں، اس سے کرپشن کرتے ہیں اور قوم کو دہشت گردی کی آگ میں مسلسل جلاتے رہتے ہیں اور یہ عمل افواجِ پاکستان کے جوانوں کے مقدس خون کا عمل ضائع کر رہا ہے، ان کو demorolize کر رہا ہے۔

پاکستان کے سیاسی لیڈروں کے پاس political will نہیں ہے، courage نہیں ہے، vision نہیں ہے، پالیسی نہیں ہے، ideology نہیں ہے، کوئی لاء نہیں ہے، اور جو شخص حکومت کی ان نااہلیتوں کے بارے میں بات کرے اس پر یہ لوگ دہشت گرد چھوڑ دیتے ہیں۔ ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ اس مارچ پر دہشت گردی کا سخت حملہ ہونا ہے۔ مبارک ہو پاکستانی قوم کے غیور جوانو! آپ دہشت گردی کے حملوں کے اعلانات کے باوجود Millions کی تعداد میں آ گئے۔ رب نے ہماری حفاظت کی، اور وہ اس ملک کی حفاظت کرنے والا ہے۔

۸۔ آئین کی رُو سے معیارِ قیادت

آئین کہتا ہے کہ ممبر پارلیمنٹ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھے کردار کا حامل

شخص ہو جس کی شہرت قانون شکنی کی نہ ہو۔ وہ دانا، قابل، نیک سیرت، ایماندار اور امانت دار ہو، کرپٹ اور عیاش نہ ہو۔ یہ آئین کا آرٹیکل 62 اس کی سیکشن 1 کلاز f کو پڑھ رہا ہوں

He is sagacious, righteous and non-profligate, honest and 'ameen'. کہ وہ دیانتدار اور ایماندار ہو اور جو ان شرائط کا حامل نہیں اس کے متعلق آئین کے الفاظ یہ ہیں:

> a person shall not be qualified to be elected or chosen as a member of parliament

جب تک یہ شرائط کسی میں پوری نہ ہوں اس وقت تک ممبر پارلیمنٹ منتخب ہونے کے لئے اہل ہی نہیں ہے۔ یہ معیارِ قیادت ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمائی: ﴿اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ [النساء، ٤/٥٨] کہ اقتدار سب سے بڑی مقدس امانت ہے اور یہ صرف ان لوگوں کے سپرد کی جانی چاہیے جو اس کے اہل ہیں۔ اسی اہلیت کی تعریف پاکستان کے آرٹیکل 62 کلاز f نے کردی اور پھر قرآن کہتا ہے ﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ [النساء، ٤/٥٨] جب یہ حکومت کی مسند پر بیٹھ جائیں تو نظام عدل اور انصاف کے ساتھ چلائیں۔ ایمان سے کہیے، ان لوگوں کے اندر وہ اہلیت ہے جو آئین نے بتائی؟ کیا یہ لوگ نظامِ حکومت عدل و انصاف سے چلا رہے ہیں جو قرآن نے کہا اور جو آئین پاکستان نے کہا؟ نہیں، آئین کے آرٹیکل 63 کے سیکشن 1 کی کلاز o ہے:

> he or his spouse or any of his dependents has defaulted in payment of government dues and utility expenses, including telephone, electricity, gas and water charges in excess of ten thousand rupees, for over six months, at the time of filing his nomination papers.

وہ شخص یا اس کی بیوی یا بیوی ہے تو اس کا شوہر یا اس کے بچے اور اس کے dependents ان میں سے کسی شخص نے بھی اگر پانی، بجلی، گیس یا ٹیلی فون کے بل ادا نہ کیے ہوں اور وہ چھ ماہ تک دس ہزار روپے تک کا ڈیفالٹر رہے تو وہ رکن اسمبلی نہیں بن سکتا۔ میں پوری قوم کی طرف سے فقط آئین کی عمل داری کا مطالبہ کر رہا ہوں، آئین کہتا ہے کہ بجلی چور، پانی، سوئی گیس اور ٹیلی فون کے بل کا نادہندہ، ڈیفالٹر شخص ممبر پارلیمنٹ نہیں بن سکتا اور یہاں ایسے لوگ ہیں جن کے چار چار بار ڈیفالٹر ہونے کی وجہ سے بجلی کٹ چکی، لائن مین ان کے گھر بجلی کا بل لینے کے لئے نہیں جاسکتا اور کوئی قانون ان کا گریبان پکڑ نہیں سکتا اور پھر یہ ٹیکس چور ہیں؛ ستر فیصد کے قریب پارلیمنٹ کے ممبران اور اسمبلیز کے ممبران ایسے ہیں جو ٹیکس دینا تو درکنار انہوں نے ٹیکس ریٹرن تک داخل نہیں کی۔ ٹیکس کا آرڈیننس کہتا ہے کہ جس شخص کی سالانہ انکم پانچ لاکھ روپے ہو یعنی ماہانہ 41 ہزار روپے اس پر ٹیکس واجب ہے اور جس پر ٹیکس واجب ہے، اس کے لئے واجب ہے کہ وہ ٹیکس ریٹرن داخل کرے اور اپنے sources of income بیان کرے۔ اور جو شخص اپنے sources of income disclose نہ کرے ٹیکس آرڈیننس آف پاکستان کے تحت اس کے لیے دو یا تین سال سزائے قید ہے اور جرمانہ ہے۔

۹۔ ارکانِ اسمبلی اور آئین کی پامالی

جس شخص کو 3 سال کے لئے جیل میں ہونا تھا وہ 5 سال کے لیے پارلیمنٹ میں بیٹھا ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 63 سیکشن 1 کلاز n بھی سن لیجئے! میں نے جب کہا کہ law breakers can not be law makers یعنی قانون توڑنے والے قانون ساز نہیں بن سکتے، انہیں جیل میں ہونا چاہیے تو یہ مطالبات میں نے خود سے نہیں گھڑے۔ یہ آرٹیکلز تو آج تک آئین پاکستان کا حصہ ہے۔ اگر آپ بات کرتے ہیں کہ آئین کے خلاف کوئی بات نہیں ہوگی تو کیا یہ آئین میں لکھا ہوا نہیں ہے؟ جواب دو۔ آئین کہتا ہے کوئی ایسا شخص ممبر پارلیمنٹ نہیں ہوسکتا یعنی آئین کے آرٹیکل 63 کے سیکشن 1 کی کلاز n

کے مطابق:

he has obtained a loan for an amount of two million rupees or more, from any bank, financial institution, cooperative society or cooperative body in his own name or in the name of his spouse or any of his dependents, which remains unpaid for more than one year from the due date, or has got such loan written off;

ہر وہ شخص جس نے پاکستان کے کسی بھی بینک، مالیاتی ادارے، کوآپریٹو سوسائٹی یا باڈی سے 20 لاکھ یا اس سے زائد کا قرض اپنے نام پر، اپنی بیوی یا شوہر کے نام پر یا کسی بھی نام پر لیا ہو اور وہ ایک سال تک ڈیفالٹر رہا ہو۔ صرف ایک سال تک! یہاں تو لوگ پچیس پچیس سال سے ڈیفالٹر بیٹھے ہیں۔ آئین کہتا ہے کہ ایک سال ڈیفالٹر رہا ہو یا 20 لاکھ کا قرض لے کر اس کو معاف کروا لیا ہو تو ایسا شخص آئین پاکستان کی رو سے پارلیمنٹ کا رکن نہیں ہوسکتا۔

عوام میں سے کوئی شخص جو غریب ہے، چھوٹا دوکاندار ہے، چھوٹا تاجر ہے، چھوٹا کسان ہے، مزدور ہے، محنت کش ہے، بچے کو تعلیم دلانا چاہتا ہے، روزگار چاہتا ہے، بے سہارا شخص جس کے پاس رشوت اور طاقت نہیں، وہ بینکوں اور مالیاتی اداروں سے پانچ دس لاکھ قرض لینے جائے یا بیس لاکھ قرض لینے جائیں، انہیں کوئی نہیں دیتا ہے، یہ قرضے ایم این ایز کو، ایم پی ایز کو، سینیٹرز کو، وزیروں کو، امیروں کو، کبیروں کو، اُن کے خاندانوں کو ملتے ہیں اور وہ تو بیس لاکھ نہیں بلکہ بیس بیس ارب کھا گئے۔

اُنہی کو قرضے ملتے ہیں اور ان سے ایک پائی وصول کرنے کی کسی کو جرأت نہیں، حکومت چونکہ ان کی ہے۔ تو کیا قوم کے سارے خزانے قائداعظم نے ان لٹیروں کے لیے بنائے تھے؟ کیا ریاست اور اس کے وسائل لٹیروں کے لئے تھے یا اٹھارہ کروڑ غریب عوام کے لئے تھے؟ جو حق غریبوں کو نہیں ملتا وہ حق ان لٹیروں کو بھی نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا ہم

ایسا الیکشن چاہتے ہیں جس میں کسی کے امیدوار بن کے الیکشن میں اترنے سے پہلے ان تمام چیزوں کی قانونی طور پر چھان بین ہوچکی ہو تا کہ چور، ڈاکو، لٹیرے، کرپٹ اور بد عنوان پہلے سے کک آؤٹ کر دیے جائیں اور انتخاب کے میدان میں مقابلہ صرف ان لوگوں کے درمیان ہو جنہیں آئین پاکستان اہل قرار دیتا ہے۔ نا اہل چھلنی سے گزار کر نکال دیے جائیں اور اچھے لوگ رہیں تا کہ قوم اچھوں میں سے جسے چاہیں اس کا انتخاب کرے۔ ہم بدمعاشوں اور شریفوں کا مقابلہ نہیں چاہتے، ہم طاقتوروں غریبوں کا مقابلہ نہیں چاہتے، ہم لٹیروں اور محکوموں کا، مظلوموں کا مقابلہ نہیں چاہتے۔ اس سے کبھی جمہوریت نہیں آ سکتی بلکہ یہاں ڈیموکریسی کے لئے Levelled Playfield (ہموار میدان) چاہیے۔

۱۰۔عوام کے حقوق سے حکمرانوں کی بے اعتنائی

امن پاکستان کے غیور شہریوں اور غریبوں کی ضرورت ہے، ان حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں کی نہیں۔ ان کے پاس تو بے تحاشا پولیس اور ایلیٹ فورسز ہوتی ہیں۔ انصاف عوام کی ضرورت ہے، حکمرانوں کو انصاف کی کوئی محتاجی نہیں، انصاف ان کے گھر کی لونڈی ہے۔ ترقی عوام کی ضرورت ہے، حکمرانوں کی نہیں، حکمران پہلے سے ہی ترقی یافتہ ہیں۔ آئین عوام کی ضرورت ہے، قانون عوام کی ضرورت ہے، روزگار عوام کی ضرورت ہے بجلی، پانی، گیس عوام کی ضرورت ہے، علاج معالجہ عوام کی ضرورت ہے، حکمرانوں کو تو ان میں سے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ پس یہ کیوں باہر نکلیں گے؟ جب عوام باہر نکلیں گے تو یہ کہیں گے کہ یہ جمہوریت کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ ان کی جمہوریت نام ہی لُوٹ مار ہے، اِن کی ضرورت جرائم کو بڑھانا ہے، اِن کی ضرورت قتل و غارت گری کو بڑھانا ہے۔ عوام کی ضرورت جمہوریت اور برابری ہے مگر سیاسی لیڈروں کی ضرورت بادشاہت اور برتری ہے۔ عوام کی ضرورت تعلیم ہے اور حکمرانوں کی ضرورت انہیں تعلیم سے محروم اور جاہل رکھنا ہے۔ عوام کی ضرورت روزگار ہے، حکمرانوں کی ضرورت انہیں روزگار سے محروم

رکھنا ہے۔عوام کی ضرورت گھر ہے حکمرانوں کی ضرورت انہیں بے گھر اور محتاج رکھنا ہے۔ عوام کی ضرورت روٹی کا نوالہ ہے، حکمرانوں کی ضرورت انہیں بھوکا پیاسا رکھنا ہے۔عوام کی ضرورت خوشحالی ہے، حکمرانوں کی ضرورت ان کی بدحالی ہے۔

عوام کی ضرورت ہے کہ وہ طاقتور ہوں، حکمرانوں کی ضرورت ہے کہ وہ بالکل کمزور اور مایوس ہوں، وہ جاہل رہیں، محروم رہیں، پسماندہ رہیں، تعلیم یافتہ نہ ہوں، عوام کے بچوں کو روزگار نہ ملے، عوام خوشحال نہ ہوں۔ دونوں کی ضرورتوں کا یہ فرق کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر عوام کو یہ ضروریات مہیا ہوگئیں تو عوام کے گھرانے آزاد ہوجائیں گے۔ وہ جاگیرداروں کے دست نگر نہیں رہیں گے ، وہ ان کے غلام نہیں رہیں گے۔ پھر ان کے اندر حکمرانوں کے خلاف ووٹ دینے کی جرأت آجائے گی اور وہ عوام کو یہ جرأت نہیں دینا چاہتے، وہ انہیں یہ شعور نہیں دینا چاہتے، وہ انہیں یہ طاقت نہیں دینا چاہتے، وہ انہیں اختیار اور حقوق نہیں دینا چاہتے، وہ عوام کو روزگار دے کر انہیں اپنی غلامی سے آزاد نہیں کروانا چاہتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے جُھرلو انتخاب کے ذریعے عوام کمزور رہیں اور وہ بار بار جیت کر اس پارلیمنٹ میں آتے رہیں۔ یہ فرق ہے عوام کی ضرورتوں کا اور سیاسی لیڈروں کی ضرورتوں کا۔

۱۱۔ سازشی اور بد دیانت امیدواروں کی کامیابی سے کبھی تبدیلی نہیں آئے گی

ہمیشہ طعنہ دیا جاتا تھا کہ ہمیں کام نہیں کرنے دیا گیا۔ پانچ سال تک افواجِ پاکستان نے تم سے پوچھا نہیں، پانچ سال تک عدلیہ نے تمہارے کام میں رکاوٹ نہیں ڈالی، پورے پانچ سال کا وقت تھا، تم نے ٹرم پوری کی، جھوٹا مینڈیٹ مکمل ہوا، تم ڈیلیور نہ کر سکے۔ اب نئے الیکشن کے ذریعے پھر بددیانت لوگوں کو دوبارہ جھرلو الیکشن کی صورت میں منتخب کروا کے اسمبلیوں پر قبضہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ اس لئے اب ساری قوم نکل

آئی کہ جو ہو چکا سو ہو چکا، اب دیانت دار لوگ آئیں گے، بد دیانت کو نہیں آنے دیا جائے گا۔ پاکستان کے محبّ وطن بھائیو اور بہنو! یہ وقت now or never کا ہے یہ انقلاب اس مارچ کے نتیجے میں آئے گا اور اگر آپ کے ارادے کمزور پڑ گئے قوم کے ارادے کمزور پڑ گئے تو انقلاب کبھی نہیں آئے گا۔ ان شاء اللہ تبدیلی اس مارچ کے نتیجے میں آئے گی اور اگر ملک دشمن، آئین دشمن، قانون دشمن، جمہوریت دشمن اور انصاف دشمن عناصر اور سازشی و بد دیانت امیدوار کامیاب ہوگئے تو اس ملک میں کبھی تبدیلی نہیں آئے گی۔

اس ملک میں مخلص لوگ بھی ہیں جو صحیح طور پر تبدیلی کے خواہاں ہیں، جو ملک میں مخلصانہ طور پر تبدیلی چاہتے ہیں، مگر بتانا یہ چاہتا ہوں کہ واللہ اگر الیکشن پرانے سامراجی، استحصالی اور بدعنوانی کے نظام کے تحت ہوگئے اور اس جد و جہد کے نتیجے میں وہ انقلاب نہ آیا جو الیکشن کو آئین کے تابع کردے، وہ انقلاب جو الیکشن کو قانون کے تابع کردے، وہ انقلاب جو الیکشن کو حقیقی جمہوری اصولوں کے تابع کردے اور وہ انتخاب جو الیکشن کو شفافیت دے دے۔ اگر الیکشن سے پہلے یہ تبدیلی نہ آئی اور الیکشن اسی ڈھب پر ہوگئے تو دنیا کی کوئی طاقت ان بدمست ہاتھیوں کو ایوانوں میں آنے سے روک نہیں سکتی اور جو بات میں آج کہہ رہا ہوں، کچھ لوگ جو اس میں شریک نہیں، وہ الیکشن کے بعد پریس کانفرنس کر کے یہی رونا روئیں گے، وہ کہیں گے کہ دھاندلی ہوگئی، دنیا دیکھ رہی ہے کہ کوئی الیکشن بغیر دھاندلی کے نہیں ہوا۔ لہٰذا تبدیلی کا، انقلاب کا، اصلاحات کا، دھاندلی کو روکنے کا، شفافیت لانے کا، Tranceparency کا، accountability کا اور امیدواروں کی اہلیت eligibility کے تعین کا وقت الیکشن سے پہلے آج ہے کل نہیں رہے گا۔

یہ مارچ فقط میری تحریک کا نہیں یہ پوری قوم کا مارچ ہے، اٹھارہ کروڑ عوام کا مارچ ہے اور تبدیلی چاہنے والوں کا فریضہ ہے۔ وہ غفلت کے مرتکب نہ ہوں۔

حاضرینِ محترم!

We don't want lawbreakers to become lawmakers. This is a very significant point for everyone, not only for Pakistani nation but for all international community. We don't want lawbreakers to become lawmakers.

یعنی اب اس ملک میں قانون توڑنے والے قانون بنانے والے نہیں ہو سکتے، قانون توڑنے والوں کی جگہ جیل ہوتی ہے اسمبلی نہیں ہوتی۔ جو قانون توڑے اسے جیل میں جانا چاہیے۔ اس ملک کے بدعنوانی پر مبنی نظامِ انتخاب میں جتنا سخت طاقتور قانون توڑنے والا ہے وہ اتنی طاقت کے ساتھ اسمبلی اور پارلیمنٹ میں آ کر بیٹھتا ہے۔ تو Lawbreakers after this march cannot be the lawmakers of the country. قانون شکن قانون ساز نہیں ہوں گے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ الیکشن ہونے دیں اور قوم نیا مینڈیٹ دے گی، منتخب ہو جائیں گے اور وہ مسائل حل کر دیں گے۔ نہیں، جنہوں نے اس قوم کے لئے مسائل پیدا کئے ہیں، ان سے مسائل حل کرنے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟ چوروں اور ڈاکوؤں کو گھر دے دیا جائے کہ ہمارے گھر کی حفاظت کرو، گھروں کی حفاظت ڈاکو نہیں کرتے۔ یہ لوگ جو اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں، اقتدار کے ایوانوں میں، کبھی دنیا میں کوئی ایسا ملک دیکھا؟ اور مجھے ایک ملک کا نام بتا دیں جہاں کسی کو سپریم کورٹ کرپشن کیسز میں مجرم Declare کر دے اور گرفتاری کا حکم دے دے اور وہ کہے کہ میں وزیراعظم ہوں۔ کیا دنیا کے کسی ملک میں کرپشن کیس کے ملزم وزیراعظم رہتے ہیں؟ دنیا کے کسی کیس میں عدالتوں سے سزا پانے والے ملزم مجرم Declare ہونے والے اس ملک کی کیبنٹ میں وزیر اور مشیر رہتے ہیں؟ اس پاکستان کا نظام ہی نرالا ہے، اس دھاندلی کو یہ جمہوریت کا نام دیتے ہیں۔ یہ لوگ قانون کی حکمرانی کو نہیں مانتے، یہ لوگ عدالتوں کے فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہیں، یہ لوگ عدالتوں پر حملہ کرنے والے ہیں، یہ لوگ جیالے ججوں کو بغیر میرٹ کے عدالتوں میں بٹھاتے ہیں۔

جس دن نئے مینڈیٹ کی صورت میں یہ مست بدعنوان ہاتھی دوبارہ طاقت میں آ ئیں گے تو خدا جانے کس کس ادارے کو پامال کر دیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ٹیکس چور اس پارلیمنٹ کے ممبر ہوں۔

۱۲۔ قانون شکن کو قانون سازی کا کوئی حق نہیں

یاد رکھیں، A lawbreaker cannot be a lawmaker. جو لوگ قانون توڑنے والے ہیں انہیں قانون دان، legislator اور ممبر پارلیمنٹ بننے کا کوئی حق نہیں۔ کیا اس عمل کا نام جمہوریت ہے؟ کیا یہ آ ئین ہے؟ کیا یہ قانون ہے کہ اٹھانوے یا ننانوے فیصد لوگوں کو کچھ نہ ملے اور سارا کچھ پاکستان کے ایک فیصد لوگوں کو ملے؟ کیا یہ جمہوریت ہے؟ یہ عدل و انصاف ہے؟ یہ قانون اور حکمرانی ہے؟ ظالمو! اس پارلیمنٹ کی سیٹوں پر براجمان ہونے والو! اور حکومت کے تخت پر بیٹھ کر تکبر اور غرور سے اکڑی ہوئی گردنیں رکھنے والو! اور لمبی لمبی زبانیں گالی گلوچ میں کھولنے والو! مجھے بتاؤ جس سوسائٹی کے ایک فیصد سارے وسائل پر قابض ہوں اور 99 فیصد محروم ترس رہے ہوں۔ کیا اس سوسائٹی کو انصاف کی سوسائٹی کہا جائے گا؟ کیا اس کو نظام کہتے ہیں؟ کیا اس کو جمہوریت کہتے ہیں؟ میں ملک کے غریب عوام سے پوچھتا ہوں کہ آپ کب تک اس پر خاموش رہو گے؟ کب تک آگ میں جلتے رہو گے؟ اٹھو! آپ کی زندگی اور حق کوئی آپ کی جھولی میں نہیں ڈالے گا۔ آپ کو بڑھ کر چھیننا ہوگا اور ہم پر امن طریقے سے، جمہوری طریقے سے، قانونی طریقے سے اور آئینی طریقے سے اپنا حق لیں گے۔

میں آپ کے لئے آیا ہوں، غریبوں کے لئے آیا ہوں۔ اپنے ملک پاکستان کے لئے آیا ہوں، ارضِ وطن کے لئے آیا ہوں۔ آپ کی خوشیوں کے لئے، آپ کی زندگیوں کے لئے، آپ کی خوشحالی کے لئے، آپ کو حق دلانے کے لئے آیا ہوں۔

خدا کی قسم! یہ موقع آپ نے ضائع کردیا تو لٹیرے بدل بدل کر اقتدار میں

آئیں گے پھر آپ کو کوئی طاہر القادری نصیب نہیں ہوگا اور میں بھی زمین پر رہنے کی بجائے قبر میں جانے کو ترجیح دوں گا۔ میں قبر میں چلے جانے کو ترجیح دوں گا۔ ظالموں کے پاس گولی ہے، میرے پاس سینہ ہے۔ ان کے پاس تلوار ہے، میرے پاس گردن ہے۔ ان کے پاس ظلم ہے، میرے پاس صبر ہے۔ ان کے پاس بربریت ہے، میرے پاس اخلاص و صداقت ہے۔

قانون شکنوں کو پارلیمنٹ سے باہر کیوں رکھا جائے؟

جب میں نے یہ کہا کہ قانون توڑنے والے کبھی قانون بنانے والے نہیں ہوسکتے اس کی دلیل سن لیجئے؛ ابھی کل کی بات ہے آپ کو یاد ہوگا کہ 91 ممبرانِ قومی اور صوبائی اسمبلیز کی ممبر شپ سپریم کورٹ آف پاکستان نے جھوٹی اور جعلی ڈگری پیش کرنے کی بد دیانتی اور خیانت کی بنا پر ختم کی ہے۔

مگر تین مہینوں کے اندر وہ جعلی ڈگری والے بد دیانت لوگ پلٹ کر پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کو تم عوام کا مینڈیٹ کہتے ہو؟ آپ کہتے ہیں کہ چلو اس وقت بی اے کی شرط ہم نے ammendment کر کے ختم کردی تھی اس لئے آ گئے، تو تمہاری ammendment نے بی اے کی شرط تو ختم کی لیکن کیا اس ایمنڈمنٹ سے اس نے جو جھوٹ بولا تھا، جو بد دیانتی کی تھی اور جعلی ڈگری داخل کر کے آئین پاکستان کے ساتھ جو دھوکا کیا تھا وہ بھی صاف ہوگیا؟ جھوٹا تو جھوٹا رہا، بد دیانت تو بد دیانت رہا، خائن تو خائن رہا، وہ پلٹ کر پھر آ گیا۔ چونکہ آپ کے پاس اکثریت ہے جو قانون آپ کی راہ میں رکاوٹ ہو آپ اسے ammend کرتے چلے جائیں اور جس قانون کی عوام کو ضرورت ہو اس کے لئے پروا نہ کریں۔

یہ نام نہاد پارلیمان اور اسمبلیاں غریبوں کی محافظ نہیں یہ ڈاکوؤں، چوروں، بدعنوانوں کے ٹولے کی محافظ ہیں۔ وہ لوگ جو اس حد تک قانون توڑنے والے اور آئین

کی رُو سے نا اہل ہیں اور بد دیانت اور خائن ہیں کیا ہمارا مطالبہ غلط ہے کہ ان کو اس پراسیس سے آئین کی شرائط پورا کرتے ہوئے دور کردیا جائے اور پارلیمنٹ کا راستہ صرف شریف، دیانت دار، اہل لوگوں کے لئے کھولا جائے؟ چور کو گھر کا رکھوالا نہیں بنایا جاسکتا۔ ڈاکہ زنی کرنے والے گھر کے رکھوالے نہیں ہوتے۔ ڈاکو جہاں بھی رکھوالا بنایا جائے گا وہ ڈاکہ ہی ڈالے گا۔

یہ سرکاری خزانوں پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔ یہ حکومتی وسائل اپنے خاندانوں میں تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان کا فارمولا ہے کہ مفاد کے لئے متحدہ ہو جاؤ۔ یہ سیاسی لیڈر وہ beneficiaries ہیں وہ looters ہیں جو مل کر حصے بانٹ رہے ہیں۔ ایک بکرا ہے اس بکرے کا بیس پچیس تیس کلو وزن ہے بس آپس میں تقسیم کر کے کھائے جا رہے ہیں، اس لئے متحد ہوگئے کہ پاکستان کو بکرا بنا دیا جائے اور ذبح بھی نہیں کرتے بغیر ذبح کے کاٹ کر حرام کھائے جا رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے: Eat and let eat یعنی کھاؤ اور کھانے دو۔

یہ علی بابا اور چالیس چور، دونوں طرف کے علی بابے اور چالیس چور، علی بابے اپنے چالیس چوروں کو کہتے ہیں کہ جس سے جو کچھ کھایا جا سکتا ہے کھائے اور دوسروں سے نہ پوچھے۔ ہم تم سے نہیں پوچھیں گے اور جو ہم کھا سکتے ہیں تم ہم سے نہ پوچھو۔ اس پر ان کا الائنس ہوا ہے۔ اس پر متحد ہیں جو جتنا کھا سکتا ہے کھاتا جائے۔ میں دو باتیں آج اسلام آباد کے جناح ایونیو پر پاکستان کی پارلیمنٹ کے سامنے اپنے ذاتی علم پر بتا رہا ہوں اور اس اطلاع میں کوئی تیسرا شخص شامل نہیں۔ پچھلے سال آسٹریلیا کے دورے پر تھا۔ وہاں کی ایک بڑی سیاسی شخصیت باب ہاک Bob Hawke (March 83 to Dec 91) جو تین مرتبہ مسلسل آسٹریلیا کے وزیراعظم رہ چکے، اب بھی زندہ ہیں اور پارلیمنٹ میں رُولنگ پارٹی کے سرکردہ لیڈر ہیں۔ وہ سڈنی، ملبرن میں مجھے ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھے خود بتایا۔ اب جس شخص کی بات ہے میں اس کا نام نہیں لونگا۔ اتنی امانت ہے۔ یہ میرا اپنا اخلاق ہے۔

باب ہاک زندہ ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ جب میں پرائم منسٹر تھا، میں پاکستان گیا ایک بہت بڑی انویسٹمنٹ کے لیے، آسٹریلیا پاکستانی عوام کی بہتری کے لئے اربوں ڈالر کی انویسٹمنٹ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا: میرے مذاکرات ہوئے، معاملہ طے ہوگیا۔ بعد میں فارغ ہوکر جب کھانے پر بیٹھے تو سرکردہ لوگوں میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: جو قیمت طے ہوئی اس میں 100 روپیہ آپ ہمارے پاکستان کے اکاؤنٹ میں دیں گے اور ہر 100 پر 30 روپیہ میرا کمیشن ہوگا۔ وہ آپ باہر دیں گے۔ میں آپ کو بینک اکاؤنٹ دے دوں گا؛ پیپر پر 100 لکھا جائے گا وصولی 130 کی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر پراجیکٹ ایک ارب کا تو اس سے ایک سوتیں ارب مانگے۔ اگر پراجیکٹ دس ارب کا ہو، تو 13 ارب مانگے۔ 10 ارب پاکستان کے اکاؤنٹ میں اور 3 ارب باہر میرے اکاؤنٹ میں۔ اس نے کہا اگر پراجیکٹ 100 ارب کا ہو یعنی ایک کھرب کا تو اس سے 13 کھرب مانگے۔ 3 کھرب ڈالرز ڈائریکٹ اس کے اکاؤنٹ میں جائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر 100 پر 30 روپے کمیشن مانگا، اس پر باب ہاک نے کہا کہ میں نے لعنت بھیجی اور کہا ایسے لوگوں کے ساتھ آسٹریلیا بزنس کرنے کو تیار نہیں۔ واپس چلا گیا اور اس نے مجھے کہا: پاکستان میں ترقی کی بڑی ability ہے، مگر اسے حکمران کرپشن کے ذریعے کھا گئے۔ اس سے کئی سال پہلے کی بات ہے؛ شاید 1980ء کے اواخر کی یا 1990ء کے شروع میں نیوزی لینڈ دورے پر تھا اور لارڈ میئر آف آکلینڈ نے میرے اعزاز میں عشائیہ رکھا، (اسی طرح ان کے بھی father تھے ڈیوڈ لانگی (David Lange July 84 to Aug 89)وہ دو بار نیوزی لینڈ کے پرائم منسٹر رہے تھے۔ وہ میرے عشائیہ میں آئے۔) میرے ساتھ ٹیبل پر بیٹھے تھے اب میں ڈائریکٹ اس کی زبان سے سنی ہوئی بات بتا رہا ہوں، ڈیوڈ لونگی پچھلے سال فوت ہوگیا، اس نے مجھے بتایا۔ پھر میں نام نہیں لونگا اتنا حصہ امانت کی وجہ سے بیان نہیں کروں گا۔ اس نے نام لے کر مجھے بتایا کہ

ہمارے نیوزی لینڈ کا سب سے بڑا state hold project ہے جس کی مالک ہماری نیوزی لینڈ کی گورنمنٹ اور ریاست ہے۔ اس ریاست میں تقریباً پچاس فیصد حصہ آپ کے ملک کے ایک وزیراعظم کا ہے۔ نیوزی لینڈ کے ریاست کے سب سے بڑے بزنس تک ہمارے لیڈر جا پہنچے۔ پچاس فیصد یا انچاس فیصد حصہ آپ کے لیڈروں کا، پھر باہر اکاؤنٹ بناتے ہیں اب آپ اندازہ کرلیں میں نے دو واقعات دیئے ہیں ایسے سینکڑوں واقعات ہیں۔ میں کیا کیا سناؤں۔

اگر یہ لوٹ مار پاکستان میں حکمران نہ کرتے تو پاکستان کے ہر بچے کے چہرے پر خوشی اور مسرت ہوتی۔ پاکستان کے ہر گھر میں خوشحالی ہوتی اور پاکستان ترقی کی منزلوں پر گامزن ہوتا۔

ہم لٹیروں کو پاکستان کے ایوانِ اقتدار میں نہیں دیکھنا چاہتے

ہم ان لوگوں کو پاکستان کے ایوانِ اقتدار میں نہیں دیکھنا چاہتے جو ملکی دولت لوٹ کر باہر جائیدادیں اور بینک بیلنس بناتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو سیاست اور اقتدار میں آنے کا حق نہیں دیتے جو الیکشن جیتنے کے لئے اپنے اقتدار کی وجہ سے اسلام آباد میں لاہور میں ہزارہا پلاٹ تحفے میں بانٹتے ہیں۔ سرکار کا خزانہ سرکار کی جائیداد اور اپنی وراثت سمجھ کر سیاسی رشوت کے طور پر پلاٹ بیچتے ہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ سپریم کورٹ میں یہ بات ثابت ہوئی کہ اس ملک میں پونے چار کروڑ کے قریب جعلی ووٹوں کا اندراج ہے؟ جو لوگ اصغر خان کیس کے مطابق پیسے لے کر منتخب ہوتے رہے ہم ان کی جمہوریت کو نہیں مانتے۔ یہ نام نہاد سیاسی لیڈر اور نمائندے اصغر خان کیس میں پیسے کھانے والے، بین الاقوامی عدالتوں میں ملزم قرار دیئے جانے والے، یہ حج سکینڈل کے ملزم و مجرم، یہ سرکاری محکموں کو لے ڈوبنے والے، یہ وہ خائن اور بدعنوان لوگ جنہوں نے بجلی ملک سے غائب کردی اور رینٹل پاور سٹیشن کا مال

کھا گئے۔ وہ لیڈر جنہوں نے ملک سے گیس غائب کردی، وہ لیڈر جنہوں نے عوام سے صاف پانی چھین لیا، وہ لیڈر جب چاہتے ہیں چینی، چاول، کھاد، گندم غائب کر دیتے ہیں، جب چاہتے ہیں مہنگائی بڑھا دیتے ہیں، جب چاہتے ہیں جس طریقے سے لوٹ مار کرتے ہیں۔ وہ لیڈر جنہوں نے ریلوے کا محکمہ کھا لیا اور اس کی کمائی اپنی جیبوں میں لے گئے۔ جنہوں نے پی آئی اے کو خسارہ میں ڈال دیا۔ یہ کرپشن کے مرکزی کردار، پورے ملک میں کرپشن کا بازار گرم کرنے والے۔ اگر یہ رہے تو ملک سے کرپشن اور لوٹ مار کا خاتمہ نہیں ہوگا۔

جیسے میں نے کہا کہ lawbreakers can not be lawmakers اسی طرح یہ بھی کہتا ہوں

> **No representation without taxation** For the whole world, this is my message that we don't accept any representation without taxation. If these people have taxable wealth according to law, if they have taxable income according to the taxation law of Pakistan and they are not paying the tax and they are not filing tax return, they should be in jail and should not be allowed to come into power and sit in seats of parliament. And we say no representation without constitutional qualification.

تو ٹیکس چور، خیانت کار، چالاک، عیار، ہیرا پھیری سے مینڈیٹ لے کر آنے والے جن کی مہارت ہے menouvering کرنا ان کا راستہ بند ہونا چاہیے۔(They should not be allowed back into power.) اگر یہ دوبارہ آ گئے تو اگلے پانچ سال کے بعد قائداعظم کا پاکستان نہیں بچے گا اور ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

یہ اس ملک کو توڑ دیں گے، بلوچستان کو ٹوٹنے کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، کراچی کو ٹوٹنے کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، خیبر پختونخواہ میں قتل و غارت گری ہے اسے ٹوٹنے کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ہم پاکستان کے خلاف ان کی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں

گے۔ لوگو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ (**why we want electrol reform before election**) الیکشن سے پہلے اصلاحات کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ آپ کی سادگی، عوام کی سادگی They are simple people, very simple, illiterate; they have no awareness about national issues. There is no manifesto of the parties; particularly 80 percent of the voter who cast there vote belong to the rural areas. میں آپ کو analysis دے رہا ہوں۔ یہاں چالیس فیصد کے قریب ووٹ کاسٹ ہوتے ہیں۔ Vote casting percentage is only 35 percent or 40 percent, so 60 to 65 percent have already rejected this electoral system and are no more interested to participate in this election. They don't cast their vote. because they do not trust this election اب جو چالیس فیصد رہ گئے ان میں سے بھی اسی فیصد دیہاتوں میں رہتے ہیں۔

ذرا غور کرو! کیا دیہاتوں میں رہنے والا کوئی مزارع یا ہاری اپنے بڑے زمیندار جاگیردار کی مرضی کے خلاف ووٹ ڈال سکتا ہے؟ کیا کوئی محنت کش مزدور غریب اپنے سرمایہ دار کے خلاف ووٹ ڈال سکتا ہے؟ کیا کوئی کمزور اس ملک میں طاقتور کے خلاف ووٹ ڈال سکتا ہے؟ کیا کوئی شریف بدمعاش اور غنڈے کے خلاف ووٹ ڈال سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تھانہ، کچہری، پٹواری، تحصیلدار، ایڈمنسٹریشن، سی سی پی او یہ سارا عملہ ایم این ایز اور ایم پی ایز نے اپنی مرضی سے اپوائنٹ کروایا ہوا ہے۔ پٹواری تک چیف منسٹر سے اپنی مرضی کا لگواتے ہیں، تھانے کا ایس ایچ او مرضی کا لگواتے ہیں، ڈی ایس پی، ایس پی، ڈی سی او ان کی مرضی کے لگتے ہیں۔ یہ جس پر چاہے جھوٹا مقدمہ کروا لیں، جس کا چاہے بچہ پکڑ کر لے جائیں، جس کو چاہے جیل میں بند کر دیں۔

In this atmosphere of harassment, is there any chance of any kind of free and fair election in this country? There is no free

and fair election here and we want just free election; we want fair election; we want this election absolutely free of corrupt practices.

یہ لوگ میرے مطالبات کو اصل موضوع سے ہٹا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

ہر روز چور مچائے شور کی طرح یہ سیاسی کرپٹ لوگ شور مچاتے ہیں. جمہوریت کو ڈی ریل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ڈی ریل کی رٹ لگانے والو! جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کی بات کس نے کی ہے، میں جمہوریت کو ڈی ریل نہیں کرتا جمہوریت کو صحیح ٹریک پر چڑھانا چاہتا ہوں۔ یہ ہر روز کہتے ہیں الیکشن ملتوی نہیں ہونے دیں گے، کون ملتوی کرنے کی بات کر رہا ہے؟ میں نے تو ایک دن نہیں کی۔ میں الیکشن کو نوے دنوں کے اندر کروانا چاہتا ہوں۔ پھر بات دہرا رہا ہوں کہ الیکشن کو within 90 days چاہتا ہوں، لیکن الیکشن کے نظام یا آئین اور قانون کے مطابق اصلاحات چاہتا ہوں۔ within 90 days اور یہ ساری اصلاحات صرف 30 دنوں میں مکمل ہوسکتی ہیں

We need only thirty days to enforce the electoral reforms not more than that. We need political will, we need sincerity, we need ability, we need courage, we need vision and commitment to the cause of constitution. We need sincerity to the law of land and we need loyalty to principle of democracy; then everything is easily possible to accomplish in 90 days.

یہ جھوٹ بولنے والے لوگ اپنی چوری چھپانے کے لئے شور مچا رہے ہیں۔عوام کی غربت حرام خوری سے امیر بننے والوں کی امارت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔عوام کی کمزوری سفید ہاتھیوں کی طرح ان طاقتوروں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔عوام کی مفلسی اور بے بسی ان کی فرعونیت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔عوام کی نا خواندگی، لاعلمی ان کی کرپشن کے گروہ اور مہارت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ان کے پاس ہزار فریب ہیں۔

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے

عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم

غریب عوام کیا کریں؟ ان لٹیروں کے پاس بدکاری اور الیکشن جیتنے کے ہزاروں کرپٹ دھندے ہیں، غریب عوام نہتے، سادہ، مجبور، بے بس، لاچار ہیں this is not democracy اس لئے یہ لوگ Electroral Reforms سے ڈرتے ہیں۔ تم سازش کر رہے ہو۔ اب تمہاری سازش کے بتوں کو توڑنے کا وقت آ گیا ہے، ہم تبدیلی چاہتے ہیں۔ اس ملک میں پر امن جمہوری انقلاب چاہتے ہیں۔ peaceful democratic revolution through a constitutional package of reforms. اس کے لیے قانونی نظام کو restructure کرنا ہو گا۔ ہم عدالتوں کے فیصلوں کا نفاذ چاہتے ہیں اور آئین کا وہ معنیٰ چاہتے ہیں اور وہ معنیٰ مانتے ہیں جو سیاسی لیڈر نہیں کہتے؛ سیاسی لیڈر تو آئین کو گھماتے پھراتے ہیں؛ ہم آئین کے اس معنیٰ کو مانتے ہیں جس کی تشریح پاکستان کی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کرتی ہیں، بس اس معنیٰ کو مانتے ہیں۔ آئین کی تشریح کرنے کا حق اعلیٰ عدلیہ کو ہے اور آئین کی تشریح کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے فیصلوں پر ہم اس ملک کے نظام کی دیواریں کھڑی کرنا چاہتے ہیں تا کہ چور اور ڈاکو دیواریں پھلانگ کر اندر نہ آ سکیں۔

لوگو! اگر امن کے ساتھ تبدیلی کا موقع چلا گیا، حکمرانو! خونخوار سیاستدانو! اگر امن کے ساتھ تبدیلی کے لیے موقع نہ دیا گیا تو پھر تبدیلی کوئی اور رنگ اختیار کر لے گی جو ملک اور قوم کے لیے اچھا نہیں ہو گا۔

No more status quo; we want change. There is no room for this corrupt status quo; it has to go and it will go. And at the same time I would say builders and protectors of status quo they should also go. And we want honesty, we want transparency, we want good governance, we want accountability, we want true democracy, we want rule of law, we want enforcement of constitution in its true letter and spirit and we want honest and

eligible people to be elected in Pakistan and they should rule over country and provide the true human rights to the people of Pakistan.

کیا اس کو سیاست اور حکومت کہتے ہیں کہ بلوچستان میں سوا سو کے قریب لاشیں چار دن تک پڑی رہیں۔ نہ کوئی صوبائی حکومت سامنے آئی، نہ وفاقی حکومت، اتنی بڑی قیامت اور تمہیں ہوش تک نہیں آیا! شرم سے ڈوب مرنے کی بات ہے۔ حکومت ڈس فنکشنل ہو چکی ہے۔ عدالتِ عظمٰی نے ڈکلیئر کر دیا کہ بلوچستان کی provincial گورنمنٹ کے پاس کوئی constitutional authority exist کرنے کی نہیں رہی۔ پورے ملک میں حکومت نام کی کوئی شے نہیں۔

اس کے برعکس زمین پر صرف بد امنی، تباہی، غارت گری، دھاندلی، دہشت گردی، مک مکا اور اندھیر نگری ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 3، نے شرط عائد کی ہے کہ (every kind of exploitation shall be eliminated from this country.) قائد اعظم کے پاکستان سے ہر قسم کا استحصال ختم کیا جائے گا۔ پچھلے پانچ سالوں میں آج کے دن تک ملک میں نرا استحصال ہی استحصال رہ گیا۔

پاکستان بناتے وقت پاکستان کے بانیان نے وعدہ کیا تھا کہ اس ملک سے ہر قسم کا استحصال ختم کیا جائے گا۔ حکومت استحصال ختم کرنے میں ناکام ہوگئی، social evils کو ختم کرنے میں ناکام ہوگئی، human rights protect کرنے میں ناکام ہوگئی، law and order maintain کرنے میں ناکام ہوگئی، terrorism کے خاتمے میں ناکام ہو گئی، عوام کو عدل و انصاف دینے میں ناکام ہوگئی، لوگوں کو بنیادی ضروریات فراہم کرنے میں ناکام ہوگئی، ملک کا نظام چلانے میں ناکام ہوگئی، عدالتوں کے فیصلے نافذ کرنے میں ناکام ہوگئی۔ اب کیا جواز ہے اس حکومت اور ان اسمبلیوں کے برقرار رہنے کا؟ ہم ہر غریب اور امیر کے لیے برابر انصاف مانگتے ہیں۔ ہم ہر مرد اور عورت کے لیے برابر انصاف مانگتے ہیں۔ ہم ہر مسلم اور غیر مسلم کے لیے برابر انصاف مانگتے ہیں۔ ہم

Non-Muslim Minorities کے لیے بھی برابر تحفظ (protection, equality of law)
اور ان کے لیے بھی justice مانگتے ہیں۔

And I don't say a word that they are minorities, this is just a legal sense, but I have to say and I accept they are no more minorities, they are equal citizens of Paksitan.

غیر مسلموں نے پاکستان بنانے میں اتنی قربانیاں دی ہیں جتنی مسلمانوں نے۔ برابری کی بنیاد پر تحفظ اور قانون کی حکمرانی مانگتے ہیں۔ ہم principles of policies جو constitution میں ہیں ان کی implementation مانگتے ہیں۔ آرٹیکل 40 تک آئین کے دوسرے chapters میں principles of policy ہیں، انہیں disfunctional بنا دیا گیا ہے، ہم انہیں functional دیکھنا چاہتے ہیں، اس میں عوام کی بھلائی کے سارے آرٹیکلز ہیں، وہ پورے کا پورا chapter فنکشنل نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ implement ہوں اور آئین پاکستان اسی chapter 2 میں کہتا ہے کہ لوگوں کی بھلائی کے لیے وہ سارے اقدامات جو Constitution of Pakistan کے principles of policy میں درج ہیں ان پر عمل کرنا ہوگا۔ اور پھر ہر سال حکومت نے towards their implementation جو پیش رفت کی اس کے بارے میں پریزیڈنٹ آف پاکستان ہر سال پارلیمنٹ میں رپورٹ دے گا اور صوبوں کے اندر گورنر صوبائی اسمبلی میں رپورٹ دے گا۔

مگر میں چیلنج سے کہہ رہا ہوں کہ پانچ سالوں میں ایک مرتبہ بھی پاکستان کے صدر نے اور چاروں صوبوں کے کسی گورنر نے پارلیمنٹ اور اسمبلی میں آکر اس کی ترقی کی رپورٹ دینا گوارا ہی نہیں کی ہے۔ یہ سب آئین پامال ہو رہا ہے اور عوام بدحال ہو رہے ہیں۔ ہم استحصال کا یہ راج اور سامراج کا یہ نظام ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۳۔ لانگ مارچ کے مطالبات

میں اپنا کیس سارا سمجھا چکا، foundations دے چکا۔ اب میں کہنا چاہتا ہوں to these fake rulers of this country, to the corrupt possessors of the power, now their game is over, they should go. تم نے بڑی حکمرانی کر لی، اب خدا کے لیے عوام کی جان چھوڑ دو۔ تم نے لوگوں کا بڑا خون چوس لیا، لوگوں کا خون چوس چوس کر سفید چہرے سرخ ہو گئے، اب عوام کے جسموں میں خون کا ایک قطرہ نہیں رہا، خدا کے لیے ان کے چوسے ہوئے خون سے بچے ہوئے جسموں کو چھوڑ دو۔ تم دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ کے ساتھ اس عوام کا بہت خون بہا چکے، اب خدا کے لیے عوام کی جان چھوڑ دو۔ تم بہت کرپشن کر چکے اب ان پر رحم کرو، پاکستان کے خزانے پاکستان کی ترقی پر خرچ ہونے دو۔ تم نے ملک کو تباہ کر دیا اب خدا کے لیے قائداعظم کی اس ریاست کو کامیاب ہونے دو۔ اس لیے میں نے کہا کہ جھوٹی کرپٹ سیاست کو نہیں قائداعظم کی ریاست کو بچانا ہو گا۔ کرپشن کی سیاست کو نہیں آئین پاکستان کی ریاست کو بچانا ہو گا۔ اب اس کے لیے چار ڈیمانڈز کا چارٹر دے رہا ہوں۔

Now I am proceeding towards the end of this speech and Islamabad declaration.

ہمارا مطالبہ وہی ہے جو ہم نے 23 دسمبر کو مینار پاکستان پر کیا تھا۔ ہمارے مطالبات میں پچھلے 3 ہفتوں میں نہ کوئی کمی آئی ہے نہ اضافہ۔ وہی مطالبات ہیں جو اول دن سے کہتے چلے آ رہے ہیں اور چوتھا مطالبہ ان تین مطالبوں کی صحیح عمل داری کے لیے بطور میکنزم ہے، لہٰذا کسی کو یہ مغالطہ نہ رہے کہ جوں جوں مارچ کے شرکاء بڑھتے جا رہے ہیں؛ ملینز کی تعداد میں عوام کا سمندر بڑھتا جا رہا ہے تو ہمارے مطالبات بڑھتے جا رہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں۔ میرے مطالبات پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کے مطالبات اور اس لانگ مارچ کے ملینز افراد، شرکاء کے مطالبات وہی تین ہیں جو پہلے دن سے تھے اور چوتھا

مطالبہ ان تین مطالبات کی implementation کے لئے میکنزم کا ہے، ہمارے کل مطالبات چار ہیں:

پہلا مطالبہ: انتخابی اصلاحات کا نفاذ

ہم الیکشن سے پہلے ہر صورت ہر صورت ہر صورت آئین اور قانون کے مطابق electoral reforms کا نفاذ چاہتے ہیں۔ ہم الیکشن سابقہ دھاندلی کے نظام کے تحت نہیں چاہتے، ہم الیکشنز آئینِ پاکستان کے تحت چاہتے ہیں، عوامی نمائندگی کے قانون کے تحت چاہتے ہیں، ہمارے .electoral reforms before elections کے مطالبے کی بنیاد تین چیزوں پر ہے:

نمبر 1: ہم electoral reforms آئینِ پاکستان کے تین آرٹیکلز کے تحت چاہتے ہیں، یہ صرف reforms نہیں ہیں بلکہ (this is just the implementation of the constitution of Paksitan) صرف آئین پاکستان کا نفاذ ہے۔ کوئی نئی amendment اور ترمیم درکار نہیں ہے۔ جو آئین میں لکھا ہے اس کا حقیقی عملی نفاذ چاہتے ہیں۔ .100% in letter and spirit آئین پاکستان کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت الیکشن چاہتے ہیں اور امیدواروں کو انتخابی سرگرمیاں شروع کرنے سے پہلے آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کی چھلنی میں سے گزرنا ہوگا۔ یہ تماشا نہیں ہوگا کہ nomination paper file کریں اور returning officer مخالف امیدواروں کو کہے کہ جس کو اعتراض کرنا ہے آ کے کر دے اور دو گھنٹوں میں معاملہ صاف ہو جائے۔ نہیں، الیکشن کے کم و بیش 90 دن ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ان 90 دنوں میں 30 دن کے دوران الیکشن کمیشن Paper کی چھان بین کرے، آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت، جو qualify کریں انہیں اجازت دی جائے، جو qualify نہ کریں ان کو الیکشن کے پراسیس سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ اب اس کی implementation details ہیں، جب کوئی بات کرے گا ہمارے ساتھ تو پھر details میں ٹیبل پر بیٹھ کر دوں گا۔ میرا کیریئر بطور وکیل شروع ہوا تھا، میں lawyer تھا،

میں نے ڈسٹرکٹ کورٹ میں پریکٹس کی ہے اور پھر ساری زندگی قانون کے استاد کے طور پر پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں لیکچرر آف لاء سے لے کے پروفیسر آف لاء تک میں نے قانون پڑھایا ہے اور ہزار ہا قانون دان اور lawyers میرے شاگرد ہیں جو 16 سال میرے پاس پڑھ کر گئے اور آپ کے ملک کی عدلیہ میں بیٹھے ہوئے بے شمار جج میرے شاگرد ہیں جو مجھ سے پڑھ کر جج بنے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کم تعلیم یافتہ کرپٹ سیاسی لیڈروں میں جرأت نہیں کہ میرے سامنے آ کر بات کریں۔ انہیں آئین پاکستان پڑھنا نہیں آتا، سمجھنا کب آئے گا۔ آئین پر بحث کرنی کب آئے گی۔ میری زندگی اس قوم کو آئین پڑھاتے ہوئے گزری۔ میں صرف اسلامک لاء کا پروفیسر نہیں رہا بلکہ میں نے (Constiution of Pakistan) پاکستان کا آئین پڑھایا ہے، میں نے American Constitution پڑھایا ہے، پوچھئے میرے شاگردوں سے، میں نے British Constitutional Law پڑھایا ہے۔ میں نے English Jurisprudence پڑھائی ہے۔ میں نے International Law پڑھایا ہے۔ آپ کا مقابلہ کسی مولوی سے نہیں ہے، ایک قانون دان کے ساتھ ہے۔

میں اس قوم کے قانون دانوں کا استاد رہا ہوں اور صرف یہاں نہیں بلکہ میں نے West، امریکہ، انگلینڈ اور یورپ کی یونیورسٹیوں میں لیکچرز دیئے ہیں۔ عمر بھر میں نے ان کو democracy پڑھائی ہے، میں نے لاء پڑھایا ہے، میں نے Washington D.C. کے Brooking Institute کو لیکچر دیئے۔ میں نے United States Institute of Peace کو لیکچرز دیئے۔ میں نے Chicago میں لاء پر لیکچرز دیئے، میں نے لندن یونیورسٹی، افریقہ کی یونیورسٹیز، یورپ کی یونیورسٹیز میں لیکچرز دیئے، آسٹریلیا کی پارلیمنٹ کو address کیا، نیوزی لینڈ میں، شرق سے غرب تک میں نے آئین، قانون، جمہوریت اور امن کا چہرہ لوگوں کو دکھایا اور اسلام پر لگنے والے دھبے سے اسلام کا چہرہ صاف کیا ہے۔

You are not confronting a Mulla or Molvi, you are confronting at this time a Professor of Law,Professor of Internatioanl

Affairs.

یہ کسی نے مجھے تیار کر کے نہیں دیئے، یہ میری اپنی study اور research ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ

Elections should take place according to the constitution of Pakistan, Article 62 and 63, and we do not allow any body to participate in the process of election, unless, as a pre-clearence process, he is declared to be elligible by the constitution of Pakistan.

ہم 62 اور 63 اور 218 کے تحت الیکشنز کا مطالبہ کرتے ہیں اور آئین کے ان تین آرٹیکلز کے تحت electoral process کو صاف ستھرا بنانا چاہتے ہیں، آرٹیکل 62، 63، اور تیسرا آرٹیکل 218، اس کے سیکشن 3 میں ہے:

It shall be the duty of the Election Commission to organise and conduct the election and to make such arrangements as are necessary to ensure that the election is conducted

پانچ لفظ آگے سنیے:

election is conducted HONESTLY, JUSTLY, FAIRLY, AND IN ACCORADANCE WITH LAW, AND THAT ALL CORRUPT PRACTICES ARE GUARDED AGAINST.

آئین کا آرٹیکل 218 کہتا ہے کہ الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہرصورت ایسے arrangements کرے اور اس کی ضمانت مہیا کرے کہ الیکشنز ایمانداری سے ہوں گے، honestly اور justly ہوں گے صاف اور شفاف طریقے سے ہوں گے، fairly اور سو فیصد جائز طریقے سے ہوں گے اور سو فیصد قانون کے مطابق ہوں گے اور سو فیصد کرپشن، دھن، دھونس، دھاندلی سے پاک ہوں گے۔ کیا پاکستان کے الیکشن اس طریقے سے ہوتے ہیں؟ نہیں ہوتے۔ ہم آئین پاکستان کے آرٹیکل 63 ,62 اور 218 آرٹیکل کا

مکمل نفاذ چاہتے ہیں اور اسی کے ساتھ عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

آئین نے کہا کہ الیکشن میں کوئی کرپٹ پریکٹس نہیں ہونی چاہیے۔ دھاندلی، بد عنوانی اور ناجائز دخل اندازی کا کوئی معاملہ نہیں ہونا چاہیے۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں بنا تھا اور آج تک عوامی نمائندگی ایکٹ وہی ہے، جس کے تحت ہر موقع پر الیکشن ہوتے ہیں۔ عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے سیکشن 77 سے لے کے سیکشن 82 تک، 6 سیکشنز یہ وضاحت کرتے ہیں کہ انتخابی عمل میں کرپٹ پریکٹسز کیا کیا ہیں۔ اب تفصیل کی ضرورت نہیں، ہم انتخابات کو عوامی نمائندگی ایکٹ کے سیکشن 77 سے سیکشن 81 کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ اس ایکٹ کے سیکشن 82 میں سزا درج ہے کہ جو امیدوار یا اس کا نمائندہ یا ایجنٹ یا اس کی پارٹی ان کرپٹ پریکٹسز میں سے کسی کا ارتکاب کرے تو اس کو 3 سال کی سزائے قید there and then دے دی جائے گی۔ اور جب سزائے قید ہوگی الیکشن سے disqualify ہو جائے گا۔ ساٹھ سال میں کسی الیکشن کمیشن نے ان کرپٹ پریکٹسز کے ارتکاب پر کسی ایک امیدوار کو disqualify کر کے جیل بھیجا؟ تو ان انتخابات کو کس طرح مانا جائے، ان جھرلو کرپٹ الیکشنز کو کیسے عوامی مینڈیٹ مانا جائے، یہ جھرلو الیکشن آئین کے خلاف ہیں، قانون کے خلاف ہیں، جمہوریت کے خلاف ہیں۔

Now ther is no more space for these corrupt practices in our electoral process. We want true, pure and honest democracy to be placed in our country.

یہ تین چیزیں آپ کے سامنے آ گئیں؟ یہ پہلی ڈیمانڈ کے اجزاء دے رہا ہوں۔ اس کے بعد اس پہلی ڈیمانڈ کا چوتھا اصول؛ اس پورے پیکج کی تشریح سپریم کورٹ آف پاکستان نے 8 جون 2012 کو پہلے کر دی تھی۔ electoral reforms کا پورا ایجنڈا جو میں قوم کے سامنے آج رکھ رہا ہوں یہ 8 جون 2012 کو سپریم کورٹ آف پاکستان چیف جسٹس افتخار محمد چودھری صاحب اور ان کا بینچ یہ سارا انتخابی اصلاحات کا پیکج قوم کو دے

چکے ہیں جو آج تک حکومت پاکستان اور الیکشن کمیشن نافذ کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ پونے چار کروڑ جعلی ووٹ کی نشاندہی ہوئی تھی، آج تک ان کو خارج کر کے فائنل رپورٹ سپریم کورٹ میں submit نہیں کی جا سکی۔ کیسے یہ الیکشن قابل قبول ہوں گے؟

Constitution Petition No. 87 of 2011 جس کا فیصلہ جون 2012ء کو ہوا۔ یہ فیصلہ میں نے آپ کو quote کر دیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے 8 جون 2012 کی judgment میں جو کچھ لکھ دیا ہے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم سو فیصد یہی ہمارا مطالبہ ہے کہ سپریم کورٹ کی judgement کو نافذ کیا جائے۔ حکومت پاکستان اس میں رکاوٹ ہے اور الیکشن کمیشن نا اہل ہے۔ وہ اسے نافذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

میرا چارٹر آف ڈیمانڈ کا پہلا نکتہ مکمل ہوا۔ یہ electoral reforms ہیں۔ آئین کی آرٹیکل 62، 63 اور 218 کا نفاذ اور عوامی نمائندگی ایکٹ کے سیکشن 77 سے سیکشن 82 تک کا نفاذ اور سپریم کورٹ آف پاکستان کی 8 جون کی judgment کا in letter and spirit سو فیصد نفاذ۔ اگر سپریم کورٹ کی اس judgment کا نفاذ نہیں ہوگا تو الیکشن خلاف آئین ہوں گے، خلاف قانون ہوں گے اور خلافِ جمہوریت ہوں گے۔ میرا اعلان ہے کہ جمہوریت رہنی چاہیے، جمہوری عمل کا تسلسل رہنا چاہیے، سیاسی عمل کا تسلسل رہنا چاہیے، انتخابات ہونے چاہئیں، نوّے دن میں ہونے چاہئیں categorical کہہ رہا ہوں، مگر ان تین اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پہلے آئین کا نفاذ ہو، عوامی نمائندگی ایکٹ کا نفاذ ہو اور سپریم کورٹ کی judgment کا نفاذ ہو تب الیکشن کا نام جمہوری عمل اور سیاسی عمل ہوگا اس کے بغیر دوبارہ جھرلو پھیرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

دوسرا مطالبہ: الیکشن کمیشن آف پاکستان کی تشکیلِ نو

ہمارا دوسرا مطالبہ الیکشن کمیشن کی تشکیل نو ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو تحلیل کیا جائے اور از سر نو مکمل طور پر غیر سیاسی بنیادوں پر (totally on non-political

fully empowered, totally impartial and غیر جانبدارانہ (basis independent، طور پر اس کو دوبارہ تشکیل دیا جائے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں اس کی تحلیل کیوں کی جائے۔ آئین پاکستان کا آرٹیکل 218، سیکشن 3 میں الیکشن کمیشن کی یہ ذمہ داری ہے، کہ وہ اس طرح انتخابی نظام کو منظّم کرے اور انتخابات کو اس طرح منعقد کروائے اور ایسے انتظامات کرے (as are necessary to ensure) جو لازمی، ضروری اور واجب ہیں۔ اس بات کی ضمانت فراہم کرنے کے لیے کہ الیکشن (honestly) ایمانداری سے ہوں گے، انصاف سے ہوں گے، صاف اور شفاف ہوں گے، بہر صورت قانون عوامی نمائندگی ایکٹ کے مطابق ہوں گے اور بہر صورت all kinds of corruption and corrupt practices سے پاک ہوں گے۔

آئین کا آرٹیکل 218 کہتا ہے کہ ان انتخابات میں سیاست نہیں ہوگی شفافیت ہوگی۔ جانبداری نہیں ہوگی غیر جانبداری ہوگی، بد دیانتی نہیں ہوگی، کسی سیاسی جماعت کی طرف جھکاؤ نہیں ہوگا، غیر جانبدارانہ ایماندارانہ ہوں گے۔ اب اس کرپٹ لیڈر شپ نے پارلیمنٹ میں جعلی مینڈیٹ کی وجہ سے اپنی اکثریت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آئین کے اندر جھرلو پھیرا اور اٹھارویں ترمیم کے نام پر ایک نئی شق داخل کی۔ کیونکہ یہ کوئی ترمیم عوام کے لیے تو کرتے نہیں، کوئی ترمیم پاکستان کے لیے نہیں کرتے، کوئی ترمیم دہشتگردی کے خاتمے کے لیے نہیں کرتے، لاء بھی نہیں بناتے۔ کوئی ترمیم اور قانون سازی ملک کے لاء اینڈ آرڈر کے لیے نہیں کرتے۔ کوئی قانون سازی عوام کے حقوق کے لیے نہیں کرتے۔ یہ ترامیم کرتے ہیں تو صرف مک مکا کے لیے، اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے۔ اب یہ آرٹیکل 213 میں 2-A اور 2-B دو ترمیمیں داخل کیں۔

اب اس ترمیم کے ساتھ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جو موجودہ شکل ہے۔ اس کے مطابق الیکشن کمیشن اب پانچ ممبروں پر مشتمل ہے؛ چیف الیکشن کمشنر، ان کے بارے میں دو جملے سن لیں، کوئی شک نہیں (he is an honest person) وہ ایماندار شخص ہیں۔

میں appreciate کر رہا ہوں، دیانتدار شخص ہیں، غیر جانبدار ہیں، ان کی امانت پر، ان کی دیانت پر، ان کی غیر جانبداری پر شک نہیں ہے۔

مگر وہ کم و بیش 84 یا 86 سال کی عمر کے بزرگ ہیں، ضعیف العمر ہیں۔ یہ غنڈوں، دہشتگردوں کا الیکشن 86 سال کا عمر رسیدہ دیانتدار ایماندار آدمی جس کے اندر جسمانی طور پر وہ سکت اور طاقت نہیں ہوتی وہ ایسے الیکشن کو manage نہیں کر سکتا۔ اس عمر میں ان کے پاس جسمانی صلاحیت نہیں ہے اور پھر انہیں قیدی بنا کے رکھ دیا گیا ہے۔ ایک آدمی (چیف الیکشن کمشنر) غیر جانبدار اور اس کے نیچے ساتھ چار ممبر ہیں۔ ان سیاستدانوں نے جو amendment کی اس میں یہ لکھا:

> The parliamentary committee to be constituted by the speaker shall comprise 50% member from the treasury benches and 50% from the opposition parties based on their strength in parliament to be nominated by the respective parliamentary leader.

اب الیکشن کمیشن میں ایک آدمی پنجاب کی طرف سے نواز شریف اور شہباز شریف کی سفارش پر ممبر بنا ہے۔ ایک ممبر سندھ کی طرف سے محترم زرداری صاحب کی سفارش پر رکھا گیا ہے اور ایک ممبر سرحد خیبر پختونخواہ کی طرف سے محترم اسفند یار ولی اور جو رُوولنگ پارٹی ہے ان کی سفارش پہ رکھا گیا ہے اور بلوچستان سے بلوچستان کی پولیٹیکل پارٹیز نے رکھوایا ہے۔ چاروں ممبر چاروں صوبوں اور مرکز کی سیاسی جماعتوں کے nominees ہیں اور یہ ان کے سیاسی مفادات کے رکھوالے ہیں۔

پوری دنیا میں جہاں جمہوریتیں ہیں وہاں الیکشن کمیشن کی تشکیل سیاسی جماعتیں اپنے مفادات کے پیش نظر نہیں کرتیں۔ الیکشن کمیشن سیاست سے ہمیشہ ماورا ہوتا ہے جس طرح سپریم کورٹ ماورا ہوتی ہے۔ انہوں نے ایک دیانتدار شخص کو جو 86 سال کے ضعیف العمر ہیں شیشے کی الماری میں شو پیس کے طور پر آگے رکھ دیا ہے کہ ہم نے متفقہ طور پر ایک

دیانتدار آدمی کو چیف الیکشن کمشنر بنایا ہے اور چار ممبر ان کے ساتھ سیاسی جماعتوں نے اپنے نمائندے مقرر کر دیئے ہیں؛ یہ پانچ افراد ہوئے۔ یاد رکھ لیں انہوں نے قانون یہ بنایا ہے کہ کوئی فیصلہ کسی کو ڈس کوالیفائی کرنے کا، کسی کو سزا دینے کا، کسی کو الیکشن لڑنے میں inelligible قرار دینے کا، حتیٰ کہ کسی کو پوسٹنگ کرنے کا، کسی کو ٹرانسفر کرنے کا ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی فیصلہ چیف الیکشن کمشنر تنہا کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہر چھوٹا بڑا فیصلہ یہ پانچ ممبرز مل کے کریں گے۔ ان پانچوں میں ایماندار آدمی تنہا ایک ہے اور چار آدمی سیاسی جماعتوں کے رکھوالے ہیں، الیکشن کیسے غیر جانبدارانہ ہو گا؟ ایک شخص کی ٹرانسفر اور پوسٹنگ بھی اکیلا چیف الیکشن کمشنر نہیں کر سکتا، ووٹنگ سے فیصلہ ہو گا۔

ووٹ پانچ ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر کا بھی ایک ہی ووٹ ہے اور چاروں سیاسی جماعتوں کے جو نمائندے ہیں مقرر کیے گئے from every province ان کا بھی ایک ایک ووٹ ہے۔ so vote of everybody is of eqaul strength. سو جب بھی شکایت ہوئی کہ دھاندلی ہوئی تو وہ چاروں ممبر جو الیکشن کمشن کے ہیں وہ مک مکا کے ممبر ہیں۔ this is what I mean by the word Muk Muka. ایک ممبر غیر جانبدار اور دیانتدار ہے، وہ چار کے مقابلے میں اکیلا وہ کیا کر سکتا ہے۔ الیکشن دھاندلی کے ہوں گے، بدعنوانی کے ہوں گے، کرپشن کے ہوں گے، اس الیکشن کمیشن کے تحت بدعنوانی کو روکا ہی نہیں جاسکتا۔ باقی چار ممبرز بھی سیاسی جماعتوں کے نامزد کردہ نہیں ہونے چاہئیں۔

پانچوں کے پانچوں ممبر beyond politics ہونے چاہئیں۔ غیر جانبدار ہونے چاہئیں تا کہ وہ ہر ایک کے حق کا برابر تحفظ کریں۔ اب پنجاب کا نمائندہ نواز شریف اور شہباز شریف صاحب کے اشارے کے بغیر کیسے چل سکتا ہے؟ سندھ کی طرف سے نامزد ممبر زرداری صاحب کے بغیر کیسے چل سکتا ہے، خیبر پختونخواہ کا اسفند یار ولی صاحب کے بغیر کیسے چل سکتا ہے؟ انہوں نے ان کو رکھا ہی اس لیے ہے تا کہ سب کے صوبوں میں ان کے سیاسی مفادات کی حفاظت کی جائے اور ان کے اوپر ایک بے بس ضعیف العمر

ایماندار آدمی بٹھا دیئے ہیں with no strenght and power and authority۔ ایمانداری اور غیر جانبداری کے لیے اس پانچ رکنی الیکشن کمیشن کے متعلق لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ غیر جانبدار الیکشن کمیشن ہے، الیکشن کمیشن غیر جانبدار نہیں ہے، یہ سیاسی ہے۔ صرف ایک شخص چیف الیکشن کمشنر غیر جانبدار ہے۔

کمیشن میں تمام فیصلے ووٹ کی عددی اکثریت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ لہٰذا چار ممبر already سیاسی لوگوں کے نمائندے ہیں۔ ایک غیر جانبدار ہے۔ ہمیشہ جب اجلاس ہوگا چار ایک طرف ہوں گے یا ممکن ہے مشکل سے کوئی ایک مل جائے چیف الیکشن کمشنر کے ساتھ تو تین ایک طرف ہوں گے، ہمیشہ ایمانداری شکست کھائے گی اور بددیانتی جیت جائے گی۔

So we want dissolution of election commission and there is no other way to conduct free, fair and honest election without reconstitution of election commission of Pakistan.

تیسرا مطالبہ: نگران حکومتیں دو جماعتوں کے مک مکا سے نہیں ہوں گی

ہمارا تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ تمام نگران حکومتیں غیر جانبدار ہوں اور مک مکا سے نہ بنائیں جائیں۔ آئین میں جھرلو پھیر کر ان سیاستدانوں نے یہ ترمیم کی کہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ روولنگ پارٹی اور اپوزیشن لیڈر دونوں اپنی مرضی سے مقرر کریں گے۔ اب روولنگ پارٹی اور اپوزیشن لیڈر کا مطلب یہ ہوا کہ اگر راجا پرویز اشرف صاحب جن کو ہتھکڑی لگانے کے حکم کل ہو گئے ہیں، اور چودھری نثار صاحب جو لیڈر آف اپوزیشن ہیں، یہ دو آدمی اگر بیٹھ کر کیئر ٹیکر پرائم منسٹر اپوائنٹ کر دیں تو وہ آپ کے پاکستان کے الیکشن کے لیے کیئر ٹیکر ہو گا، یہ ان کا مک مکا ہے۔ پانچ سال تک کھانے پینے کے لیے اندر سے ایک تھے، اوپر سے لڑتے تھے، اوپر سے گالی گلوچ دیتے تھے تاکہ اپوزیشن نظر آئیں، اب تو یہ کھلم کھلا

ایک ہو گئے ہیں۔

میں آپ کے مفادات کا کیئر ٹیکر ہوں ان کی حکومت کا کیئر ٹیکر نہیں ہوں۔ سو مجھے کوئی خوف ہے نہ لالچ۔ میں اس قوم کو غیر جانبدار، ایماندار، دیانتدار کیئر ٹیکر سیٹ اپ دلانے کے لیے آیا ہوں خود بننے کے لیے نہیں آیا۔ میں جب مصلے پہ بیٹھتا ہوں، اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہوں، اس کی تسبیح کرتا ہوں، قرآن کی تفسیر لکھتا ہوں، حضور ﷺ کی حدیث مرتب کرتا ہوں اور اسلام کے دفاع میں سینکڑوں کتابیں لکھتا ہوں اور شرق سے غرب تک اسلام کے نظریے کی دفاع کی جنگ لڑتا ہوں تو خدا کی قسم! مجھے وہ سکون ہوتا ہے جو کروڑ پرائم منسٹروں کو بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ مجھے فقیری میں امیری میسر ہے۔ اور یاد رکھ لیں جو کیئر ٹیکر بننے کے لالچ میں آئیں لاکھوں ملینز افراد اس کے پیچھے لبیک کہہ کر جان و مال قربان کرنے کے لیے نہیں نکلتے۔ یہ لوگ اس لیے میرے ساتھ ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ میری جد و جہد کے پیچھے کوئی ذاتی لالچ و حرص نہیں ہے۔ میری جد و جہد صرف اور صرف ملک وقوم کے لئے ہے۔

جب treasury بنچز اور اپوزیشن بنچز میں فیصلہ نہیں ہو گا تو کیئر ٹیکر پرائم منسٹر اور کیئر ٹیکر کا فیصلہ الیکشن کمیشن کے پاس آئے گا۔ اب الیکشن کمیشن میں پانچ افراد میں سے ایک فرد ایماندار، دیانتدار اور ضعیف العمر ہے، قرآن کہتا ہے **القوي الامين**. کسی بڑے عہدے کے لیے دو شرطیں ہیں: امانتدار بھی ہو اور صاحب قوت و استعداد بھی۔ پہلی شرط پوری کرتے ہیں کہ امانتدار اور دیانتدار ہیں مگر چھیاسی سال عمر ہونے کی وجہ سے وہ صاحب قوت و استعداد نہیں یعنی جسمانی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان غنڈوں اور بدمعاشوں کی دہشتگردی کے لیے ایک طاقتور القوی شخص چاہیے۔

جب کیئر ٹیکرز کے تقرر کا فیصلہ الیکشن کمیشن میں آئے گا تو وہاں چار ممبرز پہلے ہی سیاسی جماعتوں کے nominees ہیں۔ وہ پہلے ہی مک مکا کے ممبرز ہیں۔ صرف ایک ممبر چیف الیکشن کمشنر امانتدار اور دیانتدار ہے۔ اُس کا بھی ووٹ ایک اور چاروں ممبروں

میں سے ہر ایک کا ووٹ ایک ہے۔ تو شروع سے ہی ہر معاملے پر چار ووٹ سیاسی جماعتوں کے مفادات کے لیے ہیں اور ایک ووٹ ایمانتداری کا اور وہ minority میں ہے۔ اس وجہ سے نگران وزیر اعظم بھی مک مکا کا نہیں چاہیے۔

وفاق اور چاروں صوبوں میں ایسا غیر جانبدار کیئر ٹیکر سیٹ اپ چاہیے جس کے پیچھے کسی سیاسی جماعت کا ہاتھ نہ ہو، جو سیاسی جماعتوں کے مفادات کا تحفظ نہ کرے، غیر جانبدار، مکمل ایماندار، مکمل honest, trustworthy, independent اور impartial ہو، لہٰذا یہ سسٹم ہم مسترد کرتے ہیں۔ کیئر ٹیکر پرائم منسٹر، وفاق اور چاروں صوبوں کے کیئر ٹیکر سیٹ اپ پوری عوام کے اعتماد کے ساتھ ہوں گے، ان پارٹیوں کے جھرلو کے ساتھ قائم نہیں ہونے دیئے جائیں گے۔ یہ ہمارا تیسرا مطالبہ ہے۔ وہ کون ہوں گے؟ یہ جب ٹیبل پر کوئی بات کرنے آئے گا اس وقت بات ہو گی، میں نے صرف ایک نقطہ کلیئر کیا ہے کہ

I am not the candidate for any premiership, any caretaker setup.

میری ذات کی برأت ہے۔ یہ میری امانت، دیانت اور صدق و اخلاص ہے کہ میں اپنے آپ کو اختیار دلانے نہیں آیا، میں ملک اور ملک کے عوام کو اختیار دلانے کے لیے آیا ہوں۔ باقی فیصلہ موقع پر ہو گا۔ یہ تین مطالبات ہو گئے۔

چوتھا مطالبہ: قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کی تحلیل

یہ چوتھا اور آخری مطالبہ ہے کہ فیڈرل اسمبلی اور چاروں پراوینشل اسمبلیز کو (dissolve) تحلیل کیا جائے۔ اس مطالبے کا تعلق mechanism کے ساتھ ہے؛ basic demands نہیں ہیں۔ اُن تینوں demands کو implement کرنے کا واحد viable mechanism ہے۔ آئین کہتا ہے کہ تقریباً پانچ سال ان کے پورے ہو چکے اور ڈیڑھ یا دو مہینے رہ گئے ہیں۔ پانچ سال انہوں نے enjoy کر لیا اور لوٹ مار کی انتہاء کر دی۔ اب

آئین کہتا ہے کہ اگر 16 مارچ کو یا جب بھی ان کی پانچ سال کی مدت پوری ہو جائے تب اسمبلیز تحلیل (dissolve) کریں گے اور کیئرٹیکر سیٹ اپ لائیں گے تو الیکشن کروانے میں صرف ساٹھ دن لگیں گے اور ساٹھ دن بھی reduce کر کے یہ چاہیں تو چالیس دن کر دیں یا 45 دن کر دیں، یہ ان کی مرضی ہے۔ کیونکہ آئین میں within 60 days کے الفاظ ہیں یعنی ساٹھ دنوں کے اندر۔

اگر یہ اپنے ٹائم پر اسمبلی توڑیں گے تو وقت اتنا تھوڑا ہوگا کہ آئین اور قانون کی رو سے candidates کی ایک شرط بھی انتخاب کے انعقاد سے پہلے determine نہیں ہو سکے گی، proper secrutiny نہیں ہو سکے گی، pre-clearance possible نہیں ہو سکے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ جب یہ کاغذات نامزدگی داخل کریں تو چیک کیا جائے کہ انہوں نے کتنے سالوں سے ٹیکس دیا ہے یا نہیں دیا۔ اس کے لیے ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ سے رپورٹ لینی ہو گی، صاف ظاہر ہے اس پر کچھ دن لیں گے، ریوینیو ڈیپارٹمنٹ سے رپورٹ چاہیے ہو گی وہ کئی دن لیں گے۔ کتنوں نے آرٹیکل 63 کے تحت پچھلے دس پندرہ بیس سال میں قرضے لیے اور معاف کرائے؛ تمام بینکس سے مصدقہ رپورٹ لینی ہو گی کہ انہوں نے قرضے right off کرائے۔ کون کون لوگ یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی میں ڈیفالٹر رہے؛ الیکشن کمیشن کو محکمہ بجلی، گیس، ٹیلی فون تمام محکموں سے according to the Constitution of Pakistan رپورٹ لینی ہوگی۔

اس کے لیے ٹائم چاہیے۔ غور طلب بات ہے کہ آئین کا تو کوئی ایک آرٹیکل بھی اجازت نہیں دیتا کہ ایم این ایز کو کروڑوں اربوں روپے کے فنڈز development کے نام پر دیئے جائیں۔ میرا سوال ہے کہ آئین کے کس آرٹیکل کے تحت یہ سب لوٹ مار ہوتی رہی۔

پاکستان میں جمہوریت کا بابائے آدم جدا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات تین سال چار سال پہلے due تھے لیکن انہیں روک دیا گیا۔ تا کہ developmental fund

عوام تک نہ پہنچیں اور کروڑوں اربوں روپے کے فنڈز MNAs اور MPAs کو دیے گئے۔ یہ قبل از انتخابات دھاندلی ہے۔This is pre-poll rigiging۔

صرف دو مہینے بچ گئے ہیں۔ اسمبلیاں پہلے بھی dissolve کی جا سکتی ہیں۔ میرا مطالبہ آئین پاکستان کے خلاف نہیں ہے، اگر پہلے dissolve کرو گے تو کیئر ٹیکر گورنمنٹ کو تین مہینے ملیں گے۔ الیکشن پھر بھی نوے دنوں میں ہونے ہیں، ہم delay نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن ہم ان تین چیزوں کا نفاذ امیدواروں کے الیکشن میں کودنے سے پہلے کروانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ٹائم چاہیے 30 دن کا تا کہ proper secrutiny ہو۔ اگر کوئی ٹیکس چور ہے تو وہ پہلے سے نکال دیا جائے۔ سن لیں! اگر کسی کی کرپشن ثابت ہے تو secrutiny pre-clearance کے پراسیس میں پہلے سے نکال دیا جائے۔ اگر کسی نے الیکشن لاء کو پامال کیا ہے، الیکشن لاء کہتے تھے MPA کے لیے خرچہ 10 لاکھ اور MNA کے لیے خرچہ 15 لاکھ۔ ابھی تک قانون وہی ہے۔ نئی proposals ہیں لیکن قانون پاس نہیں ہوا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے جون 2012 میں بھی اسی کو برقرار رکھا ہے، سو 10 سے 15 لاکھ کے خرچے کی جگہ ہوا 15 سے 20 کروڑ کا خرچہ، یہ چیک کیا جائے گا۔ سپریم کورٹ کہتی ہے ہر امیدوار اپنا بینک اکاؤنٹ کھولے گا اور الیکشن کے سارے خرچے اسی بینک اکاؤنٹ سے ہوں گے۔ اسے ایک ایک پیسے کے خرچ کی رسید جمع کرانا ہو گی، خواہ خود کرے، الیکشن ایجنٹ کرے، اس کی پارٹی کرے، ووٹرز کریں یا سپورٹرز کریں۔ کہتے ہیں ہمارے سپورٹروں نے خرچ کیا ہے۔ سب فراڈ ہے۔ الیکشن لاء عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کہتا ہے اور سپریم کورٹ کہتی ہے جو بھی خرچ کرے وہ امیدوار کا خرچ تصور کیا جائے گا۔ سو چھان بین ہو گی کہ یہ لوگ آئین اور قانون کے مطابق چلے یا نہیں چلے۔ لہٰذا ان تمام چیزوں کے لیے کرپشن کی یا نہیں کی، ناجائز پلاٹ بانٹے یا نہیں بانٹے، ناجائز جھوٹی نوکریاں میرٹ کے خلاف دیں یا نہیں دیں، رشوت لی یا نہیں لی؟ اس عمل کی چھان بین کے لیے کم سے کم 30 دن چاہئیں۔

Before they are allowed to enter into the process of election, this would be the process of declaring the eligibility of the candidate and only then elections can take place according to the Constitution of Pakistan.

میں کیوں کہہ رہا ہوں یہ mechanism ہے، مطالبے تین ہیں جو پہلے دے چکا، چوتھا مطالبہ mechanism کا ہے۔ ابھی dissolve کرو۔ اب مجھے بتائیے so called وزیراعظم پاکستان!

Supereme Court has given a judgment to arrest this person, so a person who has been declared to be involved in a very big corruption case and supereme court has already ordered to arrest him, does any kind of political and democratic morality……I am talking of morality, I am talking of democratic tradition, I am talking of human social moral and ethical values……does any democatic morality allow anybody to still maintain the office of Prime Minister?

کیا قائد اعظم نے پاکستان اس لیے بنایا تھا کہ ملزم اور مجرم یہاں کے وزیر اعظم بنیں اور شریف لوگوں کے خلاف FIR کٹے؟ جس کو ہتھکڑی لگانے کا حکم ہو جائے کیا اس کی گورنمنٹ کی رٹ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں برقرار ہے؟ رٹ تو پہلے سے ہی کوئی نہیں تھی، چار دن ہزارہ قبیلے کے بے گناہ لوگوں کی سوا سو لاشیں پڑی رہیں، رٹ کراچی میں کہاں ہے؟ رٹ سندھ میں کہاں ہے؟ رٹ خیبر پختونخواہ میں کہاں ہے؟ رٹ پنجاب میں کہاں ہے؟ ہر طرف بدامنی اور دھاندلی ہے۔ جو بچی کچی تھی ہتھکڑی لگانے کے حکم کے بعد کوئی ڈیپارٹمنٹ اس کا حکم نہیں مانے گا۔ جس وزیراعظم اور جن وزراء کو ECL کی لسٹ پر چڑھا دیا جائے اس کی گورنمنٹ کی کیا رٹ رہے گی؟

So now they have to go. Let the people come to ensure a new free, fair, just and honest electoral process for upcoming democracy in its true letter and spirit.

اب ایک اگلا پوائنٹ میں نے کہا کہ as a mechanism اسمبلیز dissolve کرو۔ بڑا important نکتہ ہے یاد کرو لو اور تمام لوگ سن لیں، ہمارے electoral lawsاور الیکشن کمیشن آف پاکستان کے laws کہتے ہیں کہ جب اسمبلی dissolve ہو جائے اور کیئر ٹیکر گورنمنٹ possession لے لے، الیکشن کمیشن اُس وقت سے اپنی authority exercise کرنا شروع کرتا ہے۔ It is very important to understand.۔ جب تک اسمبلیز dissolve نہ ہوں اور الیکشن کی date اناؤنس نہ ہو، نہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ install ہوسکتی ہے نہ الیکشن کمیشن مداخلت کرسکتا ہے۔ الیکشن کمیشن اپنی اتھارٹی exercise ہی نہیں کرسکتا اگرچہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیر نگری ہو۔

ارب ہا روپے خرچ کیے جا رہے ہیں، صوبائی حکومتیں کروڑوں روپے کے فنڈز development کے نام پر اپنے MPAs کو دے رہی ہیں۔ Pre-poll rigging has started.۔ اگر اسمبلیز (dissolve) تحلیل نہیں ہوں گی، تو چونکہ ماحول اب تپ گیا ہے، یہ رات دن ایک کر کے خزانہ خالی کر دیں گے۔ discretionary funds کے نام پر اتنی بڑی pre-poll rigging جاری رہے گی اور according to law جب تک یہ پاور میں ہیں الیکشن کمیشن ان کو روک نہیں سکتا؛ اس کی authority ہی نہیں ہے۔ سو یہ pre-poll rigging ہو گی اور اربوں روپے کا خرچ اس دورانیے میں ہوتا رہے گا۔ یہ سارا کچھ اس الیکشن کو rigged الیکشن بنا دے گا۔ it would be known as pre-poll rigging جو عرصہ دراز سے شروع ہے۔ پھر یہ حکومتیں اسی عرصے میں اگر آج تحلیل نہیں ہوتیں جو اربوں روپے اپنی publicity پر لگا رہی ہیں جیسا کہ ہر الیکشن سے پہلے ہوتا ہے۔ آدھے آدھے اخبار کے صفحے فرنٹ پیج اور بیک پیج، کروڑوں روپے کا ایک ایک اشتہار ان کی تصویروں کے ساتھ ان کی خدمات اور کارہائے نمایاں کے چھپیں گے۔ وزارتوں کے نام پر pre-poll rigging پر اربوں روپے کا خزانہ برباد ہو گا۔ جلسے سرکاری خرچوں سے شروع ہو چکے ہیں۔ اگر President of Pakistan کہیں جلسے کر رہے ہیں تو کس کے خرچے سے کر رہے ہیں، اگر

وزیراعظم جلسے کر رہے ہیں تو کس کے خرچے سے، وزیراعلیٰ کر رہے ہیں تو کس کے خرچے سے، گورنر کر رہے ہیں تو کس کے خرچے سے، وفاقی صوبائی وزراء کر رہے ہیں۔ سرکاری خزانہ pre-poll rigging پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا

Now we need dissolution of assemblies. This is the only viable mechanism in order to enforce the elctoral reforms agenda for the country.

تا کہ per-poll rigging کا طریقہ ختم کر دیا جائے اور اربوں روپے کے فنڈز ان کی discretion سے ہٹا لیے جائیں اور ملک کا خزانہ جو بچ گیا ہے وہ اگلے سیاسی انتخابات کی rigging پر خرچ ہونے سے روک لیا جائے۔ ایڈمرل ریٹائرڈ فصیح بخاری (نیب کے چیئرمین) نے کہا کہ دس سے بارہ ارب روپے یومیہ کرپشن ہو رہی ہے۔ یہ حکومت مخالف اتحاد کا لیڈر نہیں کہہ رہا، یہ نیب کا سرکاری افسر اور سربراہ کہہ رہا ہے کہ دس سے بارہ ارب روپے یومیہ کرپشن اور سالانہ پانچ ہزارارب روپے کی کرپشن ہو رہی ہے۔ اب جتنے آگے چلیں گے یہ کرپشن development fund، پلاٹس کی تقسیم، پبلسٹی، اشتہارات اور خرچے pre-poll rigging پر بے تحاشہ ہوں گے اور الیکشن rigged ہوں گے، engineered ہوں گے، کوئی چانس free, fair, just and honest election کا نہیں رہے گا۔ آپ اپنے سامنے الیکشن کمیشن آف انڈیا کا جائزہ لیں کہ وہ کتنا خودمختار اور بااختیار ادارہ ہے۔

2009 سے لے کے 2012 تک چار سالوں میں- یہ میرے پاس اعداد و شمار ہیں- وہاں الیکشن کمیشن آف انڈیا کو اتنا empower کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے مرکزی اسمبلی سے لے کر سٹیٹ اسمبلی اور لوکل اسمبلیز، جتنے منتخب نمائندے ہیں تینوں levels پر چار سالوں میں 2068 منتخب اراکین اسمبلی کو disqualify کر کے deseat کر دیا ہے۔ اس کو جمہوریت کہتے ہیں۔ شرم کرو، اس لیے کہ وہاں اچھی یا بری جمہوری اصلاحات کا عمل electoral amendments اور electoral process پارلیمنٹ میں جاری رہتا ہے۔

جاری رہتی ہیں۔ کرپشن وہاں بھی ہے یہاں بھی ہے مگر یہاں سو فیصد ہے وہاں سو فیصد نہیں ہے۔ وہاں الیکشن کمیشن آف انڈیا نے تینوں درجوں کی اسمبلیز میں سے نمائندوں کو نا اہل قرار دے کر kick out کر دیا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک کا یہ عالم اور مجھے آپ یہ بتائیے 65 سال میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے کسی ایک MNA کو disqualify کر کے kick out کیا؟ جب بھی نکالا سپریم کورٹ آف پاکستان نے نکالا اور تین مہینے کے بعد پلٹ کر اسی الیکشن کمیشن کے ہوتے ہوئے پھر واپس آ گئے۔ لہٰذا یہ mechanism ہے؛ اس mechanism کے تحت اگر اسمبلیز dissolve ہوں اور گورنمنٹس کو چلتا کیا جائے تا کہ مزید pre-poll rigging کا سلسلہ آج سے ختم ہو جائے۔

نمبر 2: الیکشن کمیشن آف پاکستان کو دوبارہ تشکیل دیا جائے جو مکمل طور پر غیر سیاسی ہو جیسے چیف الیکشن کمشنر غیر سیاسی اور دیانتدار ہے اسی طرح نچلے چاروں ممبر بھی سیاسی جماعتوں کے نامزد کردہ نہ ہوں، وہ بھی upright, fiar, just, honest اور impartial لوگوں پر مشتمل ہوں تا کہ کسی سیاسی جماعت کے مفادات کو تحفظ نہ دیں اور completely judicial power کے ساتھ جیسے سپریم کورٹ نے اپنی judgment میں کہا ہے، جیسے عوامی نمائندگی ایکٹ نے بھی کہا ہے، مکمل empowerment دی جائے اور ملک کے تمام سرکاری اداروں کو نوّے دنوں کے لیے الیکشن کمیشن کے تابع کیا جائے۔ وہ جس کے بارے میں جو معلومات مانگے وہ within specific time دینے کے پابند ہوں ورنہ الیکشن کمیشن ان کو punishment دے کر جیل بھی بھیج سکے، suspend بھی کر سکے۔

Dissolution of assembly as a mechanism, reconstruction of election commission of Pakistan purely on non-political basis, it should be totally impartial, independent, non-political, completely powerful so that it may ensure free, fair, just and honest elections which may be free from all corrupt practices according to the constitution and law.

Care Taker Government Must not be by Muk Muka formula. Note: caretaker government must be totally impartial, independent and

non-political.

نگران حکومت ایسی ہو جو اٹھارہ کروڑ عوام کے مفادات کا سو فیصد خیال کرے، اقتدار میں رہنے والی پارٹیوں کے مفادات کا نہیں عوام کا خیال کرے، ایسی کیئر ٹیکر گورنمنٹ کا قیام ہی ہمارا مطالبہ ہے۔ اور سب سے پہلا مطالبہ جو دہرا رہا ہوں

Electoral reforms in the light of constitution of Pakistan - Article 62, 63 and 218 and strictly in accordance with the law of Pakistan, electoral laws sections 77 to section 82 of the Representation of People Act 1976 and strictly and prefectly 100% enforcement of the judgment of the supereme court of Pakistan which was issued on 8th june 2012.

یہ چار مطالبات ہیں۔ یہ اسلام آباد کا چارٹر آف ڈیمانڈ ہے اور یہی ڈکلیریشن آف اسلام آباد ہوگا۔

۱۴۔ انگلش خطاب

My brothers and sisters belonging to the foreign world!

I want to make clear some basic realities on behalf of the millions of people who have joined this march with me that this march is totally a constitutional march. This is absolutely lawful and democratic march. We are here in front of the parliament house just to save our country from collapse and disaster. We need substantial changes and reforms and we want to put democracy in place in its letter and spirit. We don't want any kind of derailment of democracy. People have only one right left in Pakistan and that is the right to die, the right to commit suicide. The people have no money to treat a sick child. All of us are living a life of pain. We are living a life of agony. We are living a life of mysery. We are living a life of total desperation. Terrorism has become a daily occurrence. Targeted killings and murders have become rampant in our society. There is no protection of life and liberty here. There is no real freedom for the 99% of the poor population of Pakistan. There is no

protection of lives, business, wealth and jobs, even a child travelling like Malala, or any other child travelling on a school bus, is no longer safer. But the government and law-enforcing agencies, are completely paralysed. They have collapsed and have become dysfunctional. If the judgments are passed by the Supreme Court of Pakistan and High Courts of Pakistan, Govt. is not ready to execute the judgments. Will any other democratic country be ready to accept this kind of political situation? Judgments are being passed by our great independent judiciary but the Government is not ready to implement it, rather they are criticizing and are challenging politically. It was the responsibility of the Government to provide such atmosphere of law, constitution and democracy but all successive governments have flouted the law and refused to do so. No laws have been made to alleviate the poverty, and, in the same way, no laws have been made to eradicate terrorism. No laws have been made to improve the law and order situation, no laws for the development of social sector, no assurance for health, no education, no economic growth, no human development, no human rights. These kinds of all constitutional and democratic rights are not in the priority of parliamentary process. Their priorities are only to loot the country. Their priorities are looting, corruption and totally ignoring the rights of the poor people of Pakistan. There is no electricity here, no gas availability, no clean water, no jobs, no health, no house, no food to eat. People have been deprived of the basic necessities of life, what kind of society. What kind of government, what kind of law and what kind of democracy we are running here. The parliament is no more democratic parliament, let me say. Every party is in power and they are sharing corruption; they are equally responsible for the whole process of looting. They say why people have come for the march, why this revolution, why the demands of reforms before elections! Why not?. Just elect the new leaders. Why don't they go for elections? People should choose the new leaders and they will be able to create a government through an electoral process. Now I am answering this question. What kind of the right of

choosing the people is there? Where does it exist? Where does the right to change the government exist in our society? There is no democratic, true, just, fair and an honest process of democracy in our country. Our constitution of Pakistan, Article 218 says that electoral process should be free and fair and just and honest and totally free from all corrupt processes. This is the demand of the Article No. 218 of the Constitution of Pakistan. The same is the demand of Representation of People's Act 1976, under which the elections take place in Pakistan. The sections 77 to 82 of the People's Representative Act give all details of the corrupt practices that take place in electoral process which are required to be banned. If any person contesting the election commits any of these practices he should be fined, sentenced to jail and should be disqualified for five years. But these articles of constitution were never enforced and these sections of our electoral laws were never enforced and Election Commission of Pakistan has never been really empowered to do all these things. So there is no real democracy, there is no true electoral process to change the Government and let the new people take over. We the millions on march here today just want to rebuild democracy through the implementation of the constitutional principles and nothing else. This millions march wants to re-build democracy. This is a democracy march, this is anti-corruption march, this is restoration of the rule of law march. We want democracy to guarantee the protection of human rights. We want democracy based on the principal of stability of institutions. We want democracy through empowerment of people; we want democracy through the rule of law and social equality by eradication of all kinds of social indiscrimination. We want democracy through the people of transparency and accountability. We want democracy through the principles of justice, fairness and freedom. Unless these basic reforms are executed in the light of the constitution of Pakistan and in the light of the Peoples' Representation Act 1976 and in the light of the law of the land, unless these reforms take place within the society, within political system, within political parties and within electoral process,

there would never be any democratic change. No democratic change can ever occur in the society of Pakistan and democracy can never succeed. We want to re-build democracy through the democratic mechanism within parties, through the institutional checks and balances and through the moral and political traditions of society that do not exist in this society, and which were never practiced by the political leaders of Pakistan. There is no such mechanism that have ever existed here. What does exist here for elections? Why are people unable to change their leader through elections? Criminality exists here in the form of the power vested in criminality, power vested in corruption and power vested in lying, dishonesty and fraud. These things are no bar, practically no bar, and they have been elected in Pakistan for the parliament. Although the Constitution of Pakistan bars them practically, whatever is happening in our political and electoral process is totally against the Constitution of Pakistan and totally against the basic principles of democracy of the world. All that is needed in Pakistan to win the elections are money and might……the two Ms. Only these two Ms……Money and Might……are required, rather three Ms, the third one for Manipulation. All these are needed to win elections in Pakistan: Money, Might and Manipulation; the three Ms. The 70% of the members of parliament, do not pay taxes. They are tax evaders. Say: shame, shame. The National Accountability Bureau chairman was appointed by the President of Pakistan and this is not a private institution; this is a governmental institution, a state institution. He clearly says that about 70% of the members of parliament are tax evaders; they even don't bother to file their tax returns. Would any democracy of the Western world allow any person not to file the tax returns, evade taxes conceal the resources of income? Would any democracy allow this kind of criminal to become the member of parliament? If not, then how do we allow? So recall my first slogan for today's address: NO REPRESENTATION WITHOUT TAXATION. And five hundred thousand rupees per anum is a taxable income. If

anybody earns forty one thousand rupees per month, his income is taxable. And what a pity! The parliamentarians, the lawmakers, do not fall in the income tax payers category, they don't disclose their income. Is it democracy here? The Supreme Court of Pakistan kicked out 91 of the fake members of parliament sitting in the building behind me, by the judgment because there were dishonest and they had managed fake degrees of education while submitting their nomination papers. Only two institutions are there in Pakistan who are functioning and performing their duties to fulfill the needs of the people; the judiciary of Pakistan and the armed forces of Pakistan . Now where should people go? Where should we go? We are here and we are crying; we are raising our voice in a peaceful democratic way in front of the building, the Parliament House. And in the building, there is no parliament of Pakistan. There is only a group of looters, group of thiefs, group of decoits and a group of corruption masters of Pakistan. This country's leadership is full of Tauqir Sadiqs, the people like Tauqir Sadiq, the head of OGRA that deals with oil and energy. This head was appointed by the President of Pakistan and he ran away from Pakistan after looting 84 million rupees by corruption and he managed to slip away. We don't want to see Tauqir Sadiqs in our parliament and we also don't want to see those who appoint Tauqir Sadiqs in our parliament. We have to become upright and honest; we have to be just; we have to be fair; we have to be trustworthy to deliver the constitutional and legal duties that have come upon us. And those who have been deseated by the Supreme Court of Pakistan, most of them were reselected after three months and they came back as members of parliament. This is our democracy. Is it democracy or mockery? Our lawmakers are lawbreakers. That is the mechanism they follow. This is the basic reason, why this million march has collected over here in front of the Parliament House! We want to take a step further and proceed towards advancement, stability and prosperity in the same way as other democratic societies and countries are marching on to their goals.

باب سوم

گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی کے عوامی اجتماعات سے خطابات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وطنِ عزیز میں اس ظالمانہ، کرپٹ اور استحصالی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور عظیم عوامی، سماجی اور عادلانہ نظام کے قیام پر مشتمل انقلاب کا سویرا طلوع کرنے کے لئے اس جلسہ میں آنے والے عظیم کارکنو! میرے بیٹو، بہنو، اور کاروانِ انقلاب کے عظیم سپاہیو! میں آپ سب کو 23 دسمبر سے اب تک کی جانے والی عدیم المثال جد و جہد میں جانی و مالی قربانیوں اور عظیم انقلابی اقدام پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ہم ان شاء اللہ منزل پر پہنچے گے اور اللہ کے فضل سے ہماری منزل ہرگز ہرگز دور نہیں۔

علامہ محمد اقبال نے مسلمانانِ ہند کی قیادت کے لئے لندن میں موجود محمد علی جناح کا انتخاب کیا اور بذریعہ خط اُن سے برصغیر کے مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے ہندوستان تشریف لانے کی درخواست کی۔ علامہ محمد اقبال کی درخواست پر محمد علی جناح ہندوستان تشریف لائے اور برصغیر کے مسلمانوں کی خاطر جد و جہد شروع کی، بالآخر قائداعظم کے لقب سے ملقب ہوئے اور ایک طویل جد و جہد کے ذریعے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے پاکستان کے نام سے ایک علیحدہ مملکت کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا۔ اس وقت بھی ہندوستان کے بڑے بڑے سیاست دان، طاقتور لوگ اور لیڈر قائدِ اعظم کے نظریے سے متفق نہ تھے ۔ اور مسلمانوں کے لیے ایک الگ مملکت بنانے کے نظریہ کے خلاف تھے۔ انہوں نے پوری قوت کے ساتھ قائد اعظم اور تحریک پاکستان کے خلاف انتہائی منفی مہم چلائی۔ قائد اعظم کو انگریزوں کا ایسا ایجنٹ کہا گیا جو برطانوی سامراج کے اشاروں پر ہندوستان کو توڑنے کے لئے سرگرم عمل تھا۔ قائدِ اعظم کے نظریے اور پاکستان کے مخالف مذہبی لوگوں نے قائدِ اعظم کو 'کافر اعظم' کہا اور ان کی کردارکشی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی ۔مگر اللہ تعالی کی مدد و نصرت سے پاکستان بن کر رہا اور آج ہم اللہ رب العزت

کی مدد سے قائدِاعظم کے بنائے ہوئے پاکستان میں موجود ہیں۔

قیام پاکستان کے پسِ منظر میں قائد اعظم کے پیش نظر کیا نظریہ تھا؟ اس کی وضاحت پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھاتے ہوئے قائد اعظم نے خود فرما دی۔ تاریخ وہ لمحات کبھی فراموش نہیں کرسکتی جب لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائدِاعظم سے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کا حلف لینے کے بعد ملک پاکستان کے انتظامات کو چلانے کی غرض سے نرمی، اعتدال اور رواداری کے قیام کے لئے مغل بادشاہ اکبر کی مثال دی کہ آپ کو بھی اپنے ملک میں مغل بادشاہ کا نمونۂ زندگی قائم کرنا ہوگا۔ اس موقع پر قائدِاعظم نے اپنی فکر، نظریہ اور تصور کی وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا کہ تم مجھے مغلیہ سلطنت کے بادشاہ اکبر کی مثال دیتے ہو حالانکہ میرے پاس اس سے بہت زیادہ بلند اور عظیم الشان مثال اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی صورت میں موجود ہے۔

قائد اعظم نے سیرت مصطفیٰ ﷺ کو اپنا آئیڈیل قرار دے کر واضح کر دیا کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی ریاستِ مدینہ کی طرز پر اپنی مملکت خداداد پاکستان کا انتظام و انصرام چلائیں گے۔ جس طرح آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کو بھائی بھائی بنا دیا تا کہ ہر شخص ضرورت زندگی کے اپنے وسائل کو تقسیم کر کے آپس میں مل جل کر کھائے اور مسلم سوسائٹی میں کوئی بھوکا، پیاسا، بے گھر، بے روز گار اور پریشان حال نہ رہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی ریاست کی ابتداء اس تصور سے کی کہ اس دھرتی سے بھوک، فقر وافلاس کا خاتمہ کردیا جائے اور وسائل کی اس طرح باہمی تقسیم کی جائے کہ معاشرہ میں فلاح و بہبود کا ایک تصور قائم ہو۔ مغربی دنیا نے پندرہ سو سال بعد آج ویلفیئر اسٹیٹ کا تصور دیا جب کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے پندرہ سو سال پہلے ہی انسانی تاریخ کی سب سے بڑی ویلفیئر اسٹیٹ 'مدینہ' قائم کر کے دنیا کے لئے لازوال مثال قائم کر دی۔ قائدِاعظم نے اس موقع پر میثاقِ مدینہ کی مثال بھی دی جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو اور یہودیوں کو ملا کر ایک ریاست اور ایک قوم کا باشندہ قرار دیا اور فرمایا:

إِنَّهُم أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ.(1)

(اس مدینہ کے دستور پر دستخط کرنے والے مسلمان ہوں یا یہودی) آج میں (محمد مصطفیٰ) ان سب کو ایک قوم declare کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے ان کو حقوق دیئے، مذہبی آزادی دی اور جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا۔ اس طرح انسانی تاریخ میں پہلی جمہوری ریاست مدینہ کا قیام عمل میں آیا۔

علامہ محمد اقبال اور قائداعظم کے خوابوں کی تعبیر سیرتِ محمدی پر اُستوار ہوتی ہے۔ تعلیمِ محمدی پر عمل کرتے ہوئے قائداعظم نے فروری 1948ء میں ایک انٹرویو میں کہا کہ یہ ملک حضور نبی اکرم ﷺ کی ریاستِ مدینہ کی پیروی میں ایسا نظام لائے گا جہاں مسلمان، ہندو، مسیح، پارسی ہر کوئی اپنے مذہب میں آزاد ہو گا، ہر ایک کے عقیدے کو تحفظ دیا جائے گا، جہاں کے لوگ انتہا پسند نہیں بلکہ معتدل ہوں گے اور پوری دنیا کے لیے امن کا پیغام دینے والے ہوں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں کیا یہ قائداعظم کا ملک ہے؟ کیا اسے قائدِاعظم نے اسی مقصد کے لیے بنایا تھا؟ قائداعظم کے نظریہ اور سوچ کے مطابق تو ایسا پاکستان چاہیے تھا جہاں رواداری، برداشت، تحمل، اعتدال، ترقی، جمہوریت اور عدل و انصاف ہوتا۔ قائدِاعظم اور ہمارے بزرگوں کی قربانیاں بھی اسی عظیم مقصد کے لئے تھیں۔

۱۔ لانگ مارچ کا پس منظر

2004ء میں میرے اسمبلی سے مستعفی ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس نظام کو اندر سے دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس پارلیمنٹ سے عوام کو کچھ نہیں ملا اور نہ کچھ ملے

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۳:۳۲
۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳:۲۲۴

گا۔ اس پارلیمنٹ جیسے ادارے، ملک کا یہ سیاسی نظام اور نام نہاد جمہوریت (so-called democracy) یا آمریت، سب کچھ مخصوص طبقات اور اشرافیہ کے مفادات کے تحفظ کے لیے ہے۔ اس پورے نظام اور عمل (process) میں سے پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کلیتًا خارج ہیں۔ 2004ء میں مستعفی ہونے کے بعد سے 2012ء تک آٹھ سال اس ملک کی سیاسی، انتخابی اور حکومتی استحصالی نظام کے خلاف میں نے تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک اور خواتین، نوجوانوں و طلبہ کی مختلف تنظیمات کے فورمز سے ملک میں تبدیلی اور انقلاب کے لیے عوامی سطح پر بیداری شعور کی ایک مہم شروع کی جو آٹھ سال تک چلتی رہی۔

آٹھ سال کی بھرپور جدوجہد کے بعد 23 دسمبر کو مینار پاکستان پر اس Message کو عامۃ الناس تک عام کرنے کے لیے اور تبدیلی و انقلاب کا یہ شعور اور استحصالی نظام کے خلاف بغاوت کا یہ پیغام پاکستان کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا، عظیم الشان اور فقید المثال اجتماع ہوا۔

ہم نے 23 دسمبر کو مینار پاکستان سے اس استحصالی، ظالمانہ اور غریب دشمن نظام کے خلاف آئینی و جمہوری جدوجہد سے پر امن احتجاج کا آغاز کیا۔ انتخابی اصلاحات کا ایجنڈا رکھا اور اوّل تا آخر آئین کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ نافذ کرنے اور اس کی پاسداری کی بات کی۔ اس تصور کو آگے بڑھانے اور حکومتی حلقوں اور پارلیمنٹ پر پریشر بڑھانے اور عوام کی آواز کو مزید طاقت ور بنانے کے لئے ملک بھر سے لانگ مارچ اور 17 جنوری تک ایک عظیم الشان تاریخی دھرنا ہوا جس کی مثال نہ صرف پاکستان کی تاریخ میں بلکہ اقوام عالم کی تاریخ میں بھی نہیں ملتی کہ جمہوریت، امن، تبدیلی، عوام کے حقوق اور آئین کی بالا دستی کے لیے اتنا طویل، پُرامن اور عظیم دھرنا نہ کبھی ہوا اور نہ ہو سکے گا۔ صبر و استقامت کی لازوال داستان، امن کی لازوال مثال، نظم و نسق اور جمہوری طرزِ عمل کی لازوال مثال اور آئینی و قانونی رویوں کی ایسی لازوال مثال قائم کی کہ اس دھرنے نے

پوری دنیا کے سامنے پاکستانی قوم کا امیج اور وقار بلند کر دیا۔

جس قوم کو دہشت گرد قوم تصور کیا جاتا تھا، انتہاء پسند قوم تصور کیا جاتا تھا، جہاں بات بات پر لڑائی جھگڑا، فساد، گولی اور لاشیں گرتی تھیں اس نے اقوام عالم کو دکھایا کہ پاکستانی قوم کا صرف یہی ایک رخ نہیں بلکہ دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ دنیا میں پاکستانی قوم سے بڑھ کر کوئی قوم پرامن اور منظّم نہیں۔ قوم نے بتا دیا کہ یہ وہ قوم ہے کہ اگر اس کو قیادت ملے تو ساری قوم کا کردار پانچ دن کے اندر بدل سکتا ہے۔ توڑ پھوڑ کرنے والی قوم کو قیادت ملے تو نظم و نسق کی عدیم المثال پیکر بن سکتی ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان حضرات و خواتین، صالحین اور صالحات کے کامل تتبع کی مثال قائم کر دی اور طاقت کے باوجود تصادم کا راستہ اختیار نہ کیا اور صبر و تحمل کا بھرپور مظاہرہ کر کے انسانی عظمت کی نئی بلندیوں کا شعور اجاگر کیا۔

ہم چاہتے تو تصادم ہوسکتا تھا۔ جو چاہتے سب کچھ ہو جاتا مگر امن برباد ہوتا، جمہوریت ڈی ریل ہوتی۔ لہٰذا ہم نے جذبات پر قابو پانے اور امن کو کامیاب کرنے کی تاریخ میں ایک مثال قائم کی اور تاجدارِ کائنات سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق مذاکرات اور dialogue کا راستہ اختیار کیا۔

ہم نے آئین و قانون کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا، عوام کے حقوق کے لیے اس نام نہاد جمہوریت کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا اور امن کے طریق سے نہ ہٹے۔ مذاکرات کا راستہ اختیار کیا تاکہ امن خراب نہ ہو۔ مگر اس ملک کے مزدوروں، غریب ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں، تاجروں، کسانوں، ہاریوں، پسماندہ لوگوں اور عوام کے حقوق کے لیے اٹھنے والی ہماری آواز کو طاقتوروں نے دبانے کی کوشش کی، قانونی طریقے سے ہمارا مؤقف نہ سنا گیا۔ اس لئے کہ قانون اور آئین بھی طاقت وروں کے قبضے میں ہے، نام نہاد جمہوریت بھی طاقت ور اشرافیہ کے قبضے میں ہے، انہوں نے عوام کے حقوق کو جمہوریت کے ذریعے بھی عوام تک پہنچنے کی اجازت نہ دی۔ ہم نے معاہدے پر پُر امن مارچ کا اختتام کیا۔

ساری سیاسی قوتیں ایک طرف تھیں، اپوزیشن کی ساری جماعتیں ایک طرف لاہور میں جمع تھیں، گویا کل سیاسی اور مذہبی قیادتیں عوام کے حقوق کے خلاف جمع ہوگئیں۔

۲۔موجودہ سیاسی و جمہوری صورت حال

سیاست نهیں - ریاست بچاؤ۔ میں آج بھی اسی نعرے پر قائم ہوں۔ ہم سیاست کا مطلقاً رد نہیں کرتے؛ جو سیاست پاکستان میں رائج ہے یہ سیاست نہیں، خباثت ہے۔ یہ سیاست نہیں غلاظت ہے۔ اس کو رد کرتے ہیں۔ قائد اعظم کی سیاست کو سلام کرتے ہیں۔ خلافتِ راشدہ اسلامی سیاست ہے۔ مدینہ کی ریاست کا قیام بھی مصطفوی سیاست ہے۔ سیاست دین کا حصہ ہے مگر جس سیاست کے ذریعے ریاست پاکستان بنی اور بچے گی وہ یہ سیاست نہیں جو آپ دیکھتے ہیں، جس کا نقشہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اس سیاست اور اس نام نہاد جمہوریت میں ستھرا پن اور پاکیزگی نہیں۔ یہ کرپٹ کلچر ہے۔

۳۔عوام کی حالتِ زار

افسوس کہ آج اس گھر کی چار دیواری تو (مملکت خداداد پاکستان کی صورت میں) موجود ہے مگر اندرونی ڈھانچہ تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہ گھر جو برصغیر کے بسنے والے مسلمانوں کے لیے اور یہاں کے غیر مسلم باسیوں کے لیے بنایا گیا تھا، آج عوام کو اپنے اسی گھر سے بے دخل کر کے جاگیرداروں، سرمایہ داروں، کرپٹ لیڈروں، طاقتور لوگوں اور استحصالی گروہوں نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے۔

یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ 65 سال سے نافذ ظالمانہ اور استحصالی نظام نے پوری قوم کا حال اور مستقبل تباہ کر دیا ہے۔ غاصب، ظالم، مفاد پرست اور طاقت ور طبقات اور اشرافیہ نے ایک گٹھ جوڑ کے ذریعے اس قوم کا حال اور مستقبل چھین لیا ہے۔قوم سے وہ

پاکستان چھین لیا ہے جو 1947ء میں قائداعظم نے مسلمانانِ ہند کی قیادت کرتے ہوئے انہیں عطا کیا تھا۔ آج پارلیمنٹ اقتدار، حکومت، جمہوریت، انتخاب، دولت، طاقت، سیاست اور قانون و انصاف تمام شعبوں پر اشرافیہ کا قبضہ ہے اور عوام کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ ان سب شعبوں پر ملک کے چند طاقت ور افراد اور دولت مند طبقات کا قبضہ ہے اور ہر ایک شعبۂ زندگی پر جبر، استحصال اور غریب دشمنی نے اپنا تسلط قائم کر رکھا ہے۔

ان سارے حالات میں ضرورت ہے کہ پاکستان کو دوبارہ سے قائدِاعظم کے اصولوں پر تعمیر کیا جائے۔ پاکستان کا بطور ریاست کردار دوبارہ متعین کیا جائے اور ہر شہری کو پاکستان کے اندر ایسی پرسکون زندگی ملے کہ وہ محبّ الوطن شہری بن سکے۔ اس قومیت کا تصور دوبارہ اجاگر کرنا ہوگا اور نفرتوں کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اخوت و وحدت کے پیغام کو عام کرنا ہوگا۔ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں سیاسی نظام کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ الیکشن کے نظام کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ حکومتی نظام میں شفافیتِ رائے کی ضرورت ہے۔ معاشی ترقی کے لیے کرپشن کو ختم کر کے ذہین قیادت لانے کی ضرورت ہے۔ نظام تعلیم اور دینی مدارس کے نصابِ تعلیم کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ وزارتوں کو کم کر کے عیاشیاں ختم کرنی ہوں گی۔ سرکاری افسروں، وزیروں، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم اور صدر کی روزانہ کی عیاشیوں کو جڑ سے کاٹنا ہوگا۔ ججز اور سرکاری عہدے داروں کا احتساب کرنا ہوگا اور اس ملک میں غریبوں کی زندگی کو آسان بنانا ہوگا۔

اِن تمام خواہشات کی تکمیل کے لئے ایک بہت بڑی انقلابی تبدیلی پر مبنی نظام کی ضرورت ہے۔ ہمارے مسائل کا حل کبھی بھی موجودہ نظام میں نہیں ہے۔ جس نظام کی پیداوار سرمایہ دار، جاگیردار اور یہ سیاسی لیڈرز ہیں، اس نظام کی بساط الٹنا ہوگی۔ اس انتخابی نظام اور اس سیاسی نظام کو الٹنا ہوگا اور انقلاب کے ذریعے اپنے مسائل کو حل کرنا ہوگا۔ عوامی مشکلات کا حل اس نظام میں نہیں ہے۔ جب تک یہ نظام قائم ہے اس وقت تک نہ اس ملک میں جمہوریت آ سکتی ہے، نہ عدل قائم ہوسکتا ہے اور نہ قانون کی حکمرانی ہو

سکتی ہے۔

۴۔ غیر جمہوری رویوں کے حامل 'لیڈر'

اس ملک کے نام نہاد لیڈروں کے رویے غیر جمہوری ہیں۔ یہاں تو اسمبلیوں کے آخری دن بھی ممبران اسمبلی کرپشن کے بہتے ہوئے دریا میں نہاتے رہے۔ سندھ اسمبلی کے ہر رکن نے آخری دن یکم جولائی 2011ء سے یعنی پونے دو سال پیچھے کی تاریخ سے اپنی تنخواہیں ساٹھ فیصد بڑھا لیں۔ اب وہ کروڑوں روپے بقایا جات لے گا، یہ جمہوریت ہے! ایک اسمبلی کے وزیر اعلیٰ نے ستر فیصد تنخواہ اور الاؤنس بڑھا کر مرتے دم تک تاحیات منظور کروا لیا۔ اب اس اسمبلی کا ہر وزیر اعلیٰ مرتے دم تک، ریٹائر ہو کر بھی ستر فیصد وہ مراعات حاصل کرے گا جو وزیر اعلیٰ کے پاس ہوتی ہیں۔ سات بل منظور کیے۔ سات بلوں میں ایک بل بھی عوام کو بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لیے منظور نہیں کیا۔ چاروں صوبائی اسمبلیوں اور وفاقی اسمبلی، اِن پانچوں کو توفیق نہیں ہوئی کہ عوام کے حق میں ایک بل منظور کرتے۔ یہ جمہوریت ہے!

بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کے ہر ایک MPA کو اس پورے عرصے میں سو کروڑ روپے سے لے کر ڈیڑھ سو کروڑ روپے تک development fund کے نام پر رشوت دی گئی ہے۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ عوام کہاں گئے؟ میں پوچھتا ہوں: اس جمہوریت میں عوام کا حصہ کہاں ہے؟ وہ ڈیڑھ ڈیڑھ ارب روپیہ جو ایک ایک MPA کی نذر کیا جا رہا ہے اگر وہ عوام کے اندھیرے گھروں کو روشنی دینے پر خرچ ہوتا، بھوکوں کو لقمہ کھلانے پر خرچ ہوتا، پریشان حالوں کی بیٹیوں کی شادی پہ خرچ ہوتا، انہیں چھوٹے گھر بنا کر دینے پر خرچ ہوتا، ان کے روزگار پر خرچ ہوتا تو ہم کہتے کہ یہ نظامِ جمہوریت ہے۔ مگر یہ تو جمہوریت نہیں آمریت ہے اور غریب عوام کے لیے مجبوریت ہے۔

پورے پانچ سالوں میں پنجاب کی اٹھارہ وزارتیں صرف وزیر اعلیٰ کے پاس

رہیں۔ جس ملک میں ایک سپاہی اور پٹواری بھی محکمہ خود بھرتی نہ کر سکے اس ملک میں کیا قانون، کیا آئین، کیا جمہوریت، کیا انصاف ہو گا؟ کیا اس سے زیادہ بدترین آمریت تاریخ میں کبھی ہو سکتی ہے؟ جنگلا بس کے پراجیکٹ، لیپ ٹاپ پروجیکٹ، سولر پینل کے پروجیکٹ سے کیا غریبوں کو روٹی ملی؟ یہ ارب ہا روپے غریبوں کی روٹی پہ لگائے ہوتے، یہ اربوں روپے بچا کر غریبوں کے لیے ادائیگی کر کے energy crisis ختم کیا ہوتا۔ لوگوں کو بجلی، گیس دی ہوتی، جوانوں کو روزگار دیا ہوتا، مہنگائی کنڑول کی ہوتی تو ہم کہتے کہ یہ نظام جمہوری نظام ہے۔ یہاں کے حکمرانوں اور لیڈروں کو تو عوام کے حقوق کا کوئی concept ہی نہیں ہے۔

اسی طرح وفاقی حکومت نے بھی اپنی حکومت کے آخری دن ہفتے کی چھٹی ہونے کے باوجود ترقیاتی اور صوابدیدی فنڈز نکلوانے کے لئے تاریخ میں پہلی بار حکم دیا کہ بینک کھلے رہیں گے۔ افسوس آخری دن اسمبلیاں ختم ہونے سے بھی پہلے بینکوں پہ ڈاکہ زنی کو روکا نہیں گیا۔ الیکشن کمیشن نے اجازت دی۔ الیکشن کمیشن کا فرض تھا کہ بینک بند کر دیتے، بینکوں کو حکم دیتے کہ پیسہ جاری نہ کیا جائے۔ حکومتیں جا رہی ہیں، کابینہ جا رہی ہے، اسمبلیاں جا رہی ہیں، بجائے خزانہ بچانے کے انہیں اتھارٹی لیٹر دے دیا، جائز کر دیا۔ جو لوگ قوم کا خزانہ آخری ایک دن بھی بچا نہ سکے وہ ملک کے انتخاب کو لوٹ مار سے کیسے بچائیں گے۔ یہ اس میں شریک ہیں، یہ فریق ہیں۔

جس ملک میں وزیراعظم 8 ماہ میں 37 ارب روپے صرف اپنے حلقے میں خرچ کرے، اقتدار کے آخری دنوں میں گریڈ 22 کے اسلام آباد کے 100 افسروں کو ایک ایک کنال کے پلاٹ دیئے جائیں تو کیا اس نظام کو آپ جمہوریت کا نام دیتے ہیں؟ یہ رویے غیر جمہوری ہیں، رویوں میں کرپشن ہے، رویوں میں بددیانتی ہے، رویوں میں شفافیت نہیں ہے، عوام کے حقوق غصب کرنے کی سفاکانہ کارروائی ہے، اداروں میں دھاندلی ہے۔ تمام سیاسی پارٹیز اپنے سیاسی مفادات کو دیکھتی ہیں۔

۵۔ الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل کے مکروہ مقاصد

حکومت کے ساتھ لانگ مارچ کے اختتام پر کئے گئے معاہدے کے نفاذ، انتخابی اصلاحات کے نفاذ، انتخابات کو ہر قسم کی دھاندلی سے پاک کرنے کے عمل کے نفاذ، لٹیروں اور کرپٹ لوگوں کو انتخابی عمل سے نکالنے کے عمل کے آغاز، ستھرے نمائندے پارلیمنٹ تک پہنچانے کے عمل کے لیے، الغرض ان تمام امور کا انحصار اس بات پر تھا کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان خود آئینی اور قانونی ہو، شفاف طریقے سے بنا ہو، وہ سیاسی جماعتوں کے مفادات کا محافظ نہ ہو۔ ایماندار ہو، غیر جانبدار ہو، منصفانہ الیکشن کروائے اور سیاسی مک مکا کے تحت الیکشن میں دھاندلی کے راستے نہ کھولے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ اس الیکشن کمیشن کا خاتمہ ہو اور نیا الیکشن کمیشن آئین پاکستان کے آرٹیکل 213 کے مطابق بنایا جائے کیونکہ موجودہ الیکشن کمیشن آئین کے آرٹیکل 213 کے مطابق نہیں بنا تھا۔ اس کے لئے ہم نے اس امید پر قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ وہاں سے عوام کو عدل و انصاف ملے گا مگر بدقسمتی کہ جس جگہ پر آئین کو شنوائی ملنا تھی وہاں بھی آئین کو نہ سنا گیا۔ جس جگہ قانون کی سماعت ہونا تھی وہاں قانون کی آواز کو سننا بھی گوارا نہ کیا گیا۔ جس جگہ عدل و انصاف کی بات ہونی تھی وہاں عدل و انصاف کی طرف جانا بھی گوارا نہ کیا گیا اور اصل موضوع پر آئے بغیر ایک غیر متعلقہ ایشو پر تین دن برباد کر کے غیر آئینی طریقے سے بنائے گئے الیکشن کمیشن کو تحفظ دیا اور اس تحفظ کے نتیجے میں انتخابات کو غیر شفاف، جانبدار اور کرپٹ بنانے کے تمام راستے ہموار کر دیئے۔

الیکشن کمیشن آئین کے آرٹیکل 213 کی شرائط کے مطابق نہیں بنا۔ حکومتی نمائندے، آئینی و قانونی ماہرین سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ الیکشن کمیشن کے پانچوں ممبر بھی اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ان کا تقرر غیر آئینی طریقے سے ہوا ہے اس لئے انہوں نے بھی کبھی میری بات کو نہیں جھٹلایا۔ مزید یہ کہ میری پٹیشن کو خارج کرنے والے سپریم کورٹ کے تینوں جج صاحبان بھی جانتے ہیں کہ الیکشن

کمیشن کے اراکین کی تقرری خلافِ آئین ہوئی ہے اسی لئے انہوں نے میری اصل پٹیشن پر توجہ دینے کی بجائے دہری شہریت کے معاملات کو بے جا موضوع بحث بنا دیا۔ الیکشن کمیشن کی تشکیل پر کہا گیا کہ پہلے آپ کہاں تھے؟ میں پوچھتا ہوں کہ ہر مسئلہ پر سوموٹو ایکشن (Suo moto action) لیا جاتا ہے، کوئی خبر اخبار میں چھپ جائے یا ٹی وی پر آ جائے تب بھی طلب کر لیا جاتا ہے۔ اس پر Suo moto action لے کر اپنے ضمیر کی آواز سے فیصلہ کیوں نہیں کیا کہ الیکشن کمیشن کے یہ نمائندے آئین کے آرٹیکل 213 کے مطابق مقرر ہوئے یا خلاف ورزی میں مقرر ہوئے۔

پارلیمنٹ آئین (Constitution) کا ایک ادارہ ہے، اس کا بھی احترام ہے، مگر اس کے ممبران کا رویہ غلط ہو گا تو ممبران پر تنقید قوم کا حق ہے ۔فوج بھی ادارہ ہے، بطور ادارہ اس کا احترام ہوگا، مگر کسی فوجی افسر کا ذاتی رویہ غلط ہو گا تو قوم کو تنقید کا حق ہے۔ عدلیہ بھی ایک آئینی ادارہ ہے، اس کا احترام ہے، مگر اس میں بیٹھنے والوں کا ذاتی رویہ غلط، آئین اور انصاف کے خلاف ہوگا، تو قوم کو ان کا محاسبہ کرنے کا بھی حق ہے۔

الیکشن کمیشن غیر آئینی تھا، غیر آئینی ہے، قانونی طور پر ناجائز تھا ناجائز ہے۔ اب ایسے الیکشن کمیشن سے جائز انتخابات کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ جس ادارے کی اپنی تشکیل، اپنا وجود شفاف طریقے سے نہیں بنا وہ پاکستانی قوم کو شفاف الیکشن کیسے دے سکتا ہے؟

میں ایمانداری سے کہتا ہوں اور پوری قوم سن لے کہ ایسے الیکشن کمیشن اور ایسے نظام کے تحت ہونے والے الیکشن میں دھاندلی اور کرپشن ہو گی۔ انہی لوگوں کو پلٹا کر پھر حکومت میں لایا جائے گا۔ پھر انہی لٹیروں کا بازار لگے گا۔ میرے لفظوں کو یاد رکھنا، انہی چوروں لٹیروں کا بازار لگے گا۔ یہی کرپشن ہوگی، جمہوریت کے منہ پر طمانچہ ہوگا۔ یہ الیکشن اس قوم کے لیے بہت بڑا جرم ہوگا۔ ظلم ہونے جا رہا ہے، پاکستان عوامی تحریک اس جرم میں حصہ دار بننے کے لیے تیار نہیں ہے، ہم اسے مسترد کرتے ہیں۔

ہم نے عوام کے حقوق کے لیے ہر دروازہ کھٹکھٹایا۔ پھر ہمارے میڈیا ٹرائل بھی

ہوئے، عدالتی ٹرائل بھی ہوئے، تہمتوں کے بازار بھی گرم ہوئے، الزامات کی بوچھاڑ بھی ہوئی، کردار کشی کی انتہاء کی گئی، میں ان تمام لوگوں کو معاف کرتا ہوں۔ میں نے اس سے پہلے آج کے دن تک نہ کسی کو گالی دی، نہ آج دوں گا، نہ آئندہ کبھی دوں گا۔ میں گالی کا کلچر ختم کروانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں، کردار کشی کا سیاسی کلچر ختم کرنے کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں۔ میں نے سیاست میں شرافت اور تہذیب لانے کے لیے جدوجہد شروع کی ہے۔ سیاست میں انسانی آداب و احترام اور حقوق پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کی ہے۔ کسی نے اگر سو گالیاں دیں، جھوٹی تہمتیں لگائیں، تو ہم کسی کا جواب نہیں دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ خدارا! اس قوم کو تہذیب و ثقافت اور ادب و احترام کا اچھا کلچر سکھایا جائے۔

کبھی کہا گیا کہ ان کے پیچھے امریکہ ہے، کبھی کہا گیا فوج پشت پناہی کر رہی ہے۔ میں نے پہلے دن کہا تھا کہ ہمارے پیچھے سوائے اللہ کی ذات کے اور کوئی نہیں ہے، کل بھی اللہ تھا، آج بھی اللہ ہے اور آئندہ بھی اللہ ہو گا۔

۶۔قوم کو اعتماد دینے کی ضرورت ہے

یہ الزام بھی لگا کہ لانگ مارچ کے لئے فنڈ کہاں سے آئے؟ اللہ کی عزت کی قسم! اگر اس ملک کا نظام بدل جائے، ملک کی قیادت دیانتدار اور ایماندار لوگوں کے ہاتھ آ جائے، دوہری شہریتوں والے پاکستانیوں کا اعتماد قائم ہو جائے کہ پاکستان بھیجا جانے والا پیسہ کرپشن کی نذر نہیں ہو گا بلکہ جس مقصد کے لیے جائے گا وہیں خرچ ہوگا۔ اگر ایماندار اور انقلابی قیادت کے ذریعے یہ اعتماد بحال ہو جائے تو تم چار جلسوں کے فنڈ پوچھتے ہو میں جواب میں کہتا ہوں کہ میں تمہیں ایک سال میں پاکستان کے بیرونی قرضے اتار کے دے سکتا ہوں۔ کیا World Bank! کیا IMF! کیا پیرس کلب! پاکستانی قوم بڑی غیرت مند قوم ہے، وہ خون کا قطرہ قطرہ پاکستان کے لیے بہا دیتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان

کے اعتماد کو بحال کیا جائے۔

قرضے اتارنے کی یہ بات میں سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں۔ میں نے 32 سال پاکستانی قوم کی بے لوث خدمت کی ہے۔ ہمارے کردار میں اور باقی بہت سے اوروں کے کردار میں فرق ہے۔ وہ لوگ جب بیرون ملک جاتے ہیں تو ان کے دن رات کے خرچے اور رات اور دن کے دھندے، ان کے کارکن اور پاکستانی قوم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے لیڈروں کے نام پر قوم پیسے کیوں لٹائے گی؟ جبکہ میں نے 32 سال میں اپنے کارکنان اور تنظیمات سے ایک پیسہ تحفے اور نذرانے کے نام پر نہیں بٹورا۔ میں نے 32 سالہ جدوجہد میں اپنی سینکڑوں کتب اور ہزاروں خطابات کی ایک روپے کی بھی رائلٹی اپنے اوپر حرام کر رکھی ہے، وہ بھی میری تحریک کے لئے ہمیشہ کے لیے وقف ہے۔

جب یہ کردار آپ اپنے کارکنوں کو، پاکستانی قوم کو دکھائیں گے تو خدا کی قسم! وہ اپنے منہ سے نوالہ بھی نکال کر پاکستان کا قرضہ اتارنے کے لیے قربان کر دیں گے۔ قیادت چاہئے، امانت چاہئے، دیانت چاہئے، کرپشن ختم ہو جائے اور لٹیرے لیڈروں کا راج ختم ہو جائے تو پاکستان آج بھی ملائشیا اور سنگاپور بن سکتا ہے۔

۷۔ دورِ جدید کے انقلابات

☆ انقلاب کو اگر دورِ جدید کی تاریخ کے تناظر میں دیکھنا چاہیں تو انقلابِ روس کو دیکھ لیں۔ وہاں بھی دولت اور طاقت ایک طرف تھی اور روس کے غریب عوام ایک طرف تھے۔

☆ انقلاب فرانس کی تاریخ پڑھ لیں۔ بادشاہت، دولت، سیاست، طاقت ایک طرف تھی؛ کمزور، غریب، مجبور ایک طرف تھے۔

☆ چین کے انقلاب کو دیکھ لیں۔ وہاں بھی مقتدر، طاقتور و دولت مند طبقات ایک طرف اور مجبور و مقہور عوام ایک طرف تھے۔

ہمیشہ حکومت، دولت، طاقت، سیاست ایک طرف ہوتی ہے اور غریب کے حقوق کی بات کرنے والا معاشرے میں تنہا ایک طرف ہوتا ہے مگر رب اس کو تنہا نہیں رہنے دیتا۔ لاکھوں کروڑوں عوام، مزدور، جوان اس کی طاقت بن جاتے ہیں۔ یہی جوان اور غریب ایک انقلاب لاتے ہیں جس کی طاقت سے حکومت، دولت اور سیاست سب بہہ جاتے ہیں۔ آج بھی تاریخ کا یہی سبق ملکِ پاکستان میں دہرایا جا رہا ہے۔ ملک کی سب سیاسی جماعتیں، سیاست، حکومت و اقتدار، دولت سب ایک طرف ہیں اور دوسری طرف غریب عوام ایک طرف۔ محروم، پسے ہوئے محنت کش نوجوان، بیٹے، بیٹیاں جنہیں مستقبل نظر نہیں آ رہا، جن کو مایوسیوں کے اندھیروں میں دھکیل دیا گیا ہے وہ میرے ساتھ ہیں۔ میں سیاست، حکومت، طاقت اور دولت کے بل بوتے پر سازشیں کرنے والوں، پروپیگنڈا کرنے والوں اور انقلابیت کا حوصلہ پست کرنے والے سازشیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ پاکستان کے کروڑوں غریب مظلوم میرے دست و بازو ہیں، پاکستان کے محروم لوگ میرے ساتھ ہیں، ہم سب مل کر پاکستان کے حقوق کے لیے انشاء اللہ جنگ لڑیں گے۔ قائداعظم نے یہ ملک اشرافیہ کے لیے نہیں بنایا تھا۔ یہ ملک اللہ کی رحمت اور آقا علیہ السلام کے تصدق سے اٹھارہ کروڑ عوام کے لیے بنا تھا۔ ہم اس ملک کو اشرافیہ سے چھین کے دم لیں گے اور لٹا ہوا ملک غریبوں کو لوٹا کر دم لیں گے۔ ہم غریبوں کے روزگار، بیٹیوں کی عزت، مزدوروں کی خوشحالی اور عوام کے جملہ حقوق کی جنگ لڑیں گے۔

۸۔ ایک نظام، مختلف چہرے

یاد رکھ لیں! دولت کا مزاج ہے کہ دولت کبھی عوام کو اٹھنے نہیں دیتی۔ اگر دولت کے سامنے غریب سر اٹھائے گا تو دولت اس کے سر کو کچل دے گی۔ اگر طاقت کے سامنے کمزور سر اٹھائے گا تو طاقت کمزور کے سر کو کچل دے گی۔ اگر سیاست کے سامنے کوئی محروم اور مظلوم سر اٹھائے گا تو سیاست اس محروم کا سر کچل دے گی۔ یہاں سب کچھ طاقتور کے قبضے میں ہے۔ سیاست بھی طاقتور کے پاس، جمہوریت بھی طاقتور کے پاس، قانون بھی

طاقتور کے پاس اور عدالت بھی طاقتور کے پاس، عزت بھی طاقتور کے پاس، خوشحالی بھی طاقتور کے پاس، راحت و آرام اور چین اور سکون بھی طاقتور کے پاس، حفاظت بھی طاقتور کے پاس، الیکشن بھی طاقتور کے پاس، ایوان بھی طاقتور کے پاس، حکومت بھی طاقتور کے پاس اور اقتدار بھی طاقتور کے پاس ہے۔ یہ ایک ہی نظام کے مختلف چہرے ہیں۔ میری جدوجہد نے ایک ایک چہرے کا نقاب اتار دیا اور چھپے ہوئے سارے چہرے بے نقاب کر دیئے ہیں۔ وہ چہرے جنہوں نے شرافت کے پردے ڈال رکھے تھے، جنہوں نے عزت کے پردے ڈال رکھے تھے، ان سب کے مکروہ کردار، ان کے مکروہ شب و روز، ان کے مکروہ ارادے جو پردوں میں چھپے ہوئے تھے اور کسی کو جرأت نہ تھی کہ ان طبقات کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتا، میں نے ان تمام کرداروں پر پڑے پردے اٹھا دیئے ہیں اور سب چھپے ہوئے چہرے بے نقاب کر دیئے ہیں۔ عوام کو بتایا ہے کہ یہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ اس نظام نے سارا کچھ اٹھا کر طاقتوروں اور اشرافیہ کو دے دیا۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو دے دیا۔ لٹیروں، ڈاکوؤں اور چوروں کو دے دیا۔

دوسری طرف اسی نظام نے غریبوں، مقہوروں اور اس ملک کے 18 کروڑ عوام کو فقر و فاقہ، غربت و مہنگائی، خودسوزی، خودکشی، عزت فروشی، مایوسی، محرومی، بے مددگاری، بے روزگاری اور اندھیرے دیئے ہیں۔ پورے ملک سے بجلی اور گیس جیسی ضرورت کی اشیاء بھی چھین لی ہیں۔ گھریلو زندگیاں اور صنعتیں تباہ کر دی ہیں۔ لاکھوں مزدور اور محنت کش بے روزگار ہو گئے ہیں۔ بے روزگاری کی وجہ سے پورے ملک میں ڈکیتیاں بڑھ گئی ہیں، بے روزگاری کی وجہ سے جرائم بڑھ گئے ہیں۔ گیس اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں گھروں کا چولہا بند ہو گیا۔ مہنگائی نے جینا دوبھر کر دیا۔

ان حالات میں میرا مقصد عوام کو شعور دینا ہے کہ اِن کے حقوق پر کون نقب لگائے ہوئے ہے۔ کون اِن کے حقوق کو پامال کر رہا ہے۔ سُن لو! اس نظام نے سوسائٹی تقسیم کر دی۔ ظالم ایک طرف، مظلوم ایک طرف۔ طاقتور ایک طرف، کمزور ایک طرف۔

لٹیرا ایک طرف اور غریب محروم ایک طرف۔ اس تقسیم نے ہمیشہ غریب عوام کے ساتھ ظلم کیا۔ موجودہ نظام کے تحت تبدیلی ناممکن ہے۔ انقلاب کے لئے اور اس نظام کی بوسیدہ دیواروں کو گرانے کے لیے میرے ساتھ مل کر قوم کو علَمِ بغاوت بلند کرنا ہوگا۔ اس ظلم کے نظام کی دیواروں کو گرانے کا عزم کرنا ہوگا۔ جبر و بربریت کی دیواروں کو گرانا ہوگا، استحصال کی دیواروں کو گرانا ہوگا اور ہم انشاء اللہ ظلم، جبر، استحصال، ناانصافی اور مکر و فریب کے خاتمے تک جنگ لڑیں گے۔

۹۔ نگران حکومت کا قیام...... ایک ڈرامہ

ایک اہم بات سے پوری قوم کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ نگران گورنمنٹ کا ڈھونگ اور ڈرامہ صرف پاکستان میں ہے۔ دنیا کی کسی جمہوریت میں نگران سیٹ اپ نہیں ہوتے، وہاں نظام ہوتے ہیں، شفافیت ہوتی ہے، ادارے ہوتے ہیں، عدل و انصاف ہوتا ہے، قانون کا راج ہوتا ہے۔ مدت ختم ہونے پر وہ صدر یا وزیراعظم خود الیکشن کرواتا ہے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، ملائشیا، ترکی، جرمنی، انڈیا، ایران کسی بھی جگہ نگران حکومت قائم نہیں ہوتی۔ انہوں نے نظام کے اندر اتنی مضبوطی، استحکام، شفافیت اور آئینیت پیدا کر لی ہے کہ چاہے کوئی بھی جماعت پاور میں ہو وہ الیکشن میں دھاندلی نہیں کرواتی، ان کا اعتماد ہوتا ہے۔

امریکہ سے جا کر اقتدار کی بھیک مانگنے والو! ان کے طور طریقے بھی سیکھو۔ ہر فیصلے کے لیے لندن جانے والو! ان کے شفاف نظام کے طور طریقے بھی سیکھو۔ یہ حکومتیں خود الیکشن کراتی ہیں مگر الیکشن کمیشن اتنا مضبوط، خودمختار اور طاقت ور ہے کہ حکومت کی مجال نہیں ہوتی کہ مداخلت کر سکے۔ جمہوریت اس نظام کا نام ہے۔ ایسا نظام پاکستان میں لاؤ جس سے دھاندلی کا خاتمہ ہو جائے، شفافیت آ جائے، امانت و دیانت آ جائے، اداروں پر اعتماد ہو اور سیاسی لیڈر دھاندلی کا نہ سوچیں، پھر ہم کہیں گے کہ اس ملک میں جمہوریت

ہے اور یہ صحیح سیاست ہے۔ دنیا میں نگران حکومتوں کے قیام کے حوالے سے چار ملکوں کا نام آتا ہے۔ ان ممالک کے نام سن کر آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ ان کرپٹ، نااہل اور نالائق سیاسی لیڈروں نے پاکستان کو کہاں لا کھڑا کیا ہے۔ ان ممالک میں کوسووا، پولینڈ، روانڈا اور نیپال شامل ہیں۔ ہم نے نگران حکومت کا فارمولا مک مکا کے لئے وضع کر رکھا ہے۔ہم نے اپنے اداروں کو مضبوط نہیں کیا، عدل و انصاف کو طاقتور نہیں بنایا، transparency and accountability نہیں لائے۔ قانون کو مضبوط نہیں کیا۔ ہر طرف بدنیتی ہے، کرپشن ہے، دھاندلی ہے۔ ہر جماعت by hook or crook الیکشن جیتنا چاہتی ہے۔ افسوس اس پر ادارے خاموش ہیں اور اس کو سیاسی عمل کا نام دیا جا رہا ہے۔ جو اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ خاص ایجنڈے کے ساتھ آیا ہے۔ جو ظلم اور اندھیر نگری کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ جمہوریت کو پٹڑی سے اتارنے آیا ہے۔ ظالمو! مجھے دکھاؤ تو سہی کہ جمہوریت ہے کہاں، کون سی جمہوریت تم نے بنا رکھی ہے جو آئین پر عمل درآمد سے پٹڑی سے اتر جائے گی؟ دنیا تمہارا مذاق اڑا رہی ہے!

۱۰۔ مہنگائی اور دہشت گردی کا گراف

2008ء سے 2013 تک ان جمہوری حکومتوں نے پانچ سال میں کیا دیا؟ 2008ء میں پٹرول 56 روپے تھا آج 106 روپے فی لیٹر ہے، ڈیزل 39 روپے لیٹر تھا آج 110 ہے، سی این جی 30 روپے تھی آج 75 روپے ہے، امریکی ڈالر پاکستانی روپے کی قدر میں 68 روپے کا تھا آج 100 روپے کا ہے، آٹا 12 روپے کا تھا آج 38 سے 42 روپے کا ہے، چینی 27 روپے کی تھی آج 55 روپے ہے، دودھ 23 روپے کا تھا آج 70 روپے ہے، کوکنگ آئل 70 روپے کا تھا آج 190 روپے فی کلو ہے، یوریا کھاد 700 روپے تھی آج 1810 ہے، چائے 65 روپے تھی آج 145 روپے ہے، مرغی 71 روپے تھی کلو آج 145 روپے ہے، بڑا گوشت 120 روپے تھا آج 400 ہے، چھوٹا گوشت 330 تھا

آج 650 ہے، دالیں 70 روپے کی تھیں آج 110 ہیں، کچھ دالیں 50 روپے کی تھیں آج 105 ہیں، بجلی کا یونٹ 3.13 روپے تھا آج 9.38 روپے ہے۔

جمہوریت نے اس قوم کو سب سے بڑا تحفہ یہ دیا کہ گزشتہ 5 سالوں میں اوسطاً روزانہ 12 ہلاکتیں ہوئیں۔ دہشت گردی کے نتیجے میں پانچ سالوں میں چالیس ہزار شہید ہوگئے۔ کراچی میں ہر روز درجنوں لوگ ٹارگٹ کلنگ سے شہید ہوتے رہے ہیں، بلوچستان بدامنی اور بغاوت کا شکار ہے، وہاں ایک مکتبہ فکر سو سو لاشیں لے کر چار دن بیٹھتا ہے، کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ خیبر پختونخواہ میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے، ہر شخص خوفزدہ ہے۔ مسیحی برادری کے 200 کے قریب گھر نذر آتش کر دیئے گئے، کوئی ٹس سے مس نہیں ہوا۔ ظالمو! قائداعظم نے پاکستان ان مقاصد کے لیے بنایا تھا؟ ان کی روح تڑپتی ہوگی۔

تقدیر نے کیا اس لئے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

قائداعظم نے جو نشیمن بنا کے دیا تھا ہم اس نشیمن کو آگ لگا رہے ہیں اور سب ادارے تماشا دیکھ رہے ہیں اور جو کچھ ہوگا ہم سب اس ظلم اور جرم کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ تو آج کا نقشہ تھا، مگر عزیزو، ماؤں، بہنو، بیٹیو، بزرگو، بھائیو، بیٹو مایوس نہیں ہونا، مایوس نہیں جانا، میں تمہیں امید کا چراغ تھما کر گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔ تمہارے دلوں میں یقین کا چراغ جلا کر بھیجنا چاہتا ہوں، مایوس نہیں ہونا، پاکستان میں بڑا potential ہے، پاکستان بنا تھا اللہ کی مدد سے اور انشاء اللہ قائم رہے گا، لٹیروں کا خاتمہ ہوگا، ایک دن آئے گا آپ جیتیں گے۔

موجودہ مسائل کے حل کا چوتھا اصول مالدار لوگوں پر ٹیکس کا نفاذ ہے۔ امیروں سے لینے اور غریبوں کو دینے کا نظام نافذ کرنا ہوگا۔ اس اصول کا تعلق حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ. (1)

ان کے امیروں سے لیا جائے اور ان کے غریبوں کو لوٹایا جائے۔

پوری مغربی دنیا میں اُصول ہے کہ آمدنی بڑھنے پر بیس فیصد تک ٹیکس گورنمنٹ لیتی ہے اور اس ٹیکس کو غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں تو سارا نظام ہی آدم خوری اور چوری کا ہے۔ روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، صحت، روزگار ہر شہری کا حق ہے۔ جو سوسائٹی غریبوں کو یہ حق نہیں دیتی وہ سوسائٹی اور وہ نظام ظالم ہے۔

۱۱۔ مسائل و مشکلات کا حل

میں سر زمین پاکستان میں ایسا انقلاب چاہتا ہوں جو پرامن، آئینی، جمہوری، قانونی، اخلاقی، فکری اور ذہنی انقلاب ہے؛ جس سے پوری قوم کے حالات بدلیں۔ اِن جملہ امراض اور مسائل و مشکلات کے حل کے لئے موجودہ نظام کو بدلنے کی غرض سے درج ذیل چار اصولوں کو اپنانا ہوگا۔ یہ چار اصول دراصل چار ستون ہوں گے جو معاشرے میں تبدیلی کا پیش خیمہ بنیں گے:

۱۔ استحصالی جاگیرداریت کا خاتمہ

۲۔ استحصالی سرمایہ داریت کا خاتمہ

۳۔ مہنگائی کی شرح میں اضافہ کے مطابق تنخواہوں میں اضافہ

۴۔ صرف مالدار طبقہ پر ٹیکس کا نفاذ

اس انقلاب اور تبدیلی کا پہلا ستون استحصالی جاگیرداریت کا کلیتًا خاتمہ ہے کہ سینکڑوں، ہزاروں ایکڑوں کے مالک جاگیردار جو لاکھوں انسانوں کے مالک بنے بیٹھے

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب أخذ الصدقة من الأغنياء وترد فی الفقراء، ۲: ۵۴۴، رقم: ۱۴۲۵

ہیں ان سے جاگیریں چھیننی ہوں گی اور چھوٹے چھوٹے یونٹ بنا کر غریب کسانوں اور مزارعوں میں تقسیم کرنا ہوں گے۔ اگر اس نظام کو سنوارنے کا موقع اللہ نے دیا تو جاگیرداریت کے بت توڑ کر پاش پاش کردیں گے۔

دوسرا ستون استحصالی سرمایہ داریت کا خاتمہ ہے۔ اس کے لئے تمام ملوں اور کارخانوں کے منافع کے پچاس فیصد کے مالک اور حق دار مزدور ہوں گے۔ زراعت کا یہ اُصول حضور نبی اکرم ﷺ نے عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے عدل وانصاف اور مساوات اس طرح قائم کی کہ اپنی سوسائٹی میں سب کو یکساں عدل وانصاف کے ساتھ یکساں خوشحال ہونے کا موقع دیا۔ جب تک مزدور، محنت کش اور غریب کو منافع کا آدھا مالک نہیں بنایا جاتا، غریب کا مقدر اس ملک میں کبھی نہیں سنور سکتا۔

مسائل کے حل کے لئے جس تیسری سمت توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری یا نجی ملازمت والے لوگوں کی تنخواہوں میں مہنگائی کی شرح کے مطابق اضافہ ہونا چاہیے۔ جتنی مہنگائی بڑھے اتنی تنخواہ خود بخود بڑھ جائے۔ پاکستان کے قیام کے بعد جب اسٹیٹ بینک آف پاکستان بنایا گیا تو دس سال تک امریکی ڈالر کی قیمت ساڑھے تین روپے پر فکس کر دی گئی اور دس سال تک ایک پیسہ بھی ڈالر کی قیمت کا بڑھنے نہیں دیا۔ اگر وہ حکمران یہ کر سکتے تھے تو بعد کے حکمران کنڑول کیوں نہیں کر سکتے۔ وجہ یہ ہے کہ اُن حکمرانوں میں درد تھا، وہ پاکستان بنانے والے تھے اور جو بعد میں آئے وہ پاکستان کو لوٹنے والے اور بگاڑنے والے ہیں۔ یاد رکھ لیں کہ امریکہ اور عالمی مارکیٹ میں ڈالر کی قدر و قیمت نہیں بڑھی، سالہا سال سے اس کی وہی قدر و قیمت ہے جبکہ ہمارے ہاں ڈالر کی قیمت بڑھ کر سو روپے چلی گئی کیونکہ پاکستان کے روپیہ کی قدر کم ہوگئی ہے۔ غلط معاشی پالیسی، کرپشن، بے پناہ قرضے اور قرضوں کی ادائیگی کے لیے بھی قرضے اور نوٹوں کا چھاپنا وہ اسباب ہیں جو روپے کی قدر کے کم ہونے کا باعث بنے۔ جب ملک کی معیشت برباد ہوتی ہے تو اس کی کرنسی نیچے گرنے لگ جاتی ہے۔ افسوس ہم اپنی معیشت کو سنبھال نہیں

سکے۔

مجموعی طور پر ملک کی معاشی پالیساں اور سیاسی پالیساں اتنی برباد ہوئی ہیں کہ بطور ریاست پاکستان کی صلاحیت گرگئی ہے اور مجموعی صلاحیت کے اعتبار سے ہم دنیا میں 130ویں نمبر پر ہیں یعنی 129 ممالک ہم سے بہتر صلاحیت رکھتے ہیں۔ ریاست کے برقرار رہنے، معیشت چلانے، نظام چلانے کی طاقت، صلاحیت، قابلیت، استعداد کہ یہ ریاست کامیاب ریاست کے طور پر برقرار رہ سکتی ہے یا نہیں، اس حوالے سے 129 ممالک ہم سے بہتر ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے حکمران ناکام رہے۔ اس ملک کو چلانے، ایک اچھا نظام دینے، معیشت کو سنبھالنے، اس ملک کو اچھا مستحکم سیاسی نظام دینے، اچھا عدل و انصاف دینے اور اس ملک کی صلاحیت کو برقرار رکھنے میں ناکام رہے۔ بین الاقوامی سروے میں ایک جیسے ممالک کا باہمی موازنہ کرایا جاتا ہے کہ کون صلاحیت کے اعتبار سے کہاں ہے۔ آیئے گزشتہ تین سالوں 2008ء سے 2011ء تک انڈیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، برازیل، انڈونیشیا اور پاکستان کا صلاحیت کے اعتبار سے باہمی موازنہ پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

ملک	ریاستی صلاحیت میں اضافہ یا کمی
انڈونیشیا	+10
سری لنکا	+17
انڈیا	-2
برازیل	-2
بنگلہ دیش	-1

پاکستان	-22

افسوس ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہو گئے۔ ہم نے بطورِ قوم و ریاست صرف دو چیزوں میں ترقی کی:

۱۔ دہشت گردی

۲۔ کرپشن

دہشت گردی میں پاکستان پوری دنیا میں افغانستان کے بعد دوسرے نمبر پر خطرناک ملک ہے۔ کرپشن میں 139 درجے نیچے چلا گیا ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ نیب کے چیئرمین کے مطابق اس ملک میں ہر روز دس سے بارہ ارب روپے یومیہ کرپشن ہو رہی ہے۔ یہ کرپشن براہِ راست رشوت اور خیانت کی صورت میں بھی ہے اور ٹیکس چوری کی صورت میں بھی ہے۔ اگر صرف اس کرپشن کو روک دیا جائے تو غریبوں کی حالت سنور سکتی ہے۔ مگر یہ نہیں ہوگا۔ لوگ جب تک اپنا حق لینے کے لیے خود نہیں اٹھیں گے۔ کوئی آپ کو آپ کا حق جھولی میں نہیں دے جائے گا۔ اپنے حق کی جنگ آپ کو خود لڑنا ہوگی۔ اپنے حق کیلئے لڑنا سیکھیں۔ پس ملازم پیشہ لوگوں کی تنخواہوں کو کئی گنا کرپشن اور عیاشی کے اخراجات روک کر بڑھایا جائے۔ ہمارے ساتھ موجود ہمسایہ ملک بھارت اور بنگلہ دیش میں تنخواہوں کا تناسب ہمارے ہاں سے کہیں بہتر ہے۔ کیا وجہ ہے ان سب کی حالت ہم سب سے بہتر ہو رہی ہے اور ہم ذلیل و رسوا ہوتے پھرتے ہیں۔ ان حالات کے ذمہ دار ہمارے لیڈر ہیں۔

۱۲۔ ریاست کے ستونوں کی کارکردگی

تاجدارِ کائنات ﷺ، اسلام، قرآن و سنت، آئینِ پاکستان، حقیقی جمہوریت اور قائداعظم کی تعلیم نے غریب عوام کو تمام حقوق دیئے مگر حکمرانوں کی نااہلی کی بناء پر عوام کو یہ حقوق نہیں مل رہے۔ یہ حقوق ریاست نے دینے تھے اور ریاست تین شعبوں کا نام ہے:

۱۔ مقنّنہ

۲۔ انتظامیہ

۳۔ عدلیہ

مقنّنہ (پارلیمنٹ) کا کام ان قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنانا تھا مگر MNAs اور MPAs نے 65 سال میں یہ حق ادا نہیں کیا۔

دوسرا ستون انتظامیہ/حکومت ہے۔ گورنمنٹ فیل ہو چکی ہے اور اپنی عیاشیوں میں مصروف ہے۔ گورنمنٹ کی ترجیحات میں عوام کہیں نہیں۔

تیسرا ستون عدلیہ کا ہے۔ یہاں بھی تیس تیس سال گزر جاتے ہیں مگر کسی کو اس کا حق نہیں ملتا۔ آدمی مر جاتا ہے اور کیس اولاد اور آگے ان کی اولاد بھگتتی رہتی ہے۔ سرکاری اور مصدقہ اطلاع کے مطابق پاکستان کی عدالتوں میں سولہ لاکھ سے زائد مقدمات ملتوی پڑے ہیں۔ عوام کے مسائل حل کرنے اور انہیں سہولتیں فراہم کرنے کے لیے حکمرانوں کے پاس پیسہ نہیں مگر عیاشیوں کے لیے ان کے پاس تمام ذرائع و وسائل موجود ہیں۔

ان تینوں شعبہ جات کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ایک ہی طرح کے لوگ، امیداوار، جماعتیں، طبقے 65 سال سے ہم پر مسلط ہیں، ان کے 18 کروڑ عوم پر مسلط ہونے کی وجہ موجودہ کرپٹ و فرسودہ نظام ہے جو لٹیروں نے کمال عیاری کے ساتھ جمہوریت کے نام پر غریب عوام پر مسلط کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اس نظام کے خلاف بغاوت کرنا ہو گی۔ اس نظام کے تحت الیکشن سے کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اگر نظام نہ بدلا، الیکشن کا طریقہ بھی یہی رہا، دھن، دھونس اور دھاندلی بھی یہی رہی اور یہی عیاری مکاری رہی، تو سن لو کہ خاکم بدہن پاکستان اگلے پانچ سالوں میں ٹوٹ جائے گا۔ اس ملک کو سنوارنے کا موقع نہیں رہے گا۔ لہٰذا اس نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا ہو گا۔ ہمت و جرأت سے

قدم آگے بڑھانا ہوں گے، اللہ رب العزت کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت انقلاب کا راستہ نہیں روک سکتی۔ ہم ظلم نہیں ہونے دیں گے، ملک کو ٹکڑے نہیں ہونے دیں گے بلکہ ہرصورت پاکستان کی ریاست کو بچائیں گے۔

۱۳۔ پاکستانی باصلاحیت قوم ہیں

پاکستان نفرتوں کی وجہ سے لخت لخت ہو چکا ہے۔ اس زمین پر بہت خون بہہ چکا ہے۔ فرقہ واریت، لسانیت اور صوبائی عصبیت کی وجہ سے لوگوں کے درمیان محبت، اخوت اور وحدت کا رشتہ کٹ گیا ہے۔ موجودہ سیاسی قیادت تمام اکائیوں کو جوڑ کر رکھنے میں ناکام ہوگئی۔ ملک اندھیروں میں ڈوب گیا، نوجوان نسل مایوس ہوگئی، لوگ روزگار سے محروم ہو گئے، عدل وانصاف کا خاتمہ ہوگیا، تعلیم کا فروغ نہ رہا، عوام صحت اور علاج کی سہولتوں سے محروم ہو گئے، بجلی اور گیس ناپید ہے اور بنیادی ضروریاتِ زندگی کا حصول تک مشکل ہو گیا ہے، پٹرول، ڈیزل، گیس کے ریٹ کہاں سے کہاں لے گئے ہو؟ تم نے تو زندگی کو بوجھ بنا کے رکھ دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ پاکستان کے اندر وسائل، قدرتی ذخائراور ذرائع نہ تھے، نہیں، ایسا نہیں ہے۔ پاکستان کے پاس ذرائع، وسائل، قدرتی ذخائر اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر نعمت موجود ہے۔ قوم کے پاس اللہ رب العزت کی عطا کردہ صلاحیتیں ہیں۔ اس قوم کے افراد دماغ، صلاحیت اور استعداد کے اعتبار سے امریکہ یورپ سمیت دنیا کی کسی بھی ترقی یافتہ قوم سے پیچھے نہیں۔ یہ ایک باصلاحیت قوم ہے۔

اس قوم کے عزم، ارادے اور پیکر امن و استقامت کا ایک منظر تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 13 تا 17 جنوری 2013ء کے لانگ مارچ کے دوران پوری دنیا نے دیکھا۔ جب لاہور تا اسلام آباد 38 گھنٹوں پر محیط سفر کسی بھی قسم کے جلاؤ گھیراؤ، توڑ پھوڑ کے بغیر کیا گیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اس قوم کے لاکھوں عظیم فرزند ملک وقوم کی تعمیر کے عظیم مقصد کے لئے 4 دن تک پرامن احتجاج کرتے رہے۔ یہ اس غیور اور

پرامن قوم کا حقیقی چہرہ تھا کہ درخت کا ایک پتہ، کوئی گملا یا شیشہ تک نہ ٹوٹا۔ شرکاء لانگ مارچ کی اس دوران ایثار و قربانی کی عظیم مثالیں سامنے آئیں؛ کھانا، پانی اور دودھ خود پینے کے بجائے دوسروں کے بچوں میں تقسیم کرتے رہے۔ اس قوم نے اُن پانچ دنوں میں صحابہ کرام کی سیرت اور اہلِ بیت اطہار کی پیروی کی یاد تازہ کر دی۔ پاکستانی قوم دہشت گرد قوم نہیں ہے۔ یہ پرامن، رواداری اور اعتدال والی قوم ہے۔ اس قوم کو اگر قیادت و رہبری مل جائے تو یہ اقوامِ عالم کی سب سے عظیم قوم بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

۱۴۔ غلطی کہاں ہوئی؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پاکستانی قوم ایک باصلاحیت قوم ہے، سرزمین پاکستان قدرتی خزانوں اور صلاحیتوں سے مالامال ہے تو ہم سے غلطی کہاں ہوئی کہ ہم سب کچھ کھو بیٹھے؟

اس سوال کا افسوسناک جواب یہ ہے کہ سب سے پہلی غلطی یہ ہوئی کہ ہم نے عوام کو حکمرانی دینے کے بجائے اشرافیہ اور طاقتور طبقات کو حکمران بنا دیا۔ یاد رکھ لیں جب جاگیر دار، سرمایہ دار، صنعت کار، بڑا تاجر اور مالدار طاقتور طبقے سیاسی لیڈر بن کر حکمران بن جائیں تو کسی اور کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ پہلے زمانے میں فلاسفر کہا کرتے تھے کہ یا حکومت کرو یا تجارت کرو۔ جب صنعت کار، تاجر، جاگیر دار حکمران بھی بن جاتا ہے تو وہ اپنے مفاد کے لیے جو کچھ جس وقت چاہے بنا دے اور جو چاہے بدل دے۔ وہ حکومت و اقتدار اور اختیار کے بل بوتے پر دولت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اور دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں جمع ہوتی چلی جاتی ہے۔ نتیجتاً کروڑوں محروم لوگ غربت کی زندگی میں جل جل کر مر جاتے ہیں۔ قائد اعظم کا وعدہ تھا کہ ایسی ریاست بنائیں گے جس میں عوام کی حکومت ہوگی عوام طاقتور ہوں گے۔ افسوس ہم نے طاقتور اور اشرافیہ کی اسٹیٹ بنا دی اور خود غلام بن کے رہ گئے۔

دوسری غلطی یہ ہوئی کہ اس ملک میں جاگیردارانہ نظام کو فروغ دیا۔ اب مزارع، کسان، ہاری اور دیہاتوں میں رہنے والے غریب لوگ جاگیرداروں کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے، آزادانہ ووٹ نہیں دے سکتے۔

تیسری غلطی یہ ہوئی کہ سچی جمہوریت لانے کے بجائے ہم نے آمریت کو فروغ دیا۔ ہمارے ملک میں دو طرح کی آمریت رہی ہیں:

۱۔ فوجی آمریت

۲۔ سیاسی آمریت

یاد رکھ لیں، آمریت صرف فوجی نہیں ہوتی بلکہ سیاسی بھی ہوتی ہے اور انتخابی بھی ہوتی ہے۔ اگر فوجی آمر آئے، مارشل لا لگائے تو اس کو ملٹری ڈکٹیٹر شپ کہتے ہیں۔ اگر سیاسی لوگ انتخابات کے ذریعے پارلیمنٹ میں آجائیں اور پھر عوام کے حقوق پامال کریں، اپنے اقتدار کو مضبوط کر لیں تو اس کو سیاسی اور انتخابی آمریت کہتے ہیں۔ 65 سال سے پاکستان میں جمہوریت آئی ہی نہیں، فوجی آمریت آئی ہے یا سیاسی آمریت آئی ہے۔ سیاسی لوگوں نے ایک بولی بنا رکھی ہے کہ ہم آمریت کے خلاف جنگ لڑتے رہے مگر وہ اس حقیقت کو نظر انداز کر جاتے ہیں کہ فوجی آمریت کے خلاف لڑتے رہے مگر سیاسی آمریت قائم کرتے رہے۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ ہر وہ نظام آمریت ہے جو عوام کو حقوق سے محروم کردے۔ اگر وہ ایک خاندان کی وارثت ہو تو اسے بادشاہت کا نام دیتے ہیں، اگر وہ فوجی آمریت ہو تو اسے ملٹری ڈکٹیٹر شپ کہتے ہیں۔ اگر منتخب ہو کر آنے والے سیاسی لیڈر کی آمریت ہو تو اسے سیاسی اور انتخابی آمریت کہتے ہیں۔ یہ سب آمریت کی شکلیں ہیں۔ پاکستان کی عوام نے ابھی تک جمہوریت کا چہرہ دیکھا ہی نہیں ہے۔ جمہوریت وہ ہے جو پاکستان کے آئین میں درج ہے، جمہوریت وہ تھی جس کا وعدہ قائداعظم نے کیا تھا جسے آج تک لیڈروں نے ایفاء نہیں ہونے دیا۔

چوتھی غلطی ہم سے یہ ہوئی کہ ہمارے ہاں سارے اختیارات مرکز میں رہے اور صوبوں کو محرومی کا احساس دیا، نتیجتاً صوبوں کے درمیان باہمی یگانگت نہ رہی اور قومی وحدت پر ضرب کاری لگی۔

الغرض ہمارے ہاں اغلاط کا ایک سلسلہ ہے، کس شعبہ و ادارے کے ساتھ ہم نے گھناؤنا اور مکروہ کھیل نہیں کھیلا۔ ہم نے تعلیم کو نظر انداز کر دیا اگر تعلیم شروع سے ہماری ترجیحات میں ہوتی تو آج شرح خواندگی نوّے فیصد سے زیادہ ہوتی۔ دنیا کے کئی ملکوں میں تعلیم اور صحت کی سہولتیں ہم سے کہیں بہتر ہیں۔ افریقہ کے کئی ممالک، حتیٰ کہ سری لنکا اور بھوٹان بھی ہم سے بہتر ہیں اور کئی گنا زیادہ تعلیم وصحت پر خرچ کرتے ہیں۔ ہم نے آج تک اپنے بجٹ میں تعلیم وصحت کا حصہ نہیں بڑھایا۔ ڈاکٹرز آئے دن ہڑتال پر ہیں، ہسپتالوں کی حالت قابل ذکر نہیں، ادویات موجود نہیں، اس لئے کہ صحت وتعلیم کا بجٹ حکمرانوں نے اپنی عیاشیوں پر لگا دیا۔ معاشرے کو اعتدال اور برداشت کی تعلیم نہیں دی۔ تنگ نظری، انتہا پسندی اور دہشت گردی کا معاشرہ بنا دیا۔ بات بات پر لوگ آپس میں جھگڑتے، قتل و غارت گری کرتے اور گولی چلاتے نظر آتے ہیں۔ انتہا پسند و دہشت گرد حکمرانوں نے اپنے مفادات کے لئے خود پالے اور اپنی دھرتی پر خود خون خرابہ کرایا اور اس سے اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرتے رہے۔ حکمران ہی ان کو تحفظ دیتے ہیں، انتخابات کے دوران ان کے ساتھ سمجھوتے کر کر ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ تباہی کا ذمہ دار کون؟

ضرورت اس امر کی ہے کہ اِس تباہی کے ذمہ دار کا سراغ لگایا جائے جس نے ہمیں اس حال تک پہنچا دیا ہے کہ ہمارے تمام وسائل اور خزانوں کو کرپشن لوٹ گئی۔ قوم کی زندگیوں کو ناانصافی ویران کر گئی۔ قتل وغارت گردی اور دہشت گردی نے ان کی زندگیوں میں خوف ڈال دیا۔ قوم اپنے مستقبل اور نسلوں کی زندگیوں سے مایوس ہوگئی، آج

ہر آنکھ ویران نظر آتی ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ ڈاکٹر، انجینئر، سائنٹسٹ، ٹیکنالوجسٹ ملک چھوڑ کر جارہے ہیں اور پلٹ کر واپس آنے کا نام نہیں لیتے۔ لوگ اپنے ہی ملک میں سرمایہ کاری کرنے کو تیار نہیں۔ پاکستان دہشت گردی کے اعتبار سے انٹرنیشنل انڈیکس میں دوسرے بڑے خطرناک ملک کے طور پر شامل ہو چکا ہے۔

18 کروڑ بے بس و لاچار پاکستانیو! اس کے ذمہ دار آپ اور ہم سب ہیں۔ یہ بدبختی باہر سے مسلط نہیں ہوئی بلکہ ہمارے غلط فیصلوں نے ہمارے مقدر کو ویران کر دیا ہے۔ ہم ہی ووٹ دے کر غلط لوگوں کو چنتے رہے ہیں اور ساری زندگی کبھی پیسے لے کر ووٹ دیتے رہے ہیں، کبھی برادری کے نام پر ووٹ دیتے رہے ہیں، کبھی تھانے کے ڈر سے ووٹ دیتے رہے ہیں، کبھی اپنے مفادات کے لئے ووٹ دیتے رہے، کبھی بجلی کے کھمبے لگوانے اور پکی نالیوں کے نام پر ووٹ دیتے رہے اور کبھی دھڑے بندیوں پر ووٹ دیتے رہے۔ افسوس! قوم نے یہ کبھی نہ سوچا کہ یہ ووٹ ایک پرچی کا نام نہیں بلکہ پورے ملک کے مستقبل کی تقدیر کا نام ہے جس سے قوم کی تقدیر سنور بھی سکتی ہے اور بگڑ بھی سکتی ہے۔ قوم جعلی ڈگری کے حامل کرپشن کرنے والوں، ظلم و جبر کرنے والوں کو اپنے نمائندے کے طور پر اسمبلی میں بھیجنے کے لئے منتخب کرتی رہی۔ غریب اور کمزور طبقات طاقتور و امیر کو اسمبلیوں تک پہنچاتے رہے۔

اے اہل پاکستان یاد رکھو! طاقتور طبقات کبھی کمزور کے حق کی حفاظت نہیں کریں گے۔ جاگیردار، سرمایہ دار کبھی محنت کش، غریب مزدور اور ریڑھی لگانے والے کے حق کی بات نہیں کریں گے۔ یہ ایک مخصوص طبقہ ہے جو اسمبلی میں جا کر ہمیشہ اپنے مفاد کے لیے قانون سازی کرے گا۔ اس کی قانون سازی کسی غریب کی ماں کے آنسو پونچھنے، بے گھر غریب کو گھر دینے، قوم کے بچوں کو تعلیم دینے، عام نوجوانوں کو روزگار دینے کے لیے نہیں ہو گی۔ اب فیصلہ عوام کو کرنا ہے کہ اسے کیسا مستقبل چاہیے؟ وہ اپنا مقدر کیسا چاہتے ہیں؟ ملک پاکستان کیسا چاہتے ہیں؟ کیا پھر کرپٹ لوگوں کے ہاتھوں میں پوری قوم

کی تقدیر کو یرغمال بنانا چاہتے ہیں یا عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

۱۶۔ آئین کی پاسداری

اگر ہم عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، اقوامِ عالم کی صف میں پاکستان کو باعزت و باوقار مقام دلانا چاہتے ہیں اور ریاست سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے خواہاں ہیں تو ہمیں آئینِ پاکستان کی پاسداری اور اس پر عملدر آمد کو یقینی بنانا ہو گا، اس لئے کہ قائدِ اعظم نے جن اصولوں اور بنیادوں پر پاکستان کی بنیاد رکھی، وہی اُصول پاکستان کے آئین میں بھی درج ہیں اور یہی آئینی نکات ہمارے حقوق کے محافظ بھی ہیں۔ میں اس قوم کو آئین پاکستان کی بھی تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ میری آرزو ہے کہ اس ملک کا ہر فرد اپنے ملک کے آئین، اور اس آئین میں درج بنیادی اور جمہوری اصولوں سے واقف ہو۔ 'سیاست نہیں ریاست بچاؤ' کے عظیم مقصد کے تحت میری جد و جہد اور کاوشوں کی بدولت قوم کا ہر فرد اپنے حقوق سے متعلقہ تقریباً ہر شق سے واقف ہو چکا ہے۔

☆ آج ہر شخص آئین کی شق 62، 63 کو جان چکا ہے کہ چور، لٹیرے، ٹیکس چوری کرنے والے، قرضے معاف کرانے والے، ملک کا خزانہ لوٹنے والے اور غریبوں پر جبر کرنے والے اس دھرتی کے باسیوں کے ووٹ کے حق دار نہیں ہو سکتے۔ پاکستانی قوم کا ہر فرد ووٹ دینے سے قبل امیدوار پر ان شقوں کا اطلاق کرے کہ وہ صادق اور امین ہے یا نہیں؟ بد معاش ہے یا شریف؟ قاتل ہے یا کمزور؟ شرافت کا پیکر ہے یا غنڈہ گردی کا پیکر؟ غریبوں کو کچلتا، گندی زبان استعمال کرتا، گالی دیتا ہے یا اس قوم کے غریبوں کے لیے دعا گو رہتا ہے۔ الغرض اس کے مجموعی کردار کو دیکھ کر اُسے اپنے نمائندہ کے طور پر منتخب کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کریں۔

☆ قراردادِ مقاصد کے نام سے آئین پاکستان کا دیباچہ اقتدار اور حکومت کا مالک ایم این اے، ایم پی اے، وزراء اور لیڈر کو نہیں کہتا بلکہ اس کے مطابق اقتدار کا اصل

مالک اللہ ہے۔ اللہ نے امت کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کو حاکمِ کائنات بنایا ہے اوراختیار و اقتدار امانت کے طور پر عوام کو دیا ہے۔ اس اختیار پر حدود و شرائط مقرر ہیں جن کوملحوظ خاطر رکھ کر ہی حکمران حکومت کر سکتے ہیں۔

☆ **پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ پاکستان کی عوام کی خواہش کے مطابق ملک کے لیے آئین، حکومت، پارلیمنٹ اور ایک نظام وضع کریں۔**

گویا نظام بنانا اٹھارہ کروڑ عوام کا حق ہے، طاقتور طبقات کا حق نہیں ہے۔ موجودہ نظام کی دیواریں ظلم، جبر، استحصال، مکر وفریب، جھوٹ، بددیانتی اور کرپشن پر قائم ہیں۔ لہٰذا ان کرپشن پر مبنی دیواروں کو گرانے کے لئے عوام کو اٹھنا ہو گا۔ اس کی جگہ ایسے نظام کو قائم کرنا ہو گا جس کی بنیاد قرآن، سنت، عدل، جمہوریت، انصاف، امانت اور دیانت پر ہو۔

☆ **آئین کہتا ہے کہ اس ملک میں ایسا نظام دیا جائے گا جو قرآن و سنت کے مطابق ہو۔**

کیا آج ہمارا معاشرہ قرآن و سنت کے مطابق ہے؟ کیا آئین کا اطلاق نہ کر کے ہمارے حکمران آئین سے غداری کے مرتکب نہیں ہوئے؟

☆ **آئین نے کہا کہ یہاں لوگوں کو بنیادی انسانی حقوق کی مکمل ضمانت ملے، ہر چھوٹے و بڑے، کمزور و طاقتور اور غریب اور امیر کی حیثیت معاشرے میں برابر ہو۔ دیہی آبادیوں اور پسماندہ لوگوں تمام کو ترقی کا برابر موقع حاصل ہو۔**

☆ **آئین کہتا ہے کہ حکومت کا فرض ہے کہ ایسے انتظامات کرے اور ایسے مضبوط قوانین نافذ کرے کہ غیر مسلم اقلیتوں کی جان، مال، عزت و آبرو، عبادت خانے، اور ان کے ہر شے کی حفاظت ہو۔**

☆ **ہمارا آئین کہتا ہے کہ پاکستان کو اسی طرح تعمیر کیا جائے کہ یہ خود بھی پر امن**

معاشرہ بنے اور دنیا کو بھی امن مہیا کرے۔ بین الاقوامی سطح پر امن، ترقی، خوشی اور انسانیت کے فروغ کا باعث بنے۔

کیا پاکستان کے اندر امن ہے؟ کیا یہاں روزانہ لاشیں نہیں گرتیں؟ قتل و غارت، اغواء، دہشت گردی اور بھتہ خوری کا رواج عام نہیں ہے؟ کیا جان و مال عزت و آبرو محفوظ ہے؟ یہ ملک دہشت گردوں کی درآمد و برآمد کا گڑھ بن چکا ہے۔ اِن مسائل کو پیدا کرنے اور حل نہ کرنے پر ہمارے حکمران آئین سے غداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔

☆ **اس آئین کے آرٹیکل 3 میں ایک وعدہ کیا گیا تھا کہ لوگوں سے ہر قسم کا استحصال اور نا انصافی اس ملک میں سے ختم کر دی جائے گی اور جس میں جتنی صلاحیت ہے اس کو اتنا ملے گا۔**

کیا انجینئر کو صلاحیت کے مطابق روزگار ملتا ہے؟ کیا ڈاکٹر کو اس کا روزگار ملتا ہے؟ کیا پی ایچ ڈی کو روزگار ملتا ہے؟ پی ایچ ڈی دھکے کھاتے ہیں اور جعلی ڈگریاں رکھنے والے ملک کے وزیر بنتے ہیں۔

☆ **ہمارے بزرگوں نے اس آئین کے آرٹیکل 9 کے ذریعے وعدہ کیا تھا کہ اس ملک کے ہر شخص کی جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔ کیا یہ وعدہ پورا ہوا؟**

☆ **اس آئین کے آرٹیکل 25 کے ذریعے وعدہ کیا تھا کہ تمام امیر اور غریب چھوٹے بڑے شہریوں کو برابری دی جائے گی اور قانون کا تحفظ ہر ایک کے لیے یکساں ہو گا، غریب اور امیر، طاقتور اور کمزور کا فرق اس ملک میں نہیں ہو گا۔ کیا یہ وعدہ پورا ہوا؟**

☆ **آرٹیکل 25 کی کلاز A میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اس دھرتی پر پیدا ہونے والے ہر بچے کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے گا، کیا یہ وعدہ پورا ہوا؟**

☆ **اس آئین کے آرٹیکل 38 میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ پاکستان کی سرزمین پر بسنے والے ہر ایک شخص اور ہر ایک کنبے کی معاشی اور سماجی زندگی کو بہترین کیا جائے گا اور پیسے**

کی تقسیم منصفانہ ہوگی تا کہ امیر امیر تر نہ بنے، غریب غریب تر نہ بنے۔ مزدور اور مالک میں بھی فرق مٹایا جائے گا اور زمیندار اور کسان کا فرق بھی مٹایا جائے گا۔ کیا یہ وعدہ پورا ہوا؟

☆ **اسی آرٹیکل 38 کی کلاز d میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہر شخص کو عزت کے ساتھ کھانا ملے گا، لباس ملے گا، گھر ملے گا، کپڑا، مکان ملے گا، تعلیم ملے گی، علاج ملے گا، انصاف ملے گا، روزگار ملے گا۔** بلا تمیز ہر شخص کو یہ حقوق ملیں گے، کیا یہ وعدہ پورا ہوا؟

آئین پاکستان میں کُل 280 آرٹیکلز ہیں ان میں سے پہلے 40 آرٹیکلز وہ ہیں جو عوام کے ساتھ کئے گئے وعدوں پر مشتمل ہیں۔ پہلے 40 آرٹیکلز میں پاکستانی عوام کے حقوق اور وعدے ہیں، اس کے بعد 240 آرٹیکل پھر حکومت سے متعلق ہیں۔ 65 سال گزرے، اس ملک کی پانچوں اسمبلیوں نے آج کے دن تک ان 40 کے 40 آرٹیکلز میں موجود وعدوں میں سے ایک وعدہ پورا نہیں کیا اور ایک وعدے کو بھی پورا کرنے کے لیے آئین کا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ کیا ان حکومتوں کو اور اس سیاسی عمل کو اور اس نام نہاد جھوٹی جمہوریت کو آئینی جمہوریت کہا جائے؟ کیا یہ حکومتیں آئینی حکومتیں ہیں؟ اگر ان کے خلاف آپ علم بغاوت بلند کرتے ہیں تو یہ آپ کے خلاف کیوں نہیں اٹھیں گے؟

قائد اعظم کا فرمان ہے کہ یہ ملک ایک ایسا جمہوری ملک ہوگا جس میں جمہوریت کی بنیاد اسلام کے عدل وانصاف کے اصولوں پر ہو گی۔ کیا اس ملک میں صحیح جمہوریت ہے؟ کیا اس ملک میں اسلام کی تعلیمات اور قدریں موجود ہیں؟ نظام، اقتدار، حکومت میں صحیح عدل وانصاف میسر ہے؟

نہیں، بلکہ یہاں تو حکمران طبقہ مسلسل آئین سے غداری کا مرتکب ہو رہا ہے۔ آئین نے تو عوام کو اُن کے جملہ حقوق ادا کر دیئے اور اپنے صفحات میں ہر ایک کے حق کو محفوظ کر دیا۔ مگر افسوس! ریاست میں اِس آئین کو نافذ کرنے والوں نے عوام کو اِن حقوق سے محروم کر دیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئین کی پاسداری کا حق ادا کیا جائے اور وہ اسی صورت ممکن ہے کہ آئین میں موجود اپنے حقوق کی حفاظت کی آواز بلند کریں اور اُن

طاقتوں کو نشانِ عبرت بنا دیں جو ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈالتی ہیں۔

۱۷۔ مسلم معاشرے کے خدوخال

افسوس! ہمارا معاشرہ نہ جمہوری ہے اور نہ ہی اسلامی۔ اسلامی معاشرے میں مسلم و غیر مسلم دونوں کو ریاست حقوق فراہم کرتی ہے۔ افرادِ معاشرہ بھی معاشی و معاشرتی ناہمواری کے خاتمہ میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث مبارکہ میں مسلمان معاشرے کے خدوخال کو واضح فرمایا۔ کھانا، بنیادی ضرورت میں شامل ہے، آپ ﷺ نے معاشرے کے ہر فرد کی اس بنیادی ضرورت کی فراہمی کا نسخہ تجویز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ. (۱)

ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے۔

اس ملک کے لاکھوں کسان اور مزارع بنجر اور مردہ زمینوں کو آباد کرتے کرتے مر گئے مگر ان کی نسلوں کو زمین کی ملکیت نہ ملی۔ حالانکہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق بنجر زمین کو آباد کرنے والا کسان ہی اس زمین کا مالک ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ. (۲)

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الأشربه، باب فضيلة المواساة فى الطعام القليل وأن طعام الإثنين يكفى الثلاثة، ۳: ۱۶۳۰، رقم: ۲۰۵۹

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۳۸، رقم: ۱۴۶۷۷

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الخراج والإمارة والفىء، باب فى إحياء الأموات، ۳: ۱۷۸، رقم: ۳۰۷۳

جو (مزارع اور کسان) مردہ بنجر زمین کو آباد کرے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔

ہمارا معاشرہ ان مناظر سے بھرا پڑا ہے کہ ایک طرف لوگ بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم ہیں جبکہ دوسری طرف لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد اشیاء موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے معاشی ناہمواری کے خاتمہ کے لئے اس کا حل عطا فرمایا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يُصَرِّفُهَا يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي الْفَضْلِ. [1]

ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ایک آدمی اونٹ پر سوار ہوکر آیا اور اسے دائیں بائیں پھرانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس کوئی زائد سواری ہے تو وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد زادِ راہ ہے وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرنے لگے کہ ہم میں سے کسی کو زائد چیز رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اِس حدیث مبارکہ میں ضرورت مند کو 'چیز دینے' کا نہیں بلکہ 'لوٹانے' کا حکم دیا ہے۔ لوٹائی وہ شے جاتی ہے جو پہلے ہی اس کی ہو۔ کسی اور کی چیز ہو تو اس کو لوٹانا نہیں بلکہ دینا کہا جاتا ہے۔

(۱) أبوداود، السنن، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، ۲: ۱۲۵، رقم: ۱۶۶۳۔

اسلام میں موجود اور آئینِ پاکستان میں درج حقوق، اس ظالم نظام نے ہم سے حکمرانوں کے ذریعے چھین لئے ہیں اور طاقتوروں کو دے دیئے ہیں۔ جس سوسائٹی میں ایسی تقسیم ہوجائے کہ ایک طرف لوگ کھربوں کے مالک ہوجائیں، ان کی دولت کا کوئی شمار نہ رہے اور ان کے کتے، گھوڑے، خچر، اونٹ بھی لاکھوں انسانوں کے اخراجات پر پل رہے ہوں جبکہ دوسری طرف غریب کے بچے کو روزگار نہ ملے، علاج کی سہولت نہ ملے، بیٹی بوڑھی ہو جائے مگر اس کے ہاتھ پیلے نہ ہوسکیں، نوجوان خودکشی کرلے مگر روزگار نہ ملے، رہنے کے لئے مکان نہ ملے تو اس سوسائٹی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق اب دینے کا قانون نہیں ہوگا بلکہ لوٹانے کا قانون ہوگا۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے فرمان کے مطابق ان حکمرانوں کو غریبوں کا حق لوٹانا ہوگا۔ اگر یہ استحصالی نظام اور اس کے محافظ غریبوں کو ان کے حقوق نہیں لوٹائیں گے تو جان لو غریب بیدار ہو رہے ہیں، وہ آگے بڑھ کر ان سے اپنے حقوق چھین لیں گے۔

اسلامی معاشرہ تو وہ ہے جس میں مسلمان تو مسلمان، غیر مسلم کی عبادت گاہ کو بھی نہیں گرایا جا سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر مذہب اور ان کے مذہبی رہنماؤں کو آزادی دی حتیٰ کہ صدقۂ فطر میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں غریب مسیحی اور یہودی راہبوں کو پیسے دیئے جاتے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک غریب نابینا یہودی مدینہ کی گلیوں میں بھیک مانگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیوں بھیک مانگ رہے ہو؟ اس نے کہا ٹیکس ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے اور سرکاری ٹیکس ادا کرنے کے لئے میرے پاس پیسے نہیں، اس لیے بھیک مانگ رہا ہوں کہ ٹیکس ادا کرسکوں۔ سیدنا فاروقِ اعظم نے اس یہودی کو بیت المال سے پیسے ادا کیے اور اس دن آرڈیننس جاری کر دیا کہ اسلامی ریاست میں موجود جو غیر مسلم بوڑھے ہو جائیں، بیمار ہو جائیں، غریب ہو جائیں تو اسلامی ریاست ان سے ٹیکس نہیں لے گی اور بیت المال سے ان کی مدد کی جائے گی تاکہ عزت کے ساتھ اپنی ضروریات زندگی حاصل کرسکیں۔[1] اسلام تو غیر مسلم کو مالی کفالت

(۱) أبو یوسف، کتاب الخراج:۱۳۶

دیتا ہے، ان کے جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ جبکہ ہمارے معاشرے میں ان تعلیمات کا کوئی عکس کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

فتاویٰ شامی میں امام ابن عابدین نے اسلام کی رواداری کا عالم اس طرح ذکر کیا ہے کہ اگر کسی عیسائی، ہندو یا غیر مسلم کی شراب کی بوتل کوئی مسلمان توڑ دے یا اس کے خنزیر کو قتل کر دے تو مسلمان پر واجب ہے کہ اس شراب اور خنزیر کی قیمت بطور جرمانہ اس غیر مسلم کو ادا کرے۔[1]

دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال نہیں دے سکتا جو تاجدار کائنات ﷺ نے رواداری کے حوالے سے عطا فرمائی۔ شراب، خنزیر مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں مگر چونکہ غیر مسلم اِن کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کے مذہب میں حرام نہیں لہٰذا اِن کی ملکیت میں موجود اِن چیزوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں بطور جرمانہ ان کی قیمت ادا کرنا ہو گی۔ ایسی رواداری کا دین حضور نبی اکرم ﷺ نے امت کو عطا کیا اور ہم غیر مسلم تو درکنار آپس میں مسلمان مختلف مکاتبِ فکر، مسالک اور فرقوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اِن تمام معاشرتی و اخلاقی اقدار کے اس سوسائٹی سے رخصت ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ قوم کو قیادت نہیں ملی۔ قیادت ہی قوم کو کردار دیتی ہے۔ قیادت سے قوم کو فکر ملتا ہے۔ قیادت سے قوم کو شعور ملتا ہے۔ قیادت کے ذریعے قوم کو طرزِ عمل ملتا ہے۔ عوام کو اپنے ملک کی قیادت کو بدلنا ہوگا اور ظالم، جاہل، کرپٹ اور خائن قیادتوں کے بتوں کو توڑ کر پاش پاش کرنا ہوگا تا کہ پاکستان سنور سکے۔

۱۸۔ پیغمبرانہ انقلاب کی راہ میں حائل رکاوٹیں

آج ہمارا معاشرہ دو حصوں میں منقسم ہے:

(۱) ۱۔ حصکفی، الدر المختار، ۲:۲۲۳
۲۔ شامی، رد المحتار، ۳:۲۷۳

۱۔ ایک طبقہ وہ جس کے پاس سب کچھ ہے۔

۲۔ دوسرا طبقہ وہ جن کے پاس کچھ نہیں بچا۔

معاشرے میں موجود اس تقسیم کے حالات میں انقلابی جدوجہد کی حکمت اور فلسفے کو قرآن مجید کی تعلیمات اور پیغمبرانہ تاریخ کے تناظر میں جاننا ضروری ہے۔ یاد رکھیے جب سے کرۂ ارض پر انسان آباد ہوا ہے تب سے یہی دو طبقات رہے ہیں:

۱۔ طاقتور، جابر استحصالی طبقات؛ یہ کسی دور میں جاگیردار کہلائے، کسی دور میں سرمایہ دار کہلائے، کسی دور میں وڈیرے کہلائے، کسی دور میں سردار کہلائے مگر طبقہ ایک ہی رہا جو تمام وسائل پر قابض رہا۔ بت اور بت خانے بھی انہی کے پاس ہوتے۔ لہٰذا بتوں اور بت خانوں کو بھی اپنی سرداری، وڈیرہ شاہی اور استحصالی نظام برقرار رکھنے کے لیے بطور ذریعہ استعمال کرتے۔

۲۔ کمزور، مظلوم اور محروم طبقات؛ یہ طبقہ انسانی تاریخ کے ہر دور میں محروم، مظلوم، غلاموں، خادموں، پست ہمت، وسائل سے محروم لوگوں پر مشتمل رہا۔ انہیں کوڑے مارے جاتے، ان کو انسان تک نہ سمجھا جاتا۔ ان کی عزتیں خریدی اور بیچی جاتیں۔ انہی کو مال وراثت سمجھا جاتا اور انہی کے حقوق پامال کیے جاتے۔

معاشرے میں رائج اِس تقسیم کے دوران کسی بھی زمانے میں حق کے لیے، غریبوں کے لیے، مظلوموں کے لیے جب بھی کوئی آواز بلند ہوئی ہے تو ہمیشہ سرمایہ اور طاقت اس انقلابی آواز کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ سرمایے اور طاقت نے غریبوں کے حق میں اٹھنے والی انقلابی آواز کو تاریخ انسانیت کے کسی دور میں گوارہ نہیں کیا۔ انقلاب دشمن، غریب دشمن، عوام دشمن اور سٹیٹس کو (status quo) کو برقرار رکھنے والی طاقتیں کبھی سوسائٹی میں تبدیلی و انقلاب نہیں چاہتیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ تک

تمام انبیاء و رُسل نے اپنے اپنے زمانے میں توحید، رسالت اور آخرت کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اس دور کے ظالمانہ نظام کو چیلنج کیا۔ اس دور میں رائج ظلم، جبر اور استحصال کو چیلنج کیا۔ ہر پیغمبر کی دعوت، انقلاب کی دعوت تھی، انہوں نے اس دور کی وڈیرہ شاہی کو للکارا اور ہر پیغمبر نے اس دور کے سرمایہ داروں اور سرداروں کے ظلم و جبر کو للکارا، اس دور کے غریب عوام کو حقوق دلانے کی آواز بلند کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دور کے طاقتور طبقات اس پیغمبر کے خلاف یکجا ہوگئے۔ کسی دور میں طاقتور طبقہ نہیں چاہتا کہ کمزور سر اٹھائے۔ کسی دور میں ظالم نہیں چاہتا کہ مظلوم کی داد رسی ہو۔ کسی دور میں وڈیرہ و سردار نہیں چاہتا کہ پسے ہوئے لوگوں کو ان کے حقوق ملیں۔ یہ انسانی نفسیات ہر دور میں یکساں رہی ہے۔ یہ ظالم و طاقتور طبقہ انبیاء کے بھی خلاف متحد ہوا، ان پر تہمتیں لگائیں اور ان کی کردارکشی کی۔ تاکہ عوام کے ذہن پراگندہ ہوں۔

آیئے! اِس پیغمبرانہ جدوجہد پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

(۱) حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی سوسائٹی کے طاقتور طبقات کے ظلم و جبر کے نظام کو للکارا تو سارے جابر وڈیرے ان کے خلاف اکٹھے ہوگئے۔ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ الْمَـلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَـنَـرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo[۱]

ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے کہا: (اے نوح!) بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیںo

ان سرداروں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) گمراہ کہا، کیونکہ اللہ کے پیغمبر نے ان کے نظامِ جبر اور نظامِ ظلم کو للکارا، جو جبر انہوں نے نافذ کر رکھا تھا اس کے خلاف آواز بلند کی اور غریبوں کو ان کے حقوق دینے کی بات کی۔ نتیجتاً حضرت

(۱) الأعراف، ۷:۶۰

نوح علیہ السلام کو ان وڈیروں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور طاقتوروں نے گمراہ کہا۔ نیز ان کی بات نہ ماننے کی وجہ اُن وڈیروں نے یوں بیان کی:

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ۝[1]

سو ان کی قوم کے کفر کرنے والے سرداروں اور وڈیروں نے کہا: ہمیں تو تم ہمارے اپنے ہی جیسا ایک بشر دکھائی دیتے ہو اور ہم نے کسی (معزز شخص) کو تمہاری پیروی کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے ہمارے (معاشرے کے) سطحی رائے رکھنے والے پست و حقیر لوگوں کے (جو بے سوچے سمجھے تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں)، اور ہم تمہارے اندر اپنے اوپر کوئی فضیلت و برتری (یعنی طاقت و اقتدار، مال و دولت یا تمہاری جماعت میں بڑے لوگوں کی شمولیت الغرض ایسا کوئی نمایاں پہلو) بھی نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۝

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کمزور، محنت کش، مزدور، غلام اور محروم لوگ تھے۔ سرداروں نے کسی بڑے سردار یا طاقتور لوگوں کی مخالفت کو یہ سمجھا کہ یہ درست راہ پر نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں، تم خود بھی وڈیرے نہیں ہو، تمہارے محلات نہیں ہیں، تمہارے پاس وسائل نہیں ہیں اور بڑے بڑے سردار تمہارے ساتھ نہیں ہیں، تمہیں کوئی فضیلت اور فوقیت نہیں۔ تمہاری بات کیسے مانیں۔ وڈیروں نے اتراتے ہوئے کہا کہ تم اور تمہارا ساتھ دینے والے انقلابی لوگ سب کے سب غریب اور کمزور ہیں۔ یوں جاگیردار، سرمایہ دار اور وڈیرے ایک طرف ہو گئے اور دوسری طرف غریب، کمزور اور پسماندہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

---

(۱) ھود، ۱۱:۲۷

(۲) حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی نظامِ جبر کے خلاف آواز بلند کی تو اس سوسائٹی کے غریب، مقہور اور بے بس لوگ آپ علیہ السلام کے ساتھ جمع ہو گئے، جبکہ سردار آپ علیہ السلام کی مخالفت میں جمع ہوگئے اور آپ کو نعوذ باللہ جادو زدہ قرار دیا۔ قرآن مجید اس بات کو یوں واضح کرتا ہے:

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَo وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَo[1]

وہ کہنے لگے: (اے شعیب!) تم تو محض جادو زدہ لوگوں میں سے ہوo اور تم فقط ہمارے جیسے بشر ہی تو ہو اور ہم تمہیں یقیناً جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیںo

(۳) حضرت ھود علیہ السلام

وڈیروں کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے اور غرباء کے حقوق کا نعرہ بلند کرنے پر وڈیرے پیغمبر خدا کو بھی کہتے کہ معاذ اللہ تمہارا دماغی توازن ٹھیک نہیں، حتیٰ کہ پیغمبر کو جھوٹا کہتے اور اس کی صداقت و امانت پر طعنہ زنی کرتے اور اس کے کردار پر تہمتیں لگاتے۔ حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ بھی وڈیروں نے یہی سلوک کیا۔ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَo[2]

ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو کفر (یعنی دعوتِ حق کی مخالفت و

---

(۱) الشعراء، ۲۶: ۱۸۵-۱۸۶

(۲) الأعراف، ۷: ۶۶

مزاحمت) کر رہے تھے کہا: (اے ہود!) بے شک ہم تمہیں حماقت (میں مبتلا) دیکھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹے لوگوں میں گمان کرتے ہیںo

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام

وہ انقلاب جو سیدنا یوسف علیہ السلام مصر کی سرزمین پر لائے اس کا مطالعہ بھی انہی استحصالی قوتوں کے مکر وفریب کو آشکارا کرتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف عوام دشمن جابر استعماری طاقتوں نے ہر سازش و پروپیگنڈا کیا، الزام لگائے حتیٰ کہ انہیں جیل بھجوا دیا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا ساتھ مصر کی سر زمین پر کسی طاقت ور، کسی سامراج کے ایجنٹ، کسی دولت مند نے نہیں دیا بلکہ غریب لوگ اور نوجوان پسے ہوئے طبقے حضرت یوسف علیہ السلام کے انقلاب کا ساتھ دیتے رہے۔ بالآخر مصر کی سرزمین میں انقلاب آ کر رہا۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام

انقلاب> موسوی پر نگاہ ڈالیے۔ سیدنا موسی علیہ السلام جب انقلاب کا اُلوہی پیغام اور دعوت لے کر مصر میں وارد ہوئے تو فرعون جو حکومت و ریاست کا علمبردار تھا آپ کا دشمن ہوگیا۔ طاقت کا علمبردار ہامان آپ کا دشمن ہو گیا۔ دولت کا علمبردار قارون آپ کا دشمن ہو گیا۔ حکومت، سیاست، طاقت، دولت سارے ستون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انقلاب کے مخالف ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس وقت منتر پڑھنے والے جادوگر بھی فرعون کے ساتھ تھے۔ الغرض فرعون، قارون، ہامان، حکومت، سیاست، دولت سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے اور موسی علیہ السلام کے انقلاب کا ساتھ دینے والے صرف بنی اسرائیل کے مظلوم لوگ اور پسے ہوئے وہ لوگ تھے جن کی بیٹیوں کو زندہ رکھا جاتا تھا اور بیٹوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہ بنی اسرائیل کے پسے ہوئے مجبور، مقہور اور محروم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ڈر ڈر کے ساتھ دیتے تھے لیکن جد و جہد جاری رہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان غریبوں، مجبوروں،

مقہوروں اور بنی اسرائیل کے پسے ہوئے عوام کو ساتھ لے کر بالآخر دریائے نیل عبور کر گئے اور فرعون غرق ہوگیا۔

وہ وقت دور نہیں جب ملک پاکستان کا فرعونی نظام، فرعونی سیاست، قارونی دولت اور ہامانی طاقت بھی انشاء اللہ غرق ہو گی۔ مزدورو، محرومو اور ملوں کی بھٹیوں میں اپنا خون پسینا جلانے والو! تم مایوس نہ ہونا، روشن مستقبل کا سویرا ان شاء اللہ آپ کی زندگیوں میں طلوع ہوگا۔

(۶) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مکہ و مدینہ کی سرزمین میں آقا ﷺ نے انقلاب کے لئے حق کی آواز بلند کی۔ اگر بات صرف توحید و رسالت کی ہوتی تو آپ ﷺ کے خلاف اتنا منظّم پروپیگنڈہ اور دشمنی نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کی آواز بلند کرنے سے اس وقت کے سرداروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور طاقتور طبقات کو اپنی سرداریاں چھن جانے کا خطرہ لاحق ہوا، نتیجتاً وہ سارے یکجا ہوگئے۔ اس وقت کے تمام سردار، طاقتور لوگ، قبائل کے سربراہ قبائل کی شکل میں موجود سیاسی جماعتیں تمام ایک طرف ہو گئے اور کہنے لگے: محمد (ﷺ) ایک عام قریشی گھرانے سے اٹھنے والا کون ہوتا ہے جو ہماری سرداریوں کو چیلنج کرے۔ یہ کون ہوتا ہے جو ہماری وڈیرہ شاہی کو چیلنج کرے۔ یہ کون ہوتا ہے جو ہماری جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کو چیلنج کرے۔ اس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کے انقلاب کا ساتھ دینے والے دو طبقے تھے:

۱۔ غریب لوگ

۲۔ نوجوان

غریبوں میں بلال حبشی اور سلیمان فارسی ﷺ جیسے تھے۔ وہ لوگ جن کے جسم پر پورا کپڑا نہ ہوتا، جن کو زمین پر لٹا کر بھاری پتھر جسموں پر رکھے جاتے، درختوں سے باندھ کر جسموں پر کوڑوں مارے جاتے، خون بہایا جاتا، نہ ان کے پاس روٹی تھی، نہ کپڑا تھا، نہ

مکان تھا، نہ روز گار تھا، نہ انصاف تھا، نہ حفاظت تھی، نہ دولت تھی، نہ طاقت تھی۔ الغرض ان غریب مظلوموں کے پاس کچھ نہ تھا۔ ان کی کل متاع ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے عشق کی صورت میں تھی۔ ایسے حالات میں حضور نبی اکرم ﷺ نے انقلاب کی جد و جہد کی۔ جب کمزور مسلمانوں پر حالات بہت سخت ہوگئے تو آپ ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی زندگیاں سلامت رہیں۔ اگر طاقتور طبقے آقا ﷺ کے ساتھ ہوتے تو تاجدار کائنات ﷺ اپنے غریب اور کمزور مسلمانوں کو نجاشی کی سرزمین حبشہ ہجرت کرنے کا حکم نہ دیتے۔ بالآخر انہی حالات کی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی۔ اگر مکہ کی ریاست اور معاشرے کے طاقتور لوگ تاجدار کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہوتے تو حضور ﷺ مکہ و کعبۃ اللہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کیوں کرتے۔ اگر دولت مند لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ہوتے تو مسلمانوں کو یہیں حفاظت مل جاتی۔ طاقت، دولت، سیاست و قیادت سب باطل کی طرف ہو گئے اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے ساتھ صرف غلام، غریب اور جوان تھے۔

آقا ﷺ کے غریب امتیو! تمہیں مبارک ہو! آج وہی فیض تحریک منہاج القرآن کو ملا ہے؛ جب آقا ﷺ کی پیروی میں اپنے حق کے لیے آواز بلند کی تو ساری جماعتوں کے سربراہ اور وڈیرے ایک طرف ہوگئے اور ملک کے سارے غریب ایک طرف ہوگئے۔ صبر و استقامت، کامل بھروسہ اور یقین کے ساتھ بڑھتے چلیں۔ وہ وقت دور نہیں جب اللہ کی مدد و نصرت سے ان وڈیروں کے نظام کی جڑیں کٹ جائیں گی اور غریبوں کو ان کے حقوق مل کے رہیں گے۔ انقلاب کی جنگ کو جاری رکھنا ہے، رکاوٹیں آئیں گی، سرمایہ سب کچھ خرید لیتا ہے، سرمایہ سیاست، قانون، پارلیمنٹ اور ادارے بھی خرید لیتا ہے، مگر غریب کا ضمیر نہیں خرید سکے گا۔

یہ تاریخ ہے کہ جو کمزور کی بات کرتا ہے، وہ بد نیت تصور کیا جاتا ہے۔ جو غریبوں کے حقوق کی بات کرتا ہے وہ غیر ملکی ہوجاتا ہے۔ افسوس یہاں ملکی وہ ہیں جو

یہاں سے دولت لوٹ کر سوئٹزرلینڈ کے بینک بھر دیں، جوملیں اور فیکٹریاں باہر لگائیں، جو پورا ملک لوٹ کے لے جائیں اور جو باہر سے کما کر پاکستان میں دولت لے آئیں افسوس! وہ غیرملکی کہلائے ہیں۔

اگر یہی لوگ پھر پلٹ کر آ گئے تو نہ غریب بچے گا اور نہ غربت بچے گی۔ نہ ملک بچے گا نہ سلطنت بچے گی۔ اس لیے آپ کو اس مکر وفریب کے خلاف اٹھنا ہو گا۔تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک نے ہی آئین کا بھولا بسرا سبق آئینی و قانونی اداروں، میڈیا اورعوام کو یاد دلایا اور پھر آئین و قانون کے نام نہاد محافظ ادارے، ملک و قوم کی تقدیر کے نام نہاد مالک ہماری آئینی و قانونی جد و جہد ہی کی وجہ سے بے نقاب ہو گئے۔ یاد رکھیں کہ جد و جہد کبھی ضائع نہیں جاتی۔

۱۹۔ میری جد و جُہد

☆ حقیقی اسلامی فلاحی مملکت کے قیام، آئینِ پاکستان کی پاسداری اورعوام الناس کو اُن کے جملہ حقوق کی فراہمی میری جدوجہد کا مقصد ہے۔ میں پاکستان کے نام پر بنائے گے اس عظیم گھر کو اللہ رب العزت کی مدد سے قبضہ مافیا سے آزاد کروانا چاہتا ہوں ۔ حضرت قائداعظم کی خواہش کے مطابق اس ملک کے غریب عوام کو ان کے اپنے گھر میں بسانا میرا مقصد ہے۔ میں تمام تر عزت، شان و شوکت، وقار اورحقوق کے ساتھ اس گھر سے بے دخل کئے گئے غریبوں کو دوبارہ یہیں آباد کرانے کی جدوجہد کر رہا ہوں۔ میرے اس عظیم مقصد کے حصول میں اپنے مفادات پر پڑنے والی کاری ضرب کے خوف کی وجہ سے تمام طاقتور طبقات متحد ہوکر ہمارے خلاف صف آراء ہو گئے۔

تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ جس دور میں بھی جس کسی نے حق کی آواز بلند کی، طاقتور استحصالی طبقات اس حق کی آواز کے خلاف یکجا ہو گئے۔ آج بھی اسی طرح مفاد پرست طبقات ہماری مخالفت میں اکٹھے ہیں۔ ان کی تمام تر تدبیریں

ناکام ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ان شاء اللہ تعالیٰ علامہ اقبال اور قائد اعظم کا حقیقی اسلامی مملکت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔ وہ دن قریب ہے جب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے غریب عوام کا سر عزت سے بلند ہوگا۔ انہیں روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، صحت، روزگار اور امن و امان جیسے بنیادی حقوق حاصل ہوں گے اور معاشرے کے مفلوک الحال طبقات کے چہروں پر خوشی آئے گی۔

☆ ہماری منزل، ہمارا مقصد اور ہمارا کردار اس باصلاحیت قوم کے افراد کو تعلیم، تربیت، معاش، معاشرت، سیاست، ثقافت، جمہوریت الغرض ہر جہت سے نکھارنا ہے۔ میری جدوجہد اس ملک کی سیاست، کلچر اور ثقافت سے بد تہذیبی کو ختم کرنے کے لیے ہے۔ میں چاہتا ہوں ہر شخص اختلافِ رائے کے باوجود تہذیب کی زبان استعمال کرے۔ الزام و تہمت نہ لگائے، ہر شخص قرآن و سنت، دلیل، منشور، آئین پاکستان اور جمہوریت کے اصولوں کی روشنی میں بات کرے۔ کوئی بھی شخص اپنی زبان کی تلوار کے ذریعے دوسروں کے گلے نہ کاٹے اور نفرتوں کے بیج نہ بوئے بلکہ اپنے عمل و کردار سے محبتوں کو فروغ دے۔

☆ میری جدوجہد اللہ رب العزت کی مدد اور تاجدار کائنات ﷺ کی رحمت کے ساتھ قوم کی مایوسیوں کو ختم کرنے، گھروں کے اندھیرے ختم کرنے اور امید و یقین کا نور دینے کے لیے ہے۔ دشمن عیار و مکار ہے۔ اس کا پروپیگنڈا بڑا مضبوط ہے۔ طاقت، سیاست اور دولت کے ذرائع کو بروئے کار لاکر وہ قوم کے حوصلوں کو پست کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ مگر سرزمین پاکستان کے انقلابی ساتھیو! تمہارے حوصلے کبھی پست نہیں ہوں گے۔ دشمن کی سازشیں کبھی بھی آپ کا راستہ نہیں روک سکیں گی۔ انقلاب کا یہ قافلہ، غریبوں، مزدوروں، محنت کشوں، جوانوں، مسلمانوں، غیر مسلموں اور محروموں کی آواز بلند کرتے ہوئے انقلاب کا جھنڈا اٹھا کر ان شاء اللہ آگے بڑھتا رہے گا اور منزل کو پا کر دم لے گا۔ دشمنوں کی سازشوں کے سارے جال ان شاء اللہ بکھر جائیں گے۔ اللہ کی مدد سے

آخری فتح عوام کی ہو گی۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ہماری منزل کے حصول سے نہیں روک سکے گی۔

☆ میری جدوجہد کا مقصد اس ملک کی سیاست اور جمہوری عمل میں قائداعظم کی سنجیدگی، وقار، اخلاق اور سچائی لانا ہے۔ میں سیاست کو تہذیب اور اخلاق دینا چاہتا ہوں تاکہ نوجوان اور اگلی نسلیں مہذب اور با اخلاق بن سکیں۔ قومیں اپنے لیڈرز کے کردار کو آئیڈیل بناتی ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے نام نہاد لیڈرز کا کردار دنگا فساد، گالی گلوچ، کرپشن اور لوٹ مار ہے۔ اس کردار سے یہ لیڈر قوم کی نسلوں کی کیا تربیت کریں گے؟ میں اس ملک کی سیاست میں سنجیدگی چاہتا ہوں کہ سیاسی لوگ ایشوز کی بات کریں، منشور کی بات کریں، آئین کی بات کریں، پالیسی کی بات کریں، دہشت گردی کے خاتمے کی بات کریں، غربت کے خاتمے کی بات کریں، مزدوروں اور محنت کشوں کے حقوق کی بات کریں، غیر مسلموں کے حقوق کی بات کریں، جوانوں کے روزگار کی بات کریں اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا اور کردارکشی کے رواج اور عادت کو ترک کر دیں۔

☆ میری جدوجہد کا مقصد اس قوم کو پر امن قوم بنانا ہے۔ دہشت گردی کا خوف اس قوم سے ختم ہو جائے، میں اقوام عالم کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستانی قوم انتہا پسند اور دہشت گرد نہیں ہے۔ یہ پر امن قوم ہے اور اس کا کردار اور تصویر پر امن لانگ مارچ کے دوران دنیا دیکھ چکی ہے۔

☆ میری جدوجہد اس ملک سے ایسے نظام کے خاتمے کے لئے ہے جس میں دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جائے اور عوام کی اکثریت سرمایہ اور دولت سے محروم ہوجائے۔ ہمارے ہاں قائم تقسیم منصفانہ تقسیم نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ.[1]

(۱) الحشر، ۵۹: ۷۔

(یہ نظامِ تقسیم اس لیے ہے) تا کہ (سارا مال صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)۔

اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ ایسا نظام نہ لاؤ جس سے سرمایہ اور دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جائے اور معاشرے کی اکثریت اس سرمائے سے محروم رہ جائے۔ موجودہ نظام قرآن و حدیث اور آئین پاکستان کی صریحاً خلاف ورزی پر مبنی ہے جس میں غریب عوام کو اُن کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ یہاں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہو رہا ہے۔

مِلیں اِسی لیے ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں
چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اُس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

☆ میری جدوجہد کا مقصد غریب عوام کو ان کے حقوق کا شعور دلانا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ محنت کرنے والے کمائی کریں اور سرمایہ دار، غنڈہ گردی، بدمعاش، غریبوں کا خون پسینہ چوسنے والے اور اقتدار کے مزے لوٹنے والے مزدور کی اس کمائی سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمیں یہ نظام قبول نہیں ہے۔ یہ نظام اسلام کو قبول نہیں۔ یہ نظام آئین پاکستان کو قبول نہیں۔ یہ نظام جمہوریت کو قبول نہیں۔ اب جمہوریت وہ آئے گی جس میں جمہور کا اقتدار ہوگا۔ جس میں عوام کا اقتدار ہو گا۔ لیکن مایوس نہیں ہونا، انقلاب دو چار افراد کی محنت سے نہیں آتے۔ انقلاب کے لیے وقت بھی لگتا ہے اور زمانہ بھی لگتا ہے۔ اسی لئے ہم میں سے ہر ایک کو استقامت اور عزم مصمم کے ساتھ اپنی جدوجہد کو انقلاب تک جاری رکھنا ہو گا۔

☆ میرا خواب قائداعظم، علامہ اقبال اور ان لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کے خواب سے مختلف نہیں ہے جنہوں نے جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانی دے کر اس ملک کو بنایا تھا۔ اس ملک اور اس دھرتی پر بسنے والے ہر دردمند شہری کا خواب بھی یہی ہے۔ ہر غریب، مظلوم، محروم کا خواب بھی یہی ہے۔ یہ ملک قائداعظم نے صرف طاقتور طبقات کے لیے نہیں بنایا تھا بلکہ کروڑوں غریب عوام کے لیے بنایا تھا۔ آج اس ملک کے ذرائع، وسائل، دولت، راحت، سکون، عیش، آرام اور سارے فائدے طاقتور طبقات کے لیے ہیں۔ مگر اٹھارہ کروڑ غریب عوام، محنت کش، مزدور، کسان، مزارع، مالی، عورتیں، مرد، جوان، چھوٹے تاجر، عام شہری اور معصوم بچے جو اسی ملک کے رہنے والے ہیں انہیں اس ملک کے فوائد، راحتوں اور نعمتوں میں سے کچھ بھی دستیاب نہیں۔ ان کے مقدر میں صرف محرومی اور رونا لکھا ہے، مستقبل کو تاریکی میں دیکھتے رہنا اور ترستے رہنا لکھا ہے۔ ہم انشاء اللہ اِن محرومیوں اور مایوسیوں کے اندھیروں کو دور کریں گے اور مصطفوی انقلاب کی روشنی سے اِس سرزمین پر اسلام، عوام اور جمہوریت کا بول بالا کریں گے۔

۲۰۔ میں کیسا پاکستان چاہتا ہوں!

پاکستان کو اقوامِ عالم میں ممتاز مقام دلانے کے لئے موجودہ کرپٹ و فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کو خیرباد کہنا ہوگا۔ اس امر کے لئے میرے نزدیک چند بنیادی تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔ ان تبدیلیوں کے بغیر پاکستان کے مظلوم عوام کی تقدیر کبھی نہیں بدلے گی۔

عزیزانِ وطن! میں ایسا پاکستان چاہتا ہوں جو علامہ اِقبالؒ کے خوابوں کے تعبیر اور قائد اعظمؒ کے تصوّرات کی تکمیل ہو اور جو حقیقی معنوں میں اِسلامی و فلاحی جمہوری ریاست ہو۔

میں ایسا پاکستان چاہتا ہوں جس میں نوجوان نسل اپنے مستقبل کو روشن دیکھے، وہ پاکستان جہاں علم، عمل، کردار، اخلاق، ہنر اور انصاف کی قدر ہو۔ جہاں نیکی کا راج ہو،

جہاں انسانیت کا بول بالا ہو اور ظلم کا صفایا ہو۔

میں ایسا پاکستان چاہتا ہوں جس میں:

زرعی اَراضی کی حد مقرر ہو

1. ایک خاندان کے لیے زرعی اَراضی کی زیادہ سے زیادہ حد 50 ایکڑ مقرر ہو تاکہ جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہو۔

کسان زمین کا مالک ہو

2. بے زمین کسان کو مفت زمین ملے تاکہ دھرتی کا سینہ چیر کر ساری عمر قوم کو اناج فراہم کرنے والا غریب کسان صرف مزارع ہی نہ رہے بلکہ زمین کا مالک بھی بنے۔

نوجوانوں کو روزگار/ روزگار الاؤنس مہیا ہو

3. ہر نوجوان کو روزگار میسر ہو یا (روزگار میسر آنے تک) دس ہزار روپے ماہانہ بے روزگار الاؤنس ملتا ہو تاکہ نوجوانوں کو ملکی ترقی کے دھارے میں شامل کرکے کارآمد اور مؤثر فرد بنایا جاسکے۔

بے گھروں کے لیے مفت پلاٹ ہوں

4. ہر بے گھر خاندان کو مفت پانچ مرلہ پلاٹ اور گھروں کی تعمیر کے لیے آسان شرائط پر قرضے میسر ہوں۔

کارخانوں کے منافع میں محنت کشوں کی شراکت ہو

5. اِستحصالی سرمایہ داریت کا نام و نشان تک نہ ہو اور تمام ملوں اور فیکٹریوں کے منافع میں مزدور پچاس فیصد تک حصہ دار ہوں تاکہ ملک و قوم کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کردینے والے غریب محنت کش بھی ترقی کے حقیقی ثمرات سے مستفید ہوں۔

دہشت گردی کے خلاف قومی پالیسی بنائی جائے

.6 دہشت گردی کے خاتمے کی قومی پالیسی بنا کر دہشت گردوں کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ پاکستان اَمن کا گہوارہ ہو اور اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں مقام پر کھڑا ہو سکے۔

سستا اور فوری اِنصاف مہیا ہو

.7 ہر شہری کو اس کی تحصیلی و ضلعی عدالتوں میں ہی سستا اور فوری انصاف فراہم ہو، جج غیر سیاسی ہوں اور ججوں کی تعداد میں مناسب اِضافہ ہوگا۔

.8 SHO کا تعلق متعلقہ علاقے سے ہو اور اس کی منظوری یونین کونسل دے۔

میٹرک تک لازمی مفت تعلیم ہو

.9 یکساں نصاب کے تحت میٹرک تک لازمی اور معیاری تعلیم مفت ہو اور اَعلیٰ تعلیم کے لیے ہر خواہش مند طالب علم کو مناسب مواقع ملیں۔

.10 ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کی جاری کردہ ڈگریاں کینیڈا، امریکہ اور انگلینڈ کی یونی ورسٹیوں کی ڈگریوں کے برابر ہوں۔

یکساں اور مفت علاج میسر ہو

.11 تمام شہریوں کو یکساں اور مفت علاج کی سہولتیں میسر ہوں۔

.12 شاہانہ صدارتی محل، وزیر اعظم ہاؤس، گورنرز ہاؤسز اور وزراء اعلیٰ ہاؤسز کی جگہ یونی ورسٹیاں، لائبریریاں اور ہسپتال قائم ہوں۔

خواتین کے لیے یکساں مواقع ہوں

.13 خواتین کو مساوی مواقع اور مکمل سماجی و معاشی تحفظ فراہم ہو اور ان کے خلاف تمام امتیازی قوانین ختم ہوں۔

ٹیکس امیروں پر......غریبوں پر نہیں!

14. امیروں پر ٹیکس کی شرح زیادہ اور متوسط طبقہ پر کم ہو؛ جب کہ غریبوں پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طرح کا بھی ٹیکس نہ ہو۔

یوٹیلیٹی بلز پر ٹیکسز کا ظالمانہ نظام ختم ہو

15. غریب و متوسط گھرانوں کے لیے بجلی، پانی، گیس اور فون کے بلوں میں ٹیکسز نہ ہوں۔

تنخواہوں میں غیر عادلانہ فرق ختم ہو

16. سرکاری و غیر سرکاری اور بڑے چھوٹے ملازمین کی تنخواہوں میں پایا جانے والا غیر عادلانہ فرق کم سے کم ہو۔

عوامی نمائندگان کے صوابدیدی اِختیارات ختم ہوں

17. صدر، وزیرِ اَعظم، گورنر اور وُزراء اَعلیٰ کے پاس بے تحاشا صوابدیدی اِختیارات اور خصوصی مراعات بالکل نہ ہوں۔

18. MNAs اور MPAs کو صوابدیدی اور ترقیاتی فنڈز دینے کا مکروہ سلسلہ بند ہو۔

اخوت و یگانگت اور امن عامہ کا فروغ

19. ہر جگہ ایک دوسرے سے اخوت، یگانگت اور محبت ہو، جو ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹیں۔ جہاں مسجدیں، امام بارگاہیں اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہیں امن و سکون کا مرکز بنیں۔ جہاں محبت و رواداری کا درس ملے۔ جہاں تقویٰ و پرہیز گاری کے چشمے پھوٹیں۔ جہاں خدا کی توحید کے نغمے بلند ہوں۔ جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ کے عشق و محبت اور ادب کے ترانے گونجیں۔ جہاں حضور ﷺ کی غلامی کا درس ہو۔ جہاں سے مسلمانوں کو سچی مسلمانی کا کردار نصیب ہو سکے۔

.20 کسی کا خون بہے نہ کسی کی عزت لٹے۔ جہاں لوگ دہشت گردی اور خوف سے محفوظ زندگی پائیں۔ جہاں گھر سے باہر پڑھنے یا روزگار کے لئے جانے والوں کی واپسی کے لئے گھر والے پریشان نہ ہوں، جہاں لوگ رات کے اندھیرے میں بھی بلا خوف و خطر آ جاسکیں۔ جہاں لوگ بھتہ دے کر نہ جئیں۔ جہاں ہر کمزور کو تحفظ اور ہر غریب کو حق و انصاف ملے۔ جہاں مایوسی دکھائی نہ دے بلکہ جس چہرے کو دیکھیں اس پر خوشی، اطمینان اور مسرت نظر آئے۔

۲۱۔ ایسے پاکستان کے لیے کیسا نظامِ حکومت درکار ہے؟

موجودہ نظام میں رہتے ہوئے کبھی بھی پاکستان کو ایک حقیقی جمہوری و فلاحی ریاست نہیں بنایا جاسکتا۔ اِس مقصد کے لیے پاکستان کے نظام میں اِنقلابی تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔ ان اِنقلابی تبدیلیوں کا خاکہ یہ ہے:

ریاستِ مدینہ کو role model **بنایا جائے**

.1 پاکستان کا موجودہ نظام حکومت 1850ء میں انگریز کا قائم کردہ نظام ہے جس میں اِختیارات صرف چند اَفراد کے ہاتھوں میں محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہم ایسا نظامِ حکومت چاہتے ہیں جس کا ماڈل حضور نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ پاکستان کے لیے ہمارا role model مدینہ ہے۔ جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ کو ریاست بنایا تو participatory democracy (شراکتی جمہوریت) دی اور devolution of power کے ذریعے اِختیارات کو نچلے درجے تک منتقل کیا۔ دس دس آدمیوں کے یونٹس پر اُن کا سربراہ نقیب بنایا، دس دس نقیبوں کے اوپر پھر اُن کا سربراہ عریف بنایا اور پھر سو سو عرفاء پر مشتمل پارلیمنٹ بنائی اور تمام اِختیارات آقا ﷺ نے نیچے منتقل کر دیے۔ عام آدمی کی براہِ راست حکمرانوں تک رسائی تھی اور حکمرانوں کا براہِ راست عوام سے رابطہ تھا اور لوگوں کے مسائل فوری حل ہونا شروع ہوگئے تھے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پاکستان کو اُس مدینہ ماڈل

کے مطابق بنایا جائے۔

وزیرِاَعظم کا انتخاب براہِ راست ہو

.2 وزیرِاَعظم کا اِنتخاب اَراکینِ اَسمبلی نہ کریں بلکہ جنرل الیکشنز میں براہِ راست عوام کے ووٹ سے ہو تا کہ وزیرِاَعظم قائدِ اِیوان نہ ہو بلکہ قائدِ عوام ہو۔

وُزراء کا تقرر میرٹ پر ہو

.3 وُزراء کا اِنتخاب میرٹ پر ہو، ذاتی پسند و ناپسند اور اِتحادی پارٹیوں میں وزارتوں کی بندر بانٹ کی بجائے وُزراء کا تقرر پارلیمانی کمیٹی کے ذریعے میرٹ پر کیا جائے۔ وہ کمیٹی تمام اُمیدواروں کا انٹرویو کرے اور اَہل، قابل اور باصلاحیت فرد ہی وزیر بنے۔ جو ممبر جس محکمہ کا وزیر بنے اُس کے بارے میں مکمل علم رکھتا ہو تا کہ اَفسر شاہی اور بیورو کریسی کو من مانی کرنے کا موقع نہ ملے۔

نظامِ اِنتخابات میں مثبت تبدیلیاں کی جائیں

.4 اِنتخابات متناسب نمائندگی کے نظام پر party-list system کے مطابق ہوں تا کہ عوام برادری اور علاقائی مسائل کی بنیاد پر winning horses کو ووٹ نہ دیں بلکہ سیاسی جماعتوں کو ان کی قیادت، منشور اور قومی پالیسیوں کے مطابق ووٹ دیں۔

اِنتظامی بنیادوں پر نئے صوبے قائم ہوں

.5 لسانی اور نسلی بنیادوں پر نئے صوبے بنانے کی بجائے اِنتظامی بنیادوں پر ہر ڈویژن کو صوبے کا درجہ دے کر تمام صوبائی اَخراجات ختم کیے جائیں تا کہ عوام کا سرمایہ عوامی و فلاحی منصوبوں پر خرچ ہو۔

.6 ہر صوبے کا گورنر عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو۔ صوبائی سطح پر کوئی وزراء نہ ہوں۔ موجودہ شعبہ جاتی سربراہان گورنر کے ماتحت ہوں جو اُس کے اَحکامات کے مطابق کام کریں۔

تمام اِختیارات نچلی سطح پر منتقل ہوں

.7 اِختیارات نچلی سطح پر منتقل ہوں۔ مرکز کے پاس کرنسی، دفاع، خارجہ پالیسی، ہائر ایجوکیشن، inland security & counter terrorism جیسے بنیادی محکمے ہوں۔ باقی محکمے صوبوں اور ضلعی حکومتوں کو منتقل کر دیے جائیں۔

.8 مقامی حکومتوں کے اِنتخابات کرائے جائیں اور اُنہیں مالی و اِنتظامی اور سیاسی اِختیارات منتقل کیے جائیں۔

.9 ہر ضلع کا سربراہ میئر ہو جو براہِ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو۔ ضلع پولیس، ایڈمنسٹریشن اور جملہ ضلعی محکمہ جات میئر کے تابع ہوں۔

.10 ہر تحصیل کا سربراہ ڈپٹی میئر ہو۔ وہ بھی عوام کے ووٹوں سے براہِ راست منتخب ہو اور تحصیل کے تمام محکمہ جات اُس کے تابع ہوں۔

.11 گورنر، میئر اور ڈپٹی میئر کم از کم 51 فیصد اکثریت سے منتخب ہوں۔

.12 تحصیل کے بعد یونین کونسل سطح پر مقامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں ناظم، نائب ناظم اور کونسلرز عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوں اور ہر طبقے کا نمائندہ اُسی یونین کونسل میں موجود ہو۔ علاقے کے تمام ترقیاتی کام اُن کے ذریعے ہوں تا کہ ہر یونین کونسل کے فنڈز اُن کے ذریعے عوام تک پہنچیں اور عوام کے مسائل اُن کے گھر کی دہلیز پر حل ہونا شروع ہوں۔

اَفواجِ پاکستان کا کردار

.13 اَفواجِ پاکستان کا ملک کی داخلی سیاست میں کوئی کردار نہ ہو۔ اُن کا کام صرف ملک کی دفاعی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ حالتِ اَمن میں اَفواجِ پاکستان اَمنِ عامہ کی بحالی، ترقیاتی کاموں میں معاونت، سول ڈیفنس اور ایمرجنسی ریلیف جیسے کاموں میں مقامی حکومتوں کی معاوِن ہو۔

اِحتساب کا کڑا نظام ہو

14. کرپٹ لوگوں کا سخت اِحتساب ہو اور لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کا مستقل اور شفاف نظام ہو۔

15. یونین کونسل کی سطح پر سول سوسائٹی کے نمائندگان پر مشتمل civil vigilance squad قائم کیا جائے جو مقامی حکومت کی کارکردگی اور اِختیارات کے اِستعمال پر نظر رکھے اور ناجائز اِستعمال اور کرپشن کی شکایت کی صورت میں اس کی شکایت بالائی سطح پر قائم اِحتساب کے ادارے کو کرے۔

16. اِحتساب بیورو مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ادارہ ہو جسے آئینی تحفظ حاصل ہو۔ اِحتساب بیورو غیر جانب دار، دیانت دار اور فرض شناس لوگوں پر مشتمل ہو اور قومی، صوبائی اور تحصیلی سطح پر اس کے دفاتر ہوں۔ یونین کونسل کا اِحتساب تحصیلی اِحتساب بیورو کرے جب کہ ضلعی و تحصیلی حکومتوں کا اِحتساب صوبائی احتساب بیورو اور صوبائی و وفاقی حکومتوں کا اِحتساب قومی اِحتساب بیورو کرے۔

17. ہر سطح پر اِحتساب بیورو کے فیصلے کے خلاف صرف بالائی سطح پر اپیل دائر کی جاسکے۔ اِس طرح ہر سطح پر اِحتساب کا عمل جاری رہے گا اور کرپشن کرنے والے نمائندوں اور حکمرانوں کے خلاف فوری کارروائی بھی عمل میں آئے گی۔

ہمیں پاکستان کو ایسا گھر بنانے کے لئے اتفاق و اتحاد سے ظلم اور دھاندلی کے خلاف ایک آئینی و قانونی جنگ لڑنا ہوگی۔ انشاء اللہ ہم اس جنگ میں سرخرو ہوں گے اور پاکستان اقوام عالم میں ایک باعزت و باوقار مقام حاصل کر سکے گا۔

یاد رکھیں!

یہ سوچ اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک یہ نظام نہیں بدلے گا۔ غریب کو عدل و انصاف نہیں ملے گا۔ یاد رکھیں! انتخاب کے ذریعے اس ملک کے عوام کو حق نہیں

ملے گا۔ یہی لٹیرے پلٹ کر اقتدار میں آ جائیں گے۔

اس نظام کے خلاف بغاوت کے لیے اٹھنا ہے۔ اٹھو اور ظلم کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کر دو۔ اٹھو! پوری قوم کو کھڑا کرو اس وقت تک جب تک عدل و انصاف کا سورج طلوع نہ ہو جائے۔ کرپشن، ظلم اور دھاندلی کے گلاس سے گدلا اور گندا پانی پی کر اپنی پیاس کبھی نہ بجھانا۔ میری نصیحت یاد رکھ لو! انتہاء پسندی اور دہشت گردی کے دسترخوان سے حرام کھا کر اپنی بھوک کبھی نہ مٹانا، بھوکے مر جانا مگر دہشت گردی کے دسترخوان سے حرام نہ کھانا۔ اندھیری وادیوں سے اٹھو! ظلم اور ناانصافی کی وادیوں سے اٹھو! برابری، عدل و انصاف اور حقوق کی پہاڑیوں کی چٹانوں تک پہنچو۔ اللہ تمہیں سربلند کر دے گا۔ نفرتوں اور انتہا پسندی کے ریگزاروں سے نکلو اور محبت، رواداری، برداشت اور اعتدال کی عظمتوں تک پہنچو۔ جو سسٹم خدا نے دیا ہے اس کی بنیاد محبت ہے، اس کی بنیاد امید ہے، اس کی بنیاد برابری ہے، اس کی بنیاد عدل و انصاف ہے، اس کی بنیاد اعتدال ہے، اس کی بنیاد نفرت نہیں، لوٹ گھسوٹ نہیں، کرپشن نہیں، انتہاء پسندی نہیں، دہشت گردی نہیں۔ یہ دو الگ کلچر ہیں: ایک کلچر خدا نے دیا ہے اور ایک کلچر شیطان نے دیا ہے۔ خدا والے بنو اور شیطان والوں سے جنگ کا آغاز کر دو۔

مکار سیاسی لیڈروں کے غلط وعدوں اور دھوکوں کی چمک خرید کر اور جھوٹے وعدوں کی چمک لے کر اندھیروں میں نہ بھٹکنا۔ ریاست دشمن سیاست اور غریب دشمن نظام انتخاب کا حصہ بن کر جرم و گناہ کو مزید طاقتور نہ بنانا۔ اس غریب دشمن نظام کا حصہ بن کر اس جرم، دھاندلی، کرپشن کے نظام کو طاقتور نہ بنانا۔ یاد رکھ لیں اگر مقصد فوری طور پر نہ ملے تو کوئی حرج نہیں مگر گدھوں کی طرح حرام پر نہ جھپٹنا۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

اے طائر لاہوتی، اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

گدھ نہ بننا اور گدھوں کی طرح نیچے اتر کر مردار کھا کر اپنے پیٹ نہ بھرنا بلکہ شہباز بنے رہنا اور شہبازوں کی طرح اپنی پرواز بلند رکھنا۔ منزل ایک دن تمہارے قدم چومے گی۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

لوگو! جو لوگ اس فرسودہ نظام کا حصہ بنیں گے وہ مایوسی کی وجہ سے بنیں گے کہ شاید اور کوئی راستہ نہیں۔ نہیں، ایک راہ بند سو راہ کھل جائیں گے۔ یاد رکھ لیں جس نظام سیاست نے اور جس نظام انتخاب نے آپ کو 65 سال سے محروم رکھا ہے، آپ کے ملک کو کمزور اور تباہ حال کر دیا ہے اور کرپشن کا راج کر دیا ہے اگر اسی نظام کو اور انہی لٹیروں کو آپ دوبارہ ووٹ دے کر پھر طاقت دیں گے اور پھر حکومت میں لائیں گے تو آپ مجرم ہوں گے۔ جو لوگ کرپٹ اور ظالم نظام میں ووٹ دیں گے وہ دراصل اس نظام کو قوت دیں گے، اس نظام کو سہارا دیں گے۔ ملک میں حقیقی تبدیلی کے لیے اس دھن، دھونس، دھاندلی اور کرپشن کے نظام کو جرأت کر کے ٹھکرانا ہوگا، اس کا حصہ نہیں بننا بلکہ اس کو ٹھکرانا ہوگا۔ ٹھکراؤ گے تو ان شاء اللہ رب العزت کی مدد ملے گی۔

۲۲۔ یہ جد و جہد کب تک جاری رہے گی؟

میں دنوں، مہینوں، ہفتوں اور سالوں کی بات نہیں کر سکتا۔ ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہماری جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک غریبوں کے گھروں کو اجالا نہیں مل جاتا، جب تک بھوکوں کو باعزت طریقے سے نوالہ نہیں مل جاتا، جب تک کسان اپنی اگائی ہوئی زمین کا خود مالک نہیں بن جاتا، جب تک مزدور اپنی تخلیق کا پھل خود نہیں کھاتا اور مل کے منافع کے پچاس فیصد کا حصہ دار خود نہیں بن جاتا، جب تک عدل و انصاف پانی کی طرح ہماری سوسائٹی کو سیراب نہ کر دے، جب تک محبت اس ملک سے نفرت کا خاتمہ نہ کر

دے، جب تک moderation اور اعتدال پسندی سے انتہا پسندی کا خاتمہ نہ ہوجائے، جب تک امن اور آشتی ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ نہ کر دے، جب تک علم و شعور ملک سے جہالت اور ناخواندگی کا خاتمہ نہ کردے، جب تک معاشی خوشحالی غریبوں کے چہروں پر خوشیاں واپس نہ لے آئے۔ ہمیں اپنی جدوجہد جاری رکھنی ہے۔

مزدورو، محنت کشو، کسانو، چھوٹے تاجرو، ماؤں، بہنو، بیٹیو اور عظیم فرزندو! آج اس جلسے کے بعد مایوسی ختم کرکے اس یقین کے ساتھ گھر واپس لوٹو کہ نظام بالآخر ضرور بدلے گا۔ انقلابی تبدیلی بالآخر ضرور آئے گی، عوام خوشحال ہوں گے، ملک کا مستقبل روشن ہو گا مگر اس کرپٹ انتخابی نظام کے ذریعے نہیں، اس کرپٹ سیاسی کلچر کے ذریعے نہیں بلکہ اس کرپٹ انتخابی نظام اور سیاسی کلچر کی دیواروں کو گرانا ہے اور مسلسل جدوجہد کے ذریعے اس نظام کے خلاف بغاوت کرنی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پنجاب، سندھ، خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور کشمیر و گلگت میں عدل وانصاف اور خوشحالی و ترقی کا سورج طلوع ہو گا مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ڈٹے رہو، تمہارے قدم نہ لڑکھڑائیں۔ آنے والے وقتوں میں بدی کے ساتھ سمجھوتا نہیں کرنا اور اس نظام کے خلاف بغاوت پر استقامت کے ساتھ ڈٹے رہنا ہے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

بدلے گا نظام
تب
بدلے گا پاکستان

پاکستان عوامی تحریک

آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی، حقیقی جمہوریت کے قیام،
امن وسلامتی کے فروغ، معاشی وسماجی ترقی، ملک سے غربت،
جہالت، پسماندگی، محرومی، ناانصافی اور جاگیردارانہ،
سرمایہ دارانہ واستحصالی نظام کے خاتمے کیلئے معاشی وسماجی
حقوق میں مساوات اور عدل وانصاف کی
فراہمی کے لئے مصروفِ عمل

پاکستان عوامی تحریک

www.pat.com.pk, info@pat.com.pk
TahirulQadri TahirulQadri